UNIVERSAL LIBRARY
OU_224289
UNIVERSAL LIBRARY

مسٹریز آف لنڈن

سلسلۂ اوّل

مکمل اردو ترجمہ ۱۲ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے ناولوں میں سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے۔

فاضل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار اور پرشور مقامات سے گذرتی ہے مگر اس کے کنارے جابجا آسائش فرحت موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ پر انسان کو منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیابی ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر متعدد مختلف نہایت عجیب اور دلچسپ نیز عبرت انگیز قصے شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتے وقت مگر سیر نہیں ہوتا اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا۔ غضب کا دلفریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی۔ اخلاص و قول کے بیشمار عبرتناک نظارے پیش کئے ہیں۔

اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے اصل عبارت کے مطابق ہے۔ مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سیکڑوں شائقین کو خوشنودی حاصل ہوئی ہے۔ ضخامت ۲۲۴۰ صفحوں سے زیادہ قیمت [illegible] محصولڈاک الگ۔

جلدیں علیحدہ بھی طلب کی جا سکتی ہیں۔ ہر جلد کی قیمت [illegible] اور حصوں کی ۱۲ [illegible] علاوہ محصولڈاک کے

لال برادرس پبلشرز روڈ نولکھا لاہور

سلسلۂ ثانی — پانچویں جلد

فسانۂ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۲۱ء

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ ڈوکھٹا لاہور

اشاعت ثانی — قیمت ۱۲/ر

(حقوق محفوظ)

جامع سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشر داس پرنٹر چھپا

CHECKED

فہرست مطالب

صفحہ	مضمون	باب
۴۹۹	وکیل صاحب کے دفتر میں ایک نظارہ۔	باب ۵۰
۵۰۸	کچہری میں موتی۔	باب ۵۱
۵۱۹	سعی بے سود۔	باب ۵۲
۵۲۶	پھانسی۔	باب ۵۳
۵۳۳	سائنس کا کرشمہ	باب ۵۴
۵۳۸	تجربہ کار۔ استھرڈی ڈینا۔	باب ۵۵
۵۵۰	اگلی پچھلی باتیں۔	باب ۵۶
۵۸۸	معافی کی درخواست۔	باب ۵۷
۵۹۷	ملاپ۔	باب ۵۸
۶۱۱	اقرار محبت۔	باب ۵۹

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

پانچویں جلد

باب ۵۰ وکیل صاحب کے دفتر میں ایک ...

واقعات مذکورہ کے چند دن بعد ویل کا نظارہ مسٹر ہارڈو کے دفتر واقع لوڈن سکوائر میں دیکھا گیا۔

سہ پہر کے چار بجے کا وقت تھا۔ اور وکیل مذکور اپنے کمرہ میں کاغذات سے بھری ہوئی میز کے قریب بیٹھا تھا۔ کہ ایک کلرک نے داخل ہو کر اطلاع دی "مسٹر کرسٹوفر ہنٹ اور ان کی لیڈی ملاقات کے لئے آئے ہیں"

وکیل متعجب ہو کر کہنے لگا "ان کی لیڈی بھی! خیر ان سے کہدو اندر آجائیں"

چند منٹ کے عرصہ میں مسٹر کرسٹوفر ہنٹ چارلٹ ... اوہ! ہم معذرت چاہتے ہیں ... لیڈی ہنٹ کو ساتھ لئے دفتر میں داخل ہوا۔

اس کے چہرہ پر مسکراہٹ نمودار تھی۔ لیکن مسٹر ہارڈو نے جلدی ہی پہچان لیا کہ یہ مسکراہٹ بڑی حد تک اختیاری اور مصنوعی ہے۔ درحقیقت میں اس مسکراہٹ کی تہ میں مسرت و خوشی مفقود تھی جو کسی شادی شدہ شخص میں ہونی چاہئے بلکہ اطمینان قلب بھی نظر نہ آتا تھا۔

لیڈی ہنٹ [illegible]

بھڑکیلی کہ اسے شریفانہ اور نفیس اپیل سمجھا جا سکتا ہے۔

مسٹر ہارورڈ اٹھ کر اپنے موکل اور اس کی دلہن کا خیر مقدم کر کے کہنے لگا "مسٹر کرسٹوفر میں آپکو مل کر بہت خوش ہوا۔ آپ کی لیڈی . . ."

نائیٹ نے فخریہ انداز سے کہا "ہاں مسٹر ہارورڈ یہ میری عزیز اور چہیتی ہیڈی بلینٹ ہیں میں تمہیں یقین دلاتا ہوں بڑی ہی با اخلاق اور ملنسار خاتون ہیں۔ اور انہوں نے اس بات کا عہد کر لیا ہے۔ کہ ہمیشہ میری خوشی کے لئے کوشش کرتی رہیں گی!"

ہیڈی بلینٹ کہنے لگی "تو آپ یہ کیا فضول بک بک لے بیٹھے ہو جس کام کو آئے تھے تو ختم کر لو کہ پھر اس گاڑی کو دیکھنے چلیں جسے تم خریدنے کو کہتے تھے۔ دنیا بھر کے کسی وکیل کے دفتر سے مجھے بید نفرت ہے . . . مجھے یاد ہے ایک بار مجھے سترہ شلنگ ساٹھ کے لئے عدالت میں جانا پڑا تھا۔ اور اس سلسلہ میں میرا ایک چھوٹے وکیل کے ساتھ واسطہ پڑا میں اس کی قسط ۲ پنس ہفتہ وار کے حساب سے مدتوں ادا کرتی رہی۔ اس وقت وکیل آنکھیں بنی جاتے" پھر وہ مسٹر ہارورڈ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی "معاف کرنا میں صاف گو ہوں اور میرا عقیدہ ہے۔ کہ صاف بیانی ہی دنیا میں بہترین وصف ہے!"

مسٹر کرسٹوفر اپنی چہیتی بیوی کی طرف سے اس قسم کی تلخ کلامی کا اظہار دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا اور اسے چمکانے کی غرض سے بولا "دیکھو میری جان . . . میری پیاری . . ."

وکیل نے کہا "مسٹر کرسٹوفر آپ کسی آزردگی کو دل میں جگہ نہ دیں۔ ہم لوگ حسین لیڈیوں کی زبانی اس قسم کی گفتگو سننے کے عادی ہیں"۔ اور اس کے بعد اس قدر دلفریب مسکراہٹ اختیار کر لی جتنی کہ حالات پیش آمدہ میں ممکن تھی۔ وہ کہنے لگا "آپ تشریف رکھئے۔ لیڈی صاحبہ اس کرسی پر تشریف فرمایئے"۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اس کرسی کی طرف اشارہ کیا جو آتشدان کے قریب پڑی تھی۔

ہیڈی بلینٹ اپنے شوہر کا بازو چھوڑ کر اس کرسی کی طرف گئی لیکن اس کے ساتھ ہی اس قسم کا نگاہانہ اشارہ کیا جس سے پایا جاتا تھا کہ وہ اسے کہنا چاہتی ہے کہ تم اپنی کرسی میرے قریب لے آؤ۔ مسٹر کرسٹوفر نے اس کی تعمیل ایسے انداز سے کی جس سے وکیل کو یقین ہو گیا کہ ہیڈی بلینٹ ابھی سے مسٹر کرسٹوفر پر کافی سکہ جما چکی ہے۔

وکیل کہنے لگا "مسٹر کرسٹوفر میں خوش ہوں کہ آپ آج تشریف لے آئے کیونکہ . . ."

یکایک لیڈی بلنٹ بدخل اندازہ ہو کر کہنے لگی "مگر وہ اس سے پہلے آکیو نکر سکتا تھا کل رات تو ہم شادی کے سفر سے واپس آئے ہیں"

مسٹر ہاورڈ نے انداز تسلیم سے سر جھکا لیا۔ اور کچھ کہنے کو تھا کہ سر کرسٹوفر نے کہا "کیوں صاحب یہ اس رہزن کا کیا جھگڑا ہے جس نے میرے دو ہزار پونڈ اڑا لیئے تھے مجھے یاد ہے۔ میں نے آپ کو صاف اور صریح لفظوں میں بتا دیا تھا۔ کہ میں اس معاملہ میں کسی قسم کی کارروائی نہیں کرنا چاہتا اور اب شہر میں واپس آتے ہی سب سے پہلی خبر میرے کان میں یہ پہنچتی ہے۔ کہ . . ."

لیڈی بلنٹ پھر دخل درمعقولات ہو کر کہنے لگی "ہاں بجائے اس کے کہ ہم سفر ختم ہونے پر ذرا آرام کرتے ہمیں بھاگے بھاگے ایک وکیل کے دفتر میں آنا پڑا"

مسٹر ہاورڈ خشک لہجہ میں بولا "لیڈی بلنٹ یہ ضروری تھا۔ کہ انصاف کو عمل میں لایا جاتا۔ مجھے کچھ اطلاع اس قسم کی مل گئی تھی۔ جس کی بنا پر میں نے ٹامس رین فورڈ کو گرفتار کرایا۔ اور اب میں سر کرسٹوفر سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ جو خود کسی زمانہ میں شرف کے اعلیٰ عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں . . ."

"اور اس کے بعد میں پورٹ سوکن کی آلڈرمینی کا امیدوار بھی تو رہا ہوں۔ اگرچہ مجھے ان شہری لوگوں کے طرز عمل کی بدولت ان سے بے تعلقی اختیار کرنی پڑی" سر کرسٹوفر نے ذرا اکڑ کر کہا۔

اس کی لیڈی کہنے لگی "واہ! بھلا یہ کیا حماقت تھی۔ کہ تم نے شہر کے لوگوں سے بے تعلقی پیدا کر لی۔ مجھ سے پوچھو۔ تو میں بھانڈوں کا مجرا دیکھنے کی نسبت کسی لارڈ میر کے جلسہ میں شریک ہونا اچھا سمجھتی ہوں۔ اور میرے ان لفظوں کی اہمیت کا اندازہ تم اس بات سے کر سکتے ہو۔ کہ مجھے بھانڈوں کے تماشہ کا بہت شوق ہے"

بیچارہ نائٹ اب سخت تشویش و پیچ کی حالت میں تھا۔ کہ کیا کہے کیا نہ کہے۔ آخر بولا "پیاری چارلٹ، تم . . ."

اس کی دلہن نے قطع کلام کر کے کہا "دیکھو اجنبیوں کے سامنے مجھے چارلٹ کہکر مخاطب کیا کرو۔ یہ نام صرف گھر کے لیئے ہے۔ عوام کے روبرو تم نے مجھے لیڈی بلنٹ کے سوا کسی نام سے مخاطب کروگے۔ تو یاد رکھنا۔ ہاں مسٹر ہاورڈ تم پہلے اپنا کام ختم کر لو . . ."

سر کرسٹوفر زردق ہو کر کہنے لگا "دیکھو میری جان میں نے تمہیں پہلے ہی ساتھ آنے سے روکا تھا

اگر تم ان کاروباری معاملات کو ناپسند کرتی ہو۔ تو آنا ہی نہ تھا۔ تمہیں معلوم ہے۔ میں نے شروع میں ہی یہ بات تم سے کہی تھی۔ کہ کسی لیڈی کا اپنے شوہر کے ساتھ وکیل کے دفتر میں جانا غیر معمولی بات ہے۔"

چارلٹ بولی "سر کرسٹوفر تم غالباً یہ تو نہیں سمجھتے کہ میں تمہیں اپنی نظروں سے اوجھل ہو جانے دوں گی داد! میں اتنی بیوقوف نہیں ہوں۔ کہ تمہیں اکیلا چھوڑ دوں۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہم بازار سے گذرے۔ تو میں نے دیکھا۔ تم چند ناشستہ عورتوں کی طرف گھور رہے تھے۔"

اب ہمارے قابل قدر نائٹ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا تھا۔ اور وہ کہنے لگا۔

"لیڈی بلنٹ تم بڑی ناانصافی کرتی ہو۔۔۔"

"ہو گی۔ اور مجھ سے پوچھو تو میں دل سے چاہتی ہوں۔ یہ خیال غلط ثابت ہو کیونکہ تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔" پھر وہ وکیل کی طرف توجہ کر کے کہنے لگی "مگر تم اپنی داستان کو تو ختم کرو۔"

وکیل طنز کے لہجہ میں بولا "میڈم مجھے کب عذر ہے۔ آپ اجازت دیں۔ تو میں اسے ابھی ختم کئے دیتا ہوں۔ جیسے میں بیان کر رہا تھا۔ مجھے کچھ اطلاع ملی جس کی بنا پر میں نے اس بدمعاش ٹامس رین فورڈ عرف کپتان سپارکس کو گرفتار کرا دیا۔ اور اب وہ شنبہ کے روز سر کرسٹوفر آپ کو مجسٹریٹ کی عدالت میں شہادت دینی ہو گی۔"

نائٹ نے پوچھا "مسٹر ہارڈ۔ میرے اس سوال کا کیا جواب ہے۔ کہ میری مخالفت کے باوجود آپ نے کس کے اختیار سے اس کام کو ہاتھ میں لیا؟"

وکیل بظاہر اس سوال کا جواب نہ دینا چاہتا تھا۔ وہ کہنے لگا "کتنا عجیب سوال ہے۔ سر کرسٹوفر آپ ہی غور کیجئے۔ ایک رہزن آپ کی نقدی کو جھ سے آپکے اور آپکے بھتیجے سے چھین کر لیتا ہے۔ وہ اپنی اس کامیابی پر پھولا نہیں سماتا۔ ہم سب پر ہنسی اڑاتا اور قانون کے اختیارات کو ہیچ سمجھتا ہے۔ پھر اگر موقع ملے۔ تو کیا میرے لئے یہ قدرتی امر نہ تھا۔ کہ اس بدمعاش کی سزادہی کے لئے کوئی مناسب تجویز اختیار کر دوں؟"

"ضرور ہے! اور یہی واجب تھا۔ جو تم نے کیا" لیڈی بلنٹ کہنے لگی "وہ موا کون ہے۔ جو سر کرسٹوفر پر ہنسی اڑائے! مجھے مل جائے۔ تو اس کی آنکھیں ہی نکال لوں۔ سر کرسٹوفر کی ہستی دیکھو تو وہ ایسا نظر آتا ہے۔ کہ کوئی اس کی ہنسی اڑا لے؟"

لیڈی بلنٹ کا یہ سوال اس لحاظ سے نہایت باموقعہ تھا۔ کہ اس وقت سر کرسٹوفر کی دفتر

ایک طرف بیوی کی نظروں میں خوش نظر آنے اور دوسری طرف وکیل کے سامنے اپنے آپ کو زن مرید ظاہر نہ کرنے کی کوشش میں نہایت مضحکہ خیز بن رہی تھی امر واقعہ یہ ہے کہ اگر مسٹر ہاورڈ جیسا ضبط رکھنے والا آدمی نہ ہوتا۔ تو وہ ضرور قہقہہ لگا کر ہنس دیتا۔

ڈبن وکیل نے بڑی سنجیدگی سے کام لیکر لیڈی بلنٹ کو یقین دلایا کہ "واقعی کسی شخص کو مسٹر کرسٹوفر جیسے ذی رتبہ اور پر اہمیت شخص پر ہنسی اڑانے کا حق حاصل نہیں۔ درحقیقت ٹامس اینفورڈ کی گرفتاری سے مدعا بھی یہی ہے۔ کہ اس شخص کو سزا دی جائے۔ جس نے کرسٹوفر کا مال چھینا اور اس کے بعد ان کی ہنسی اڑائی۔"

لیڈی بلنٹ ان عورتوں میں سے تھی۔ جو خود تو اپنی آزادی برقرار رکھنے یا حکومت جتانے کی غرض سے یا تفریحاً اپنے شوہر کی ہنسی اڑانا برا نہیں سمجھتیں۔ لیکن کسی غیر کو اسکا موقعہ نہیں دے سکتیں۔ چنانچہ وہ خوش ہوئی۔ کہ مسٹر ہاورڈ نے رین فورڈ کو گرفتار کرا دیا ہے۔ اور کہنے لگی میں ضرور مسٹر کرسٹوفر کو دو شنبہ کے روز شہادت دینے کی غرض سے بھیجونگی۔ اور اگر اس نے انکار کیا۔ تو اسے ساتھ لیکر آونگی۔"

ناسٹ نے کہا "میری جان۔ اگر تمہاری یہی مرضی ہے۔ تو خیر مجھے انکار نہیں۔ میں عدالت میں چلا جاؤنگا۔ اور مجھے امید ہے کہ جب مجسٹریٹ میری شہادت سنے گا۔ تو اسے یقین ہو جائیگا کہ میں کس خوش اسلوبی سے قانون کو مدد دیتا ہوں۔ میں کئی سال شرف کے عہدہ پر رہا اور اس عرصہ میں قانون کے سب پہلوؤں سے واقف ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہر چند میری انتہا نہایت جبر و جدت ہوئی۔۔"

لیڈی بلنٹ کہنے لگی "مسٹر کرسٹوفر اب تم پھر اس فضول داستان کو لے بیٹھے ہو۔ جو دن میں بیسیوں مرتبہ سنایا کرتے ہو۔ جانے دو۔ میری طبیعت اس زیادہ گوئی سے بہت آزردہ ہوتی ہے۔"

عین اسی وقت کمرہ کا دروازہ زور سے کھلا۔ اور مسٹر فرینک کرٹس اندر داخل ہوا۔

اس کا چہرہ زیادہ شراب پینے کی وجہ سے سرخ تھا اور منہ سے شراب اور سگاروں کی اتنی تیز بو آتی تھی۔ کہ محض قوت شامہ کی بدولت کمرہ میں ہر شخص کو اس کی آمد کا علم ہو گیا۔ آتے ہی وہ اپنے چچا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کہو چچا کرسٹوفر کیا حال ہیں؟"

ناسٹ غصہ میں بھر کر اپنی کرسی سے اٹھا۔ اور اکڑ کر کہنے لگا "مسٹر کرٹس دیکھو۔۔"

مگر فرینک نے قطع کلام کر کے کہنے لگا "چچا گھبرانے کی بات نہیں معلوم ہوتا ہے۔ شادی تمہارے

مزاج کو نا موافق ہے۔ جبھی تو اتنی سی بات پر بگڑ گئے ہو۔ آہ! یہ کون . . . میری پیاری چار . . . میری بچی۔ معاف کیجئے . . . مجھ سے غلطی ہوئی . . . میں معذرت چاہتا ہوں۔ لیکن خدا قسم آج تو تمہارا حسن سہ چند نظر آتا ہے!"

لیڈی بلنٹ اب تک کشمکش پیچ کی حالت میں تھی۔ کہ مجھے اس شخص سے کسی قسم کا سلوک کرنا چاہئیے۔ آخر وہ تحکمانہ لہجہ میں کہنے لگی "جا مو اشرابی میرے سامنے سے دور ہو جا"

"اوہ! تو کیا اس شادی نے تمہیں بھی بدمزاج کر دیا ہے۔ حالانکہ طبیب کہتے ہیں شادی کرکے انسان کا مزاج نرم ہو جاتا ہے" فرینک کہنے لگا "ایلو میں تمہیں ایک لیڈی کا قصہ سناتا ہوں جسے سخت قسم کا تپ دق تھا۔ سارے معالج جواب دے بیٹھے۔ اور ایک کفنیا جو مکان کے پاس رہتا تھا۔ اس کے لئے تابوت بھی تیار کر چکا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ آجکل میں اس کے دفن کی تیاری ہوگی یکایک ایک نوجوان کی اس سے محبت ہوگئی۔ وہ اس سے شادی کرکے اسے جنوبی فرانس میں لے گیا۔ جہاں میں خود بھی کچھ عرصہ رہ آیا ہوں۔ چھ مہینے بعد دونوں واپس آئے۔ تو نہ صرف وہ عورت پورے طور پر صحتیاب ہو چکی تھی۔ بلکہ جیسا کہا کرتے ہیں۔ پیمان محبت کا ایک زندہ نمونہ بھی پیش کرنیکو تیار رکھتی ہے۔"

سر کرسٹو فر بڑے پروقار لہجہ میں کہنے لگا "مسٹر کرٹس افسوس کی بات ہے۔ تم اس قسم کی باتیں ایک ایسی خاتون کے سامنے کر رہے ہو جس کی حال میں شادی ہوئی ہے۔"

فرینک لڑکھڑا کر وکیل کی میز سے لگ گیا۔ اور بولا "کاکرڈاں کوں۔ تمہاری بلا جانے اس شادی سے پہلے اس کی کتنوں سے محبت رہ چکی ہے۔"

نائٹ نے سختی کے لہجہ میں کہا "دیکھو صاحب۔ لیڈی بلنٹ کی مجھ سے شادی ہو چکی ہے اور ایک چھوٹے رشتہ دار کی حیثیت میں تمہیں ان کی عزت کرنی چاہئیے۔ میں بھی تمہیں بتا دیتا ہوں۔ کہ تم نے مس مورڈانٹ کیساتھ مل کر میرے خلاف جو قابل نفرت سازش کی تھی اس کا اثر الٹا تمہیں پر پڑا ہے . . .!"

فرینک نے متعجب ہو کر کہا "مس مورڈانٹ سے مل کر! کیوں حضرت یہ کیا معاملہ ہے مس مورڈانٹ سے تو میری عمر بھر میں کبھی گفتگو نہیں ہوئی۔"

لیڈی بلنٹ نے چیخ کر کہا "شیطان"!

نائٹ نے گلا پھاڑ کر کہا "جھوٹا! دروغ گو!"

"یہ خطابات آج مجھے آپ کی عنایت سے حاصل ہو گئے" مسٹر نیک سرد مہری سے کہنے لگا "لیکن
خدا کا شکر ہے میں اس سے زیادہ مضبوط ساخت کا انسان ہوں۔ ان بد زبانیوں کا مجھ پر کچھ اثر
نہیں ہو سکتا لیکن دیکھو چچا میں تمہیں اس کا یقین دلاتا ہوں۔ کہ تمہارا یہ کہنا میں نے اور مسز
موڈرانٹ نے تمہارے خلاف کسی طرح کی سازش کی صریح غلط فہمی یا غلط بیانی ہے۔ جب ایک
مرتبہ میرے دوست کونٹ سینٹ اور مرٹے ہوئی تھی میں نے کہا۔ مائی لارڈ مارکوئس نے
پوچھا کیا بات ہے۔ میں نے استقلال سے کہا میں کہا۔ مائی لارڈ ڈیوک ...

مسٹر کرسٹوفر نے سختی سے کہا "مسٹر کرٹس۔ اس کو اب جانے دو"

"ہاں میرے پیارے چلو ہم یہاں سے چلیں" لیڈی بلنٹ نے اپنے شوہر کا ہاتھ
ہاتھ میں لیکر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "تمہارے بھتیجے کے منہ سے تمباکو اور شراب کی
سخت بو آرہی ہے"

"اگرچہ یہ دو چیزیں اس دنیا کی نعمتیں ہیں تو فرمایئے" بے تکلفی سے کہنے لگا "کیوں نا
تمہاری کیا رائے ہے؟ میں اپنے چند نوجوان فیشن ایبل دوستوں کے ساتھ مل کر اپنے مکان
پر کچھ عرصے سے مزا اڑا رہا ہوں۔ اور خوش ہوں کہ میری شادی عنقریب ایک مالدار بیوہ
عورت مسز گولڈبری کے ساتھ ہونے والی ہے...؟"

"تمہاری شادی!" مسٹر کرسٹوفر نے حیرت زدہ ہو کر کہا "کب؟... کس جگہ؟... کس
کے ساتھ؟..."

مسٹر کرٹس نے عجیب انداز سے ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے کہا "چچا کرسٹوفر خدا کی قسم آپ نے
میری طبیعت کو نہیں سمجھے حضرت تم جس وقت ماہ عسل کی خوشیاں منا رہے تھے اس وقت
کن کن مقامات میں آوارہ پھرتے تھے..."

"آوارہ!" لیڈی بلنٹ نے غضبناک ہو کر کہا "چلو مسٹر کرسٹوفر ایسی لغو گفتگو
کرنا فضول ہے"

"کیوں نہیں؟ وہ کانڈیٹ سٹریٹ والا معاملہ تو بالکل ہی بھول چکی ہو" مسٹر نیک اس کی
طرف حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "لیکن چچی میرے وہ پانچ پونڈ تو آپ ہی ... جب تم
مجھ سے ٹھگ کر لے گئی تھیں"

مسٹر کرسٹوفر نے خشمگین ہو کر اپنے بھتیجے کی طرف دیکھا اور کہنے لگا "مسٹر کرٹس تم لندن کی ...

پر یہ الزام عائد کرتے ہو . . . ؟"

"کہ اس نے مجھے اُلو کا پٹھا اور تمہیں اُلو بنایا" فرینک نے اپنے چچا کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے کہا "لیکن مسٹر کرسٹوفر اب مجھے ان معاملات کی پروا نہیں رہی۔ چند یوم کے عرصہ میں میری شادی مسز گولڈبری کے ساتھ ہو جائے گی۔ یہ کنیز کہنیں کو مبارک ہو۔ مگر اتنا یاد رکھو تمہاری آج کی باتوں کے بعد آیندہ کے لئے ہمارے باہمی تعلقات قائم نہیں رہ سکتے۔ تمہارا راستہ وہ ہے۔ اور میرا یہ . . ."

ناٹ اس کا جواب دینے کو تھا۔ مگر اسکی بیوی یہ کہتی ہوئی اسے کھینچ کر وکیل کے دفتر سے لے گئی "تم بھی کتنے بیوقوف ہو کہ ایسے فضول آدمی سے بحث کر رہے ہو"

ان کے رخصت ہونے پر کمرے کا دروازہ بند ہوا۔ تو فرینک کرٹس اس کرسی پر بیٹھ گیا جس سے لیڈی بلنٹ اٹھی تھی۔ اور اس نے زور کا قہقہہ لگایا۔

وکیل نے اظہار ناپسندی کے طور پر اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا "فرینک آج تم نے اس معاملہ میں انتہا کر دی۔ مسٹر کرسٹوفر کا سلوک ہمیشہ تمہارے ساتھ بہت اچھا رہا ہے۔ اور ہر چند کہ میں اُس کی اس شادی کو ناپسند کرتا ہوں تاہم . . ."

"لیکن مجھے اس کی پروا کیا ہے" فرینک قطع کلام کر کے کہنے لگا "کل میں نے مسز گولڈبری کے سامنے شادی کی درخواست کی تھی۔ جو اس نے بہت کچھ شرمانے اور سر جھکانے کے بعد منظور کر لی۔ اسے پانچ ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی ہے۔ اور وہ بیکر سٹریٹ میں بڑی شان کی زندگی بسر کرتی ہے۔ میں نے اسے یقین دلا دیا ہے۔ کہ میں بھی کنگلا نہیں ہوں۔ اور اگرچہ میرا یہ بیان راستی پر مبنی نہیں لیکن جیسا میرا مرحوم دوست پرنس آف سینٹ اومز حالت نشہ میں کہا کرتا تھا۔ محبت اور جنگ میں جو کچھ کیا جائے درست ہے۔۔ مگر ہاں تم اس شخص ریٹ فورڈ کا واقعہ تو بیان کرو۔ وہ کیونکر گرفتار ہوا؟ . . . ؟"

ہاورڈ سرد مہری سے کہنے لگا "اتفاقاً مجھے اس کی جائے سکونت کا علم ہو گیا تھا اس لئے میں نے اسے زیر حراست کرا دیا۔"

فرینک بولا "خدا کی قسم تم نے اچھا نہیں کیا۔ تم سے مجھے پردہ نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ پچھلے اتوار کی رات کو وہ مجھ سے ملا تھا۔ ہم دونوں ہائیڈ پارک میں گئے اور وہاں گھنٹہ بھر یہ جاننے کیلئے کشتی لڑتے رہے۔ کہ دونوں میں طاقتور کون ہے۔ میں نے اسے انیس مرتبہ گرایا اور اس نے

مجھے سات بار۔ آخری مرتبہ جب میں اسے تین بار گرا چکا تو وہ اس مقابلے سے دست کش ہو گیا اس پر میں نے کہا۔ ہمیں پچھلی باتوں کو بھول کر آئندہ کے لئے دوستانہ تعلقات رکھنے چاہئیں۔ میں نے اس سے وعدہ کیا کہ اس دو ہزار پونڈ کے معاملہ میں میں کسی قسم کی کارروائی نہ کروں گا۔ ان حالات میں تم جان سکتے ہو کہ مجھے یہ معلوم کر کے کس قدر رنج ہوا ہے . . . "

وکیل کہنے لگا "تمہاری اس بیان کردہ کشتی سے پہلے ہی افسران انصاف کو اس کی گرفتاری کی ہدایت کی جا چکی تھی مگر اب اگلے دوشنبہ کو اس مقدمہ میں شہادت ہوگی۔ اس کے لئے تیار رہنا۔"

کرٹس نے پوچھا "کیا عدالت میں اس چوری کا سارا حال بیان کرنا ہوگا؟"

"یقیناً" مسٹر ہارڈ نے جواب دیا "جو واقعات راست ہوں، وہ سب بیان کرنے ہوں گے بشرطیکہ تم ایسا کر سکو . . . "

"ایسا کر سکنے کے کیا معنی؟ اور یہ فقرہ تم نے کس نیت سے کہا؟ خدا کی قسم کوئی اور شخص یہ الفاظ کہتا تو میں وہیں اسے ڈوئیل لڑنے کی دعوت دے دیتا۔ جیسا میں نے اپنے قابل قدر دوست مارکوئیس آف ہورن سے پیرس میں کیا تھا۔ لو میں تمہیں اس واقعہ کی تفصیل سناتا ہوں . . .

"نہیں مسٹر دوست تم اس قصہ کو تو رہنے دو۔ کیونکہ میں بہت مصروف ہوں۔ ڈاک کا وقت ہوا جاتا ہے۔ ورنہ مجھے بہت سے خطوط لکھنے ہیں۔ تو دیکھو میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ دوشنبہ کی صبح کو ٹھیک ۱۰ بجے پولیس کے تھانہ میں جانا۔"

"خیر مجبوری ہے" کرٹس نے کہا "اگرچہ مجھ سے پوچھو تو انصافاً تم نے بہت برا کیا کیونکہ یہ شخص سپارکس یا رین فورڈ جو کچھ بھی اس کا نام ہے۔ باطن میں برا آدمی نہیں۔"

وکیل نے خشک لہجہ میں کہا "ہوا کرے۔ بہرحال انصاف کا عمل میں آنا ضروری تھا۔"

اس کے بعد کرٹس وہاں سے رخصت ہوا۔ اور سیدھا اپنے مکان پر پہنچا۔ جہاں اس نے اصلی طور پر سوڈا واٹر پی کر اور ظاہری طور پر مسٹر ہارڈی کے پیچھے [illegible] اس قدر ذہنی جوش [illegible] [illegible] کہ مسٹر گولڈن [illegible]

[illegible]

رہتی تھی۔ فرینک نے اس سے شادی کی درخواست کی تھی۔ اس نے یہ درخواست منظور بھی کر لی تھی۔ یہ تصدیق ہم نے اس لئے کر دی ہے۔ کہ ناظرین کا اس بارہ میں یقین ہو جائے ورنہ عام حالات میں غالباً وہ اس سارے قصہ کو بھی اسی قدر فرضی سمجھتے۔ جیسا مسٹر فرینک کرٹس کے باقی بیشمار بیانات کو بجا طور پر سمجھا کرتے ہیں۔

باب ۱۵ کیچڑ میں موتی

تام پیٹرک گرفتاری اور اس عجیب و غریب واقعہ کو پیش آئے چار ہفتے کا عرصہ گذر چکا تھا جس کی بنا پر ارل آف اینگھم ریکایک ایک تنگ و تاریک تہ خانہ میں محصور ہوا۔

پورے چار ہفتے اس عالی نسب امیر کو ایک خوفناک قیدخانہ میں بند پڑے گذر چکے تھے اور اب تک وہ اس بات سے قطعاً بیخبر تھا۔ کہ یہ قیدخانہ لندن کے کس حصہ میں واقع ہے؟ مجھے کس لئے قید کیا گیا ہے؟ اور قید کرنیوالے کون ہیں؟

ہر روز صبح کو آٹھ بجے کے قریب اس کوٹھڑی کے دروازہ میں ایک چھوٹا سا سوراخ نمودار ہوتا اور کوئی نامعلوم شخص اس سوراخ کے رستے [illegible] اس کمرہ میں پہنچا دیتا۔ یہ [illegible] اس کی [illegible] سے دو تین دن [illegible] کر دیا گیا۔ اور اسی [illegible] کے ساتھ [illegible] کی [illegible] مقدار اسے پہنچا دی جاتی تھی۔ کھانا اچھا ہوتا تھا اور [illegible] بھی [illegible] جاتی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ حراست کا باعث کسی قسم کی [illegible] بغض یا کینہ نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ اس شخص نے جو اسے کھانا پہنچانے آتا تھا اسے اس بات کا یقین دلا دیا تھا۔ کہ تمہیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچایا جائے گا۔ تمہاری گرفتاری بعض وجوہ کی بنا پر عمل میں لائی گئی ہے۔ اور اس کی میعاد چند ہفتوں میں ختم ہو جائے گی۔ تمہیں اس قید خانہ میں رکھنے کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ تم فرار نہ ہو جاؤ۔

بارہا ارل آف اینگھم نے اس شخص سے جو بظاہر اس قیدخانہ کا مہتمم تھا۔ مزید حالات [illegible] کی کوشش کی۔ لیکن شخص مذکور کوئی اور لفظ زبان سے نہ نکالتا تھا۔ [illegible] کھانا [illegible] تو اپنے چہرہ کو [illegible] چھپائے رکھتا تھا۔

وہ ایک کونے میں کھڑا ہو جاتا۔ اور اس سے جو سوالات پوچھے جاتے۔ ان کا جواب انتہائی مجبوری کی حالت میں دیتا بھی تو لہجہ بدل کر دیتا تھا۔

آرتھر کو یوم حراست کے دوسرے دن وہ یقین جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ دلا دیا گیا تھا جس سے اس کے دل سے بہت بڑا بوجھ اٹھ گیا۔ اس کو اطمینان ہو گیا۔ کہ میری حراست بہر حال دائمی نہ ہوگی۔ اور چند ہفتوں میں مجھے رہا کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ سوچ کہ میرے متعلقین اس عرصہ میں میری نسبت کیا خیال کریں گے۔ اسے یہ چند ہفتوں کا عرصہ بھی کئی سال ... کئی صدیوں کے برابر بلکہ طول معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اس کا ذکر اس شخص سے جو اسے خوراک مہیا کرنے آتا تھا کیا۔ اور اس کے جواب میں وہ کہنے لگا۔ میں تمہیں کاغذ، قلم، دوات، لا دیتا ہوں۔ تم اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے نام خط لکھ دو۔ کہ میں ایک ضروری کام پر انگلستان سے باہر مثلاً فرانس کو جا رہا ہوں۔ اور وہاں مجھے ڈیڑھ مہینہ لگ جائیگا۔ بس اس قسم کا کوئی عذر پیش کر کے ایک ہی مضمون کے چند خط لکھ دو۔ وہ تمہارے متعلقین کو پہنچا دیئے جائیں گے۔ اور اس سے تمہاری نسبت ان کے فوری اندیشے بہر حال رفع ہو جائیں گے۔ لیکن یہ خطوط مجھے کھلے ملنے چاہئیں۔ تاکہ میں انہیں پڑھ کر دیکھ لوں۔ ان کا مضمون میرے حسب منشا ہے یا نہیں۔

ہر چند کہ یہ طریقہ لارڈ ابنگھم کے لئے زیادہ اطمینان بخش نہ تھا۔ تاہم قطعی خاموشی سے بہر حال بہتر تھا۔ چنانچہ اس نے مندرجہ بالا طریق سے مختصر خطوط لیڈی ہیسٹ فیلڈ، ٹامس رین فورڈ اور مسٹر ڈی ہاڈینگ کے نام لکھے۔ اور جب وہ شخص جو اس قید خانہ کا منتظم تھا۔ آیا۔ تو یہ خطوط اس کے حوالہ کر دیئے۔ بعد ازاں اسے بتایا گیا۔ کہ انہیں بذریعہ ڈاک منزل مقصود کو بھیج دیا گیا ہے۔

ناظرین کو یہ جتلانے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس عرصہ حراست میں ایسی صورت کیونکر دل پر اثر انداز ہوتی رہی۔ قدرتی طور پر تو بہت عظیم رہی۔ بار ہا وہ تنہائی میں خاموش بیٹھا اس بارہ میں قیاس دوڑایا کرتا تھا۔ کہ وہ لوگ کون ہیں۔ جنہوں نے مجھے زیر حراست رکھا۔ اور اس حراست سے ان کا مطلب کیا ہے۔ اور یہ مقام کونسا ہے؟ پھر جب وہ یہ سوچتا۔ کہ ایک طرف لیڈی ہیسٹ فیلڈ دوسری جانب ٹامس رین فورڈ پر میری اس پر اسرار گمشدگی کا کس قدر تعجب کن اور رنجدہ اثر ہوگا۔ تو وہ گھنٹوں مغموم اور مایوس رہتا۔ وہ لیڈی ہیسٹ فیلڈ سے یہ کہہ کر رخصت ہوا تھا کہ میں رینفورڈ کو ملنے جا رہا ہوں۔ اور قدرتی طور پر لیڈی ہیسٹ فیلڈ کو اس بات کا انتظار تھا کہ وہ واپس آ کر اسے تمام گفتگو سے خبردار کرے جو دونوں میں ہوئی۔ ادھر وہ رینفورڈ کے ساتھ بھی

یہ وعدہ کر کے آیا تھا کہ میں تمہاری خاطر اپنے اثر اور دولت سے پورے طور پر کام لونگا۔

لیکن اب یہ سوچ کر اس کے دل کو سخت صدمہ ہو رہا تھا۔ کہ جب رینفورڈ مجھے دونوں اور ہفتوں نہ دیکھیگا۔ تو میری نسبت کیا خیال کرے گا۔ رین فورڈ نے از راہ فیاضی نشان امارت اور وہ ساری دولت جو کہ نونا بڑے بھائی کی حیثیت میں اس کی ملکیت تھی۔ ارل کے پاس رہنے دی تھی۔ لیکن ارل کو یہ سوچکر تشویش ہو رہی تھی۔ کہ افسوس ہارس مونگر لین کے جیلخانہ میں ہماری وہ ملاقات آخری ملاقات ہی ثابت ہوئی جب میں بذات خود اسے ملنے نہ جاؤنگا اور میری جانب سے معذرت کا ایک سرسری سا رقعہ اس کے ہاتھ تک پہنچیگا۔ تو وہ میری نسبت کیا کچھ خیال نہ کرے گا۔ ان باتوں کو سوچ سوچ کر ارل کے دماغ میں چکر آنے لگتے وہ قیدخانہ کی تکلیف سے اتنا نہ ڈرتا تھا جس قدر ان خیالات سے۔ وہ سوچتا تھا ممکن ہے۔ میری عدم موجودگی میں ہی رین فورڈ پر مقدمہ قائم ہو۔ اور اس کی سماعت ختم ہو کر اس کا انجام اس کے لئے مہلک ثابت ہو۔ اور میں اس عرصہ میں اپنے فیاض منش بھائی کو بچانے کے لئے ذرا سی کوشش بھی نہ کر سکوں۔

مگر چار ہفتے کی اس نامعلوم خوفناک قیدخانہ کی حراست میں ہر طرح طرح کے تلخ اور جانگداز خیالات کے اندر ایک شعاع امید ارل کے دل کو تسکین بخشنے والی تھی۔

اے امید تو کونسا مقام ہے۔ جہاں تیرا خوشگوار اثر نہیں پہنچتا جہاں تو باقی رہتی ہے وہاں تیری جانشینی یاس کو حاصل ہوتی ہے۔ مگر وہ بھی تیرا ہی فرض سرانجام دیتی ہے کیونکہ دیکھا جاتا ہے۔ انتہائی حالات میں مایوسی کا اثر امید کے برابر حوصلہ افزا ثابت ہوتا ہے وہ امید جو ارل کے دل میں بعض موقعوں پر تسکین پیدا کرتی تھی یہ تھی کہ ممکن ہے کہ شاید میں اس عرصہ میں کسی طرح یہاں سے فرار ہو جاؤں۔

وہ محض اپنی خاطر نہیں۔ بلکہ اس بھائی کی خاطر فرار ہونے کا مشتاق تھا جو اس وقت سخت خطرہ کی حالت میں تھا۔ جسے بچانے کے لئے دولت اور اثر کی ضرورت تھی۔ ارل اس بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ خوبصورتی سے مقدمات فوجداری مقدمات کی طرح طویل نہیں ہوتے اور ایسے وقتوں پر انصاف بہت جلد اپنی کارروائی ختم کر دیتا ہے۔

لارڈ ابنگم کی حراست کا اٹھائیسواں دن تھا۔ اور شام کے چھ بجے کا وقت تھا کہ وہ حسب معمول اپنے قیدخانہ کی تدابیر شگاف کرنے میں مصروف تھا۔ آیا وہ اس کوشش

میں تھا۔ کہ ایک چھوٹے سے چوکور سوراخ یا گڑھے کے قریب جو قید خانہ کے اندر بنا ہوا تھا۔ کسی طرح پتھروں کو ان کی جگہ سے ہلا دے۔ اوزار جو اس کے پاس موجود تھے۔ وہ صرف ایک چھری ایک کانٹا۔ اور اس کے پلنگ کے آہنی فریم کا حصہ تھا۔ ان سے وہ اس کام کو پوری جد و جہد سے کر رہا تھا۔

واضح رہے کہ یہ اس کی محنت کا پہلا دن نہ تھا کیونکہ لگاتار بیس دن سے وہ اس مقام سے پتھر ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا جس کی نسبت وہ سمجھتا تھا۔ کہ اس کے نیچے کوئی بدررو گذرتی ہے۔ کئی بار اسے خیال آتا کہ ایسا نہ ہو سوراخ بڑا کرنے سے بدررو کا پانی تہ خانہ میں بھر جائے لیکن وہ اس خطرہ اور اپنی جان کی پروا نہ کر کے اس کام کو بڑی تندہی کے ساتھ جاری رکھے جاتا تھا۔ اے طامس رین یہ ساری کوششیں اور ان تمام خطرات کا سامنا صرف تیری خاطر تھا۔

کام بڑی آہستگی کے ساتھ جاری رہا۔ لیکن آج اٹھائیسویں دن یہ سوراخ اتنا بڑا ہو چلا تھا۔ کہ آدمی اس کے راستہ تہ خانہ سے نکل جاتا۔

مگر کہاں ؟

ان سنڈاسوں اور نالیوں میں سے ایک کے اندر جو لنڈن کے بازاروں کے نیچے لاانتہا تعداد میں بنی ہوئی ہیں۔ اور جن کے آغاز اور انجام کا سوائے ماہران صفائی کے کسی کو پتہ نہیں۔ اور آرتھر تو اس بات سے بالکل بے خبر تھا۔ کہ میں لنڈن کے کس حصہ میں زیر حراست ہوں۔ یہ امر ہی آرتھر کے لئے غیر یقینی تھا۔ کہ جس قید خانہ میں مجھے رکھا گیا ہے۔ وہ لنڈن کی حدود میں ہے یا ان سے باہر۔ اگرچہ کئی وجوہ کی بنا پر وہ اول الذکر قیاس کو ہی غالب سمجھتا تھا۔ کیونکہ ایک تو اس شخص نے جو اس کے زمانہ حراست کا محافظ تھا خطوط کی روانگی کا ذکر کرتے ہوئے بعض ایسے الفاظ کہے تھے جن سے اس قیاس کی تصدیق ہوتی تھی۔ دوسرے اسے یہ معلوم ہو چکا تھا۔ کہ میرا تہ خانہ کسی بدررو کے قریب بنا ہوا ہے۔ اور ایسی نالیاں اس زمانہ میں صدر مقام کے مضافات میں بنی ہوئی نہ تھیں۔ تیسرے وہ سمجھتا تھا۔ کہ جن شخصوں نے مجھے لنڈن میں گرفتار کیا۔ وہ یقیناً مجھے اس کی حدود سے باہر لیجا کر اپنے لئے خطرہ پیدا کرنا پسند نہ کرتے۔ کیونکہ اس صورت میں ممکن تھا۔ کوئی شخص اس فعل کو دیکھ لیتا۔ اس کے علاوہ وہ اس بات سے بے خبر نہ تھا۔ کہ لنڈن جیسے بڑے شہر میں خوفناک جرائم مفصلات کی نسبت با آسانی کے ساتھ کئے جا سکتے ہیں۔

لیکن ان دلائل کی بنا پر یہ سمجھتے ہوئے کہ میر قید خانہ لندن کی حدود کے اندر ہی ہے۔ وہ اس بات سے بالکل لاعلم تھا کہ اس کی مقامیت کونسی ہے۔ اور وہ لندن کے کس حصہ میں واقع ہے۔ پھر جب اس نے تہ خانے کے پتھروں کو اکھاڑ کر اتنا بڑا شگاف پیدا کیا کہ کوئی شخص اس میں آسانی کے ساتھ داخل ہو سکے۔ تو جب اس نے گدلے بدبودار پانی کے آہستگی کے ساتھ اس شگاف کے نیچے بدررو میں بہنے کی آواز سنی۔ تو یہ سوچ کر اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ اور اس کا خون منجمد ہونے لگا۔ کہ میں ان پرپیچ نالیوں سے پھر زندہ باہر نکلوں گا یا نہیں۔

اس نے بارہا ایسے واقعات سنے تھے۔ کہ لوگ دفینہ کی تلاش میں لندن کے بازاروں کے نیچے ان بدرروں کے راستے میلوں کا فاصلہ طے کر گئے۔ لیکن انہیں بہرحال یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہماری روانگی کا مقام کونسا ہے۔ اور اس لئے وہ آخرکار ان نالیوں کی الجھن سے نکلنے کی کوئی صورت پیدا کر سکتے تھے۔ مگر اسے معلوم نہ تھا۔ کہ اس خوفناک راستے کی ابتدا یا انتہا کہاں ہوتی ہے۔ وہ یہ بھی نہ جانتا تھا۔ کہ اس کثیف پانی میں داخل ہونے کے بعد مجھے دائیں طرف مڑنا چاہیئے یا بائیں طرف۔ نہ اس بات ہی کا علم تھا کہ اس راستہ مجھے کس قدر فاصلہ طے کرنا ہوگا!

ان خیالات نے ایک بار اس کے دل میں تامل اور اس کے ارادہ میں تزلزل پیدا کر دیا تھا۔ لیکن پھر ان اندیشوں سے خود ہی شرمسار ہو کر اس نے اس شراب کا جو اُسے صبح کو مہیا کی گئی تھی۔ ایک جام ہمت برقرار رکھنے کے لئے پیا۔ پھر لیمپ کو ایک ہاتھ میں لیکر دوسرے میں اپنے پلنگ سے نکالی ہوئی آہنی سلاخ کو لئے وہ اس شگاف کے راستہ جو اس نے تیار کیا تھا۔ اس بدررو کے اندر داخل ہو گیا۔

اس کے پاؤں کثیف بدبودار کیچڑ کے اندر دھنس گئے۔ اور بدررو کا گدلا پانی گھٹنوں تک پہنچنے لگا۔

سڑاند کی تیز بو سے اس کا دماغ پھٹا جاتا تھا۔ پانی چونکہ گھٹنوں تک تھا۔ اس لئے اسے یقین ہو گیا۔ کہ دریائے ٹیمز جذر کی حالت میں ہے۔ بدررو کی دیواروں کو بھی لیمپ کی روشنی سے دیکھا۔ اس نے یہی اندازہ کیا۔ کہ جوار اتر رہا ہے۔ ان حالات میں اس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ بدررو کے راستہ پانی کے رخ پر چلتا جاؤں۔ اُسے امید تھی۔ کہ دریا میں اس بدررو کے دہانہ سے گزر کر میں کسی کھلے مقام میں پہنچ جاؤں گا۔ کیونکہ اتنا اُسے ضرور معلوم تھا۔ کہ ساری

بدروؤں کا پانی دریا میں ہی جا کر گرتا ہے۔

ان چوہوں اور کیڑوں سے محفوظ رہنے کے لئے جو کثیف بدرو کے اندر جا بجا ٹولیوں میں موجود تھے۔ اور اس کے علاوہ پانی کی تہ ٹٹولنے کی غرض سے دائیں ہاتھ میں آہنی ڈنڈا اور بائیں میں لمپ لئے انگلستان کا امیر کبیر . . . وہ جو لاکھوں کی جائداد کا مالک تھا . . جس کے اشارہ پر خادم ہر وقت جان نثار کرنے کو حاضر رہتے تھے . . . جو اپنے گھر میں ایرانی قالینوں پر چلنے کا عادی تھا صرف تیری خاطر اے ٹام رین اس کثیف بدرو کے اندر جو سات فٹ چوڑی اور صرف بارہ فٹ اونچی تھی۔ آہستہ آہستہ چلنے لگا! دو بھائیوں میں اس سے زیادہ مضبوط جذبۂ محبت کبھی دیکھنے میں آیا ہے؟

راستہ میں کئی جگہ بدرو کے خشک کناروں پر اسے بہت سے کیڑے لمبے لمبے حشرات الارض بیٹھے نظر آتے تھے۔ جو اس کے پاؤں کی آہٹ سن کر اور لمپ کی روشنی دیکھ کر پانی میں کود پڑتے۔ اس قسم کی آوازوں سے اسے اتنی دہشت ہوتی۔ کہ کئی بار لمپ اس کے ہاتھ سے گرنے کو تھا۔ مگر وہ فرض کی اہمیت کو پیش نظر رکھ کر اپنے دل کو مضبوط کرتا اور اس کے ساتھ اسے خیال آتا کہ اگر لمپ بجھ گیا یا میرے ہاتھ سے گر گیا۔ تو یقیناً یہ کیڑے مجھے اس بدرو کے اندر ہی کھا جائیں گے۔ اس خیال سے اسے اس قدر خوف محسوس ہوتا۔ کہ معلوم ہوتا تھا کسی سنگتراش کا ٹکڑا اس کے دل پر رکھ دیا ہے!

اسی طرح کئی بار اس کی ہمت شکست ہونے کے قریب ہوئی۔ بارہا اس دیوانہ وار کوشش میں مایوس ہو کر وہ راستہ چلتے چلتے رک گیا۔ لیکن پھر جب اسے اپنے بھائی کا خیال آتا جس نے اس کے متعلق اس قدر فیاضی کا اظہار کیا تھا۔ اور جس کے ساتھ وہ مدد کا وعدہ کر چکا تھا۔ جب اسے اس حسینہ کا بھی خیال آتا۔ جس سے اس نے برادرانہ محبت کا اقرار کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جب وہ یہ سوچتا۔ کہ اگر میں پیچھے ہٹا تو میرے لئے بھروپیہ خانہ کی زندگی نظر آتی ہے۔ تو ان سب خیالات کو پیش نظر رکھ کر وہ پھر اپنے ارادہ کو مضبوط کر کے اس خوفناک مکروہ بدرو کے اندر سے تکالیف دہ سفر طے کرتا چلا جاتا۔

اپنے لمپ کو اونچا اٹھائے۔ اور آہنی ڈنڈے کی مدد سے کثیف کیچڑ کو ہلاتے ہوئے جس سے اس قدر بدبو پیدا ہوتی تھی۔ کہ دماغ پھٹا جاتا تھا۔ اس بدبودار ہوا میں سانس لیتا ہوا انگلستان کا بہادر۔ فیاض اور اولوالعزم امیر اولے فرض کی خاطر آگے کو چلا جا

تھا۔ بدررو کے اندر کثیف ہوا میں بارہا ایسا معلوم ہوتا۔ کہ اس کا دم گھٹ رہا ہے۔ لیمپ کے ساتھ ہی اس بات کا اندیشہ لگا ہوا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو یہ کثیف ہوا لیمپ کے شعلے سے بھڑک کر کوئی خوفناک دھماکہ پیدا کر دے۔

لیکن سننا! یہ گڑگڑاہٹ کی آواز کیا تھی۔ جو دور فاصلہ پر بادل کی گرج سے مشابہ معلوم ہوئی۔

آرتھر رک گیا۔ اور اس آواز کو سننے لگا۔

پھر جلدی ہی اس نے معلوم کر لیا۔ کہ میں ایک ایسے بازار کے نیچے گذر رہا ہوں جس پر گاڑیاں چلتی ہیں۔ اب اس بارہ میں اسے کامل یقین ہوگیا۔ کہ میں لندن ہی میں ہوں۔ گندے پانی کے بہاؤ کو پیش نظر رکھکر وہ پہلے بائیں جانب ایک اور نالی کے اندر مڑا۔ جو بدررو کا ایک حصہ تھی۔ پھر دائیں جانب۔ یہاں پہنچکر اسے معلوم ہوا۔ کہ سڑک کے اوپر چلنے والی گاڑیوں کی آواز زیادہ صفائی کیساتھ سنائی دیتی ہے۔ اور گاڑیاں بھی نسبتاً زیادہ گذرتی ہیں۔

یکایک اسے بدررو کے کثیف پانی پر جس کے اندر وہ گھٹنوں تک گذر رہا تھا۔ روشنی کی جھلک نظر آئی۔ یہ روشنی اس سے صرف نصف گز کے قریب آگے تھی۔ اور پانی کی حرکت کی وجہ سے ہلتی جلتی نظر آتی تھی۔

وہ آگے بڑھا۔ اور اب اسے بالائی فرش کے اوپر چلنے والے آدمیوں کے پاؤں کی چاپ بھی سنائی دی۔ اس نے اور آگے جاکر اوپر کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بازار میں بدررو کے اوپر ایک سوراخ دار آہنی ڈھکنا رکھا ہوا ہے۔ اور ان سوراخوں کے اندر باہر کی روشنی کی جھلک دکھائی دیتی۔ اور چلنے والے پاؤں کی چاپ سنائی دیتی ہے۔

اسے راہروؤں کی گفتگو کی آوازیں بھی سنائی دیں۔ اور یہ آوازیں اسوقت اسے ہفتوں بیرونی دنیا سے بے تعلق رہنے کے بعد نہایت خوشگوار معلوم ہوئیں۔

سوچتا تھا۔ کیا میں لوگوں کو مدد کے لئے آواز دوں۔ مگر نہیں، شرمندگی کو محسوس کرکے وہ خاموش رہا۔ اس نے دل میں سوچا۔ اگر میں نے راستہ چلنے والوں کو مدد کیلئے بلایا تو بہت سا ہجوم ہو جائے گا۔ لوگ میری طرف تعجب کی نظر سے دیکھیں گے طرح طرح کے سوالات پوچھے جائیں گے۔ اسلئے بہتر یہی ہے۔ کہ اس غیر یقینی زیر زمین راستہ سے چلتا ہوا اس میں

پرواہ کئے آگے نکل جاؤں۔ کہ عنقریب باہر آنے کا کوئی محفوظ مقام مل جائیگا۔

یہ سوچکر اس اس پانی کے اندھے جس پر بازار میں جلتے ہوئے لمپ کی روشنی منعکس تھی گذرتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے پاؤں کی حرکت سے بدررو کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے کیڑے اور چوہے کچھ تو پانی میں کود پڑتے تھے۔ کچھ دیواروں کے اوپر چڑھنے لگتے تھے۔

دس بارہ گز اور آگے چلکر وہ پہلی جگہ پر رک گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ غیر یقینی حالت پر وہ اس خوشگوار سوراخ کے قرب کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ لیکن فوراً ہی اپنے تاثر پر غالب آکر وہ دائیں بائیں مڑنے کے بغیر سیدھا آگے کو چلتا گیا۔

اب اسے قیدخانہ سے نکلے ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا تھا۔ لیکن اس زمین دوز راستہ کا انتہائی سرا کہیں نظر نہ آتا تھا۔ طرح طرح کے اندیشے اس کے تخیل میں بھیانک صورتیں اختیار کرنے لگے۔ اور وہ انتہائی یاس کو اپنے دل میں جگہ دینے کو تھا۔ کہ دور فاصلہ پر اسے ایک ہلکی سی روشنی مدھم ستارہ کی طرح چمکتی نظر آئی۔

یہ روشنی اسے اس وقت شعاع امید معلوم ہوئی۔ اور جوں جوں یہ اس کے قریب پہنچتا گیا۔ روشنی تیز ہوتی گئی۔

آخرکار اسے ایک اور روشنی تاریکی اور چمک کے درمیان جد و جہد کرتی نظر آئی۔ پھر تیسری پھر چوتھی۔ اس کے ساتھ ہی اسے ہوا میں تازگی محسوس ہونے لگی۔ اور اس کے دل میں یقین پیدا ہو گیا۔ کہ اس خوفناک زمین دوز راستہ کا انجام اب قریب ہے۔

بیشک اس کا خیال غلط نہ تھا۔ روشنی تعداد اور چمک میں بڑھتی گئی۔ اور اسے جلدی اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ یہ ان لمپوں کی روشنی ہے جو دریائے ٹیمز کے کنارے پر روشن ہیں۔

چند منٹ اور گذرنے پر اس کے سارے شکوک رفع ہو گئے۔ دریا کی تازہ ہوا اسے اپنے رخساروں سے مس کرتی محسوس ہوئی۔ اور جب وہ بدررو کے دھانہ پر پہنچا۔ اور اس نے لمپ اپنے ہاتھ سے پھینکدیا۔ تو اسے سامنے عظیم الشان دریائے ٹیمز بہتا نظر آیا۔ جس پر تھوڑے فاصلہ سے بائیں ہاتھ کو پل بنا ہوا تھا۔

وہ اس پل کو جانتا تھا۔ اور چونکہ مطلع صاف تھا۔ اس لئے چاند کی روپہلی روشنی میں اس نے جلدی ہی شناخت کر لیا۔ یہ بلیک فرایرز کا پل تھا۔

اب اس کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ میں جس مقام سے روانہ ہوا وہ کس سمت

کہاں واقع ہے؟

راستہ میں جہاں جہاں وہ مڑا تھا۔ ان مقامات کے محل وقوع کو پیش نظر رکھکر اس نے سوچا۔ کہ میرا مقام حراست کلرکن ویل میں کسی جگہ واقع تھا۔ لیکن اب جبکہ وہ اپنی خوفناک قید سے رہائی پا چکا تھا اس نے ان معمولی سوالات پر غور کرنے کے لئے رکنا غیر ضروری سمجھا۔

دریا میں پانی اترا ہوا تھا۔ چنانچہ جس وقت وہ بدرو کے دہانہ سے گذر کر دریا میں داخل ہوا تو پانی اس کے گھٹنوں تک تھا۔ اس کے کپڑے کیچڑ سے لت پت تھے۔ لیکن اس وقت وہ اپنی آزادی اور رہائی کی خوشی میں یہ سوچنے کے لئے بھی نہ رکا۔ کہ میری ظاہری صورت کیسی ہے۔ چار ہفتوں تک اسے داڑھی کی صفائی کا موقعہ نہ ملا تھا۔ کپڑے [illegible] اور بال لمبے ہوئے تھے۔ اس نے سوچا۔ کہ اس حالت میں بازار میں جانا معیوب ہوگا۔ اس لئے بدن صاف کرنا اور کپڑے بدلنا ضروری سمجھا۔ دریا کے کیچڑ سے بھرے ہوئے کنارہ کے ساتھ ساتھ چلتا۔ وہ ایک گھاٹ کی سیڑھیوں کے راستہ باہر نکلا۔ اور اس کے بعد بلیک فرائرز کے بازار میں داخل ہو گیا۔ وہاں پر وہ ایک ادنیٰ درجہ کے شراب خانہ میں داخل ہوا اور چونکہ ان لوگوں نے جنہیں اسے زیر حراست رکھا تھا۔ اس کی نقدی نہیں چھینی تھی۔ اس لئے روپیہ جیب ہی میں تھا۔ روپیہ کی مدد سے اس نے سارا سامان ضرورت بڑی آسانی کیساتھ حاصل کر لیا۔ شراب خانہ کے مالک نے ایک سوٹ اس کے ہاتھ فروخت کرنا منظور کر لیا۔ اور چونکہ اتفاق سے دونوں کا قد مساوی تھا۔ اور شراب خانہ کے مالک کی بدنی ساخت بھی ویسی ہی پتلی تھی۔ اس لئے اس کے کپڑے اس کے بدن پر ٹھیک اُترے۔

کمرہ کی تنہائی میں جلد جلد تبدیل لباس کرتے ہوئے کئی بار اس کے جی میں آئی کہ شراب خانہ کے مالک سے تمام [illegible] کے متعلق سوالات پوچھوں۔ لیکن پھر جب وہ اپنی ہیئت کذائی کیطرف دیکھتا۔ تو خیال آتا۔ کہ میری صورت کو دیکھکر مالک شرابخانہ کے دل میں پہلے ہی کئی طرح کے شبہات پیدا ہو گئے ہوں گے۔ اس لئے اس نے دوراندیشی سے کام لیکر یہی مناسب سمجھا کہ [illegible] اس سے کوئی گفتگو نہ کیجائے۔ جس سے وہ شبہات مضبوط ہوں۔ اور میرے متعلق اس کے دل میں تجسس پیدا ہو جائے۔ کہ اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے اپنا نام اور پتہ ظاہر کرنا پڑے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی اس وقت جب وہ غسل خانہ میں تھا۔ اور کپڑے بدل رہا تھا طرح

طرح کے خوفناک خیالات اس کے دل میں تشویش اور فکر پیدا کر رہے تھے۔ اور چونکہ اس وقت ارل کے لئے بدنی آراستگی کی ضرورت ہمیشہ سے زیادہ محسوس ہوتی تھی۔ تاہم اس موقعہ پر اس نے اس قدر تیزی سے کام لیا۔ کہ شاید اس سے پہلے کبھی نہ لیا ہوگا۔

آخر کار اس قابل ذکر رات کو سینٹ پال کے گرجا نے آٹھ بجائے تھے۔ کہ آرتھر شراب خانہ سے باہر نکلا۔ شراب خانہ کا مالک اور اس کی بیوی اپنے دل میں طرح طرح کے قیاسات دوڑا رہے تھے۔ کہ جب یہ شخص پہلے اس مکان میں آیا۔ تو اس قدر شکستہ حال کیوں تھا۔ لیکن نقدی کی اس مقدار کو پیش نظر رکھ کر جو انہیں اس کے ذریعہ حاصل ہوئی۔ انہوں نے اس غیر معمولی استعجاب کو جلدی ہی فرو کر لیا۔ کیونکہ ارل نے انکی ندامت کا معاوضہ کھلے دل سے دیا تھا۔

ادھر ارل آف ایلنگھم شراب خانہ سے نکلکر فلیٹ سٹریٹ کے راستہ کسی ایسے ہوٹل یا قہوہ خانہ کی طرف چلا۔ جہاں اخبارات کے فائل رکھے جاتے ہوں۔ لیکن اسے یہ دیکھکر تعجب ہوا۔ کہ اس عظیم الشان بازار میں ہر طرف بیرونقی اور سناٹا ہے۔ دوکانیں سب بند تھیں۔ اور گاڑیاں جن کی مسلسل قطار رو در یہ چلتی نظر آیا کرتی تھی۔ بہت کم تعداد میں دکھائی دیتی تھیں۔

بہت کچھ سوچنے کے بعد آخر اسے خیال آیا کہ آج شاید اتوار کا دن ہے۔ اپنے قید خانہ کی تاریکی میں اگرچہ وہ دن کی روشنی دیکھنے سے قاصر تھا۔ تاہم صبح کو جب اسے ملاحظہ کھانا لیکر آتا۔ تو وہ سمجھتا۔ کہ دن نکل آیا ہے۔ باوجود اس کے اس کے لئے یہ اندازہ کرنا دشوار تھا کہ آج کونسا دن ہے یا کل کونسا دن ہوگا۔

جب وہ فلیٹ سٹریٹ میں سخت پیچ کی حالت میں کھڑا یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اسے خیال آیا بہتر ہو۔ اخبار ویکلی ڈسپیچ کے دفتر میں جو بالمقابل واقع تھا۔ جاکر اس ہفتہ کا ایک اخبار خرید لوں۔ چنانچہ اس نیت سے وہ اخبار مذکور کے دفتر میں داخل ہوا لیکن اس کا تعجب اور فکر اس قدر بڑھی ہوئی تھی۔ طویل عرصہ التوا نے اس کے دل میں اس قدر بے چینی پیدا کر رکھی تھی اور اس کی طبیعت میں اس قدر اندیشے پیدا ہو چکے تھے کہ اخبار خرید کرتے وقت ضبط سے کام نہ لے سکا کہ دفتر سے باہر جاکر اسے دیکھتا۔ اس پر نظر ڈالنے کے لئے وہیں رک گیا۔

اور جب اس نے اس اخبار کو کھول کر دیکھا۔ تو کالم کے سرے پر عنوان کو دیکھ کر وہ کس طرح چونکا۔ اس کے دماغ میں کس زور کا چکر آیا۔ اور وہ اپنے آپ کو کس درجہ خلوت و مایوس محسوس کرنے لگا۔ کیونکہ اسکی آنکھوں کے سامنے یہ الفاظ جلی حروف میں درج تھے۔ "ارل آف ایلنگھم"

کے حروف کی طرح نظر آئے۔

رین فورڈ کی سزایابی

یہ عنوان پڑھ کر وہ اس قدر متاثر ہوا کہ لڑکھڑاتا ہوا دفتر کی چوبی دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ اخبار اس کے ہاتھوں سے گرنے کو تھا۔ لیکن اس نے بڑی کوشش سے کام لے کر اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور مزید تفصیلات کو دیکھنے لگا۔ مگر دماغ میں چکر آرہا تھا۔ نگاہ دھندلی ہو چکی تھی۔ اور نظر کسی ایک مقام پر نہ جمتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ دیر تک مضمون کو پڑھنے سے قاصر رہا۔

اخبار کے دفتر میں کلرک نے سمجھا۔ اس پر لیکایک بیماری کا دورہ ہو گیا ہے۔ اس نے اس سے اس بارہ میں سوال بھی پوچھا۔ لیکن ارل نے براہ راست جواب دینے کے بغیر اس سے بےصبری کی حالت میں خود کئی سوالات پوچھنے شروع کر دیئے۔ اگرچہ اس کا دماغ اضطراب کی حالت میں تھا۔ اور خیالات پریشان تھے۔ تاہم اتنا اسے معلوم ہو گیا۔ کہ رینفورڈ کو سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا ہے۔ اور کل صبح اسے ہارس مونگر لین کے جیلخانہ میں پھانسی پر لٹکایا جائے گا!

سخت بےچینی کی حالت میں اخبار کو ہاتھ سے پھینک کر ارل دفتر سے باہر نکلا۔ اس پر انتہائی مایوسی کی جو حالت طاری ہو چکی تھی۔ اس پر قابو پانے کی اس نے بہت کوشش کی۔ لیکن خیالات امید کی ذراسی جھلک کو بھی دل میں داخل نہ ہونے دیتے تھے۔

عین اس وقت ایک کرایہ کی خالی گاڑی پاس سے گزر رہی تھی۔ ارل نے اسے روکا۔ اور سوار ہو کر گاڑی بان سے کہنے لگا۔ ہارس مونگر لین کے جیلخانہ کی طرف چلو۔

گاڑی بان نے یہ دیکھ کر کہ سوار بہت بے چین ہے۔ گھوڑوں کو چابک لگائی۔ اور بلیک فرائرز کی پل پر سے گزر کر۔ گاڑی ایک فراخ سڑک سے ہوتی ہوئی یادگاری ستون کے پاس سے گزر کر جیلخانہ کے سامنے رک گئی۔

ارل اس سے بے چینی کی حالت میں اترا۔ اور گورنر جیلخانہ کے مکان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کہ ایک خوفناک آواز اس کے کانوں میں پہنچی۔

اس کی نگاہ اوپر کی طرف اٹھی۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ جیلخانہ کی چوٹی پر۔ چاند کی روشنی

میں نمایاں۔ پھانسی کے ستون تیار کھڑے ہیں۔ اور بڑھئی کل کے کام کے لئے ابھی سے تیاریاں کر رہا ہے۔

باب ۵۲ سعیٔ بے سود

جس وقت ارل آف اینگھم نے یہ خوفناک نظارہ دیکھا تو اس کے منہ سے نہ کوئی لفظ نہ آواز اور نہ چیخ نکلی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ وہ رعشہ براندام سکتہ کی حالت میں حیرت زدہ ہو کر رہ گیا ہے۔

انتہائی یاس اس کے سینہ میں جاگزین ہو چکی تھی۔ اس کی نگاہیں کسی نامعلوم سحر کے زیر اثر اس خوفناک چیز کی طرف جو جیلخانہ کی چوٹی پر بنی ہوئی مجرموں کو موت کا راستہ دکھانے کا ذریعہ تھی۔ عرصہ دراز تک لگی رہیں۔ اس کے تمام قوائے ذہنی و بدنی یکایک اس نظارہ کو دیکھ کر معطل ہو گئے تھے۔ آخر کسی شخص نے اسے آستین سے پکڑ کر کھینچا۔ تو وہ اس نیم خواب کی سی حالت سے بیدار ہوا۔ مڑ کر دیکھا۔ تو چاند کی پھیکی روشنی میں ایک زرد رُو لڑکا اپنے قریب کھڑا نظر آیا۔

اس سے مخاطب ہو کر ارل نے پوچھا "کیا تم مجھے جانتے ہو؟ تم مجھے کیا کہنا چاہتے ہو"

لڑکے نے افسردگی اور رنج کے لہجہ میں کہا "مائی لارڈ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ اور میں اس نیک دل فیاض شخص سے بھی واقف ہوں۔ جسے ۔ ۔ ۔"

اس کی آنکھوں سے بے اختیار طوفان اشک بہ نکلا۔ اور اس نے انگلی سے پھانسی کی طرف اشارہ کیا۔

ارل نے پرشوق لہجہ میں پوچھا "کیا تم رین نورڈ کو جانتے ہو؟ میرے اچھے لڑکے تم بتاؤ۔ تمہاری ان دنوں اس سے ملاقات ہوئی ہے؟ کیا تمہیں اس سے گفتگو کا موقعہ ملا ہے؟"

جیکب سمتھ نے۔ کیونکہ یہ لڑکا وہی تھا۔ جواب دیا "جی ہاں۔ میں آج ہی شام اس سے ملا تھا۔ میں اس سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو آیا ہوں۔ بس یہ ہماری الوداعی ملاقات تھی اور اس نے مجھ سے درخواست کی۔ کہ اب مجھ سے ملنے نہ آنا۔ کیونکہ کل ۔ ۔ ۔"

"اُف! الوداعی!" ارل نے ہلکی اور کھوکھلی آواز میں کہا۔ لیکن پھر جلدی ہی اپنے

لہجہ کو بدل کر اس نے ارل سے سوال کیا "بھلا وہ اس وقت کے لیے کس طرح تیار ہے؟ میرا مطلب یہ ہے۔ وہ مضطرب اور بے چین ہے۔ یا اطمینان کی حالت میں؟"

جیکب نے جواب دیا "اے صاحب جس قسم کی غیر معمولی ہمت اور استقلال کا اظہار اس کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اس کی نظیر بہت کم دیکھنے میں آئی ہوگی۔ لیکن اپنے آخری وقت میں مائی لارڈ وہ سب سے زیادہ آپ کو یاد کرتا رہا ہے۔"

"مجھے؟"

"ہاں مائی لارڈ آپ کو وہ بہت یاد کرتا تھا۔ شاید میرے متعلق کسی کی زبانی کچھ بدگوئی سن کر وہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اسے اپنے یوم حراست کے ایک دو روز بعد آپ کی طرف سے ایک خط موصول ہوا تھا۔ . . ."

"الٰہی کیا وہ اس شبہ میں ہے۔ کہ میں اس سے عمداً سرد مہری کا سلوک کر رہا ہوں!" ارل نے پرجوش لہجہ میں کہا "خواہ کچھ ہو۔ یہ ضروری ہے۔ کہ میں اس سے ملوں۔ میرا فوراً ہی اس کے پاس پہنچنا لازم ہے۔"

یہ ارادہ کر کے وہ گورنر جیلخانہ کے مکان کی طرف قدم اٹھانے لگا تھا۔ کہ جیکب نے پھر اسے آستین سے پکڑ کر روک لیا۔ اور کہنے لگا "مائی لارڈ آپ کی کوشش بے سود ہے۔ کیونکہ آپ کو رات کے وقت اندر جانے کی اجازت نہ دی جائے گی۔"

ارل کہنے لگا "یہ غیر ممکن ہے۔ کہ جیلخانہ کا محافظ میری درخواست کو نامنظور کرے۔"

چنانچہ وہ قدم بڑھاتا ہوا گورنر جیلخانہ کی کوٹھی کے قریب پہنچ گیا۔

جیکب بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ اور وہاں پہنچ کر ایک بار پھر اس نے کہا "مائی لارڈ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ اس قیمتی وقت کو بے سود ملاقات میں ضائع کرنے کی بجائے آپ اس عرصہ میں اس کی جان بچانے کے لیے کوئی کوشش کریں۔"

ارل پر ان لفظوں کا بہت اثر ہوا۔ اور وہ کہنے لگا "تم سچ کہتے ہو۔ اس وقت اس سے ملنا سراسر بیکار ہے۔ الٹا اس کا اثر یہ ہوگا۔ کہ میری رہی سہی ہمت سلب ہو جائے گی۔ اس میں شک کے تم میرے ساتھ رہو معلوم ہوتا ہے۔ تمہیں رینغورڈ کے معاملات سے دلچسپی ہے۔ میں ابھی جا کر اسے معافی دلانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہوگا۔ اس کی اطلاع سب سے پہلے تم کو دونگا۔"

اتنا کہہ کر آرتھر کرایہ کی گاڑی کی طرف مڑا۔ اور جیکب کو ساتھ لے کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ پھر گاڑی کا دروازہ بند کر کے دو گاڑیبان سے مضبوط لہجہ میں کہنے لگا "وزیر اعلیٰ کے دفتر کی طرف چلو۔"

راستے میں ارل نے جیکب سے رینفورڈ کے متعلق صد ہا قسم کے سوالات پوچھے۔ جن کے جواب میں اسے یہ معلوم ہوا کہ رینفورڈ کو اس بات کا کامل یقین ہے کہ اس استغاثہ کا محرک سر کرسٹوفر بینٹ، مسٹر کرش ہے۔ اور انہوں نے مسٹر لورڈ کیل سے اس رہزنی کی واردات کے متعلق استغاثہ دائر کرنے کی درخواست کی۔ جس کی وجہ سے رینفورڈ کو سزائے موت دی گئی۔ چنانچہ انہوں نے عدالت پولیس ورلڈ بیلی کی عدالت میں اپنے بیان میں یہی بات صاف لفظوں میں کہہ دی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ لارڈ نے کسی ذاتی غرض کی بنا پر استغاثہ دائر نہیں کیا۔ شبہ یہ تھا کہ اس مقدمہ کو عمل میں لانے والا درحقیقت کوئی مخفی اور پوشیدہ شخص ہے جس نے لارڈ کو اپنا ذریعہ بنایا۔

ارل کو گفتگو سے معلوم ہوا کہ جیکب اتنی مرتبہ جتنی اسے قواعد جیل خانہ کی رو سے اجازت تھی۔ رینفورڈ سے ملتا رہا۔ اور اس نے رینفورڈ کی طرف سے حسین بیوی کو جو خطوط پہنچائے ان میں سے ایک میں اس نے درخواست کی تھی کہ تم برینڈن سٹریٹ والے مکان کو چھوڑ کر کسی دوسرے مکان میں چلی جاؤ۔ کیونکہ اسے اندیشہ تھا۔ وہ نامعلوم دشمن جنہوں نے مجھ پر وار کیا ہے کہیں تمہیں بھی اپنے بغض و کینہ کا نشانہ نہ بنائیں جیکب نے اثنائے گفتگو میں بیان کیا۔ کہ پہلی مرتبہ ہی جب میں بیوی کے مکان پر گیا۔۔۔ اور معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اس سے دو سال پہلے ظہور میں آیا تھا۔ جب لارڈ ایلنگھم کی معشوقہ بیبی رینفورڈ کو ملی ہو تو مس حسینہ نے چند کاغذات کو ایک لفافہ میں ڈال کر انہیں سربمہر کر کے ایک قیدی کے پاس پہنچا دیا تھا۔ گفتگو پھر دیکھنے لگا۔ جب میں آج شام رینفورڈ سے ملا تو اس نے وہ پیکٹ میرے حوالہ کر دیا اور کہا کہ اسے آپ کو دیدوں۔ یہاں کی عدم موجودگی میں کل آپ کے مکان پر چھوڑ آؤں۔۔۔ جبکہ اس وقت جب رینفورڈ کا خاتمہ ہو چلے۔ لیکن چونکہ آپ سے اس وقت غیر متوقع طور پر ملاقات ہو گئی ہے اس لئے دیدیتا ہوں۔۔۔"

لڑکا اس طرح زار زار رو رہا تھا کہ سسکیوں کی وجہ سے فقرہ کو پورا نہ کر سکا۔ اور اس نے وہ لفافہ جیب سے نکال کر ارل کے حوالہ کر دیا۔ اس نے ابھی اسے خاموشی کیا نہ اپنے ہاتھ

میں سے لیا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ اس کے اندر کیا ہے۔ بحالت موجودہ مادرین کے اس فیاضانہ طرز عمل کو دیکھ کر اس کے دل کو جو اذیت پہنچی قلم اس کے بیان سے عاجز ہے۔

لیکن فوراً ہی وہ شعاع امید جو اس کے سینہ میں پہلے سے پیدا ہوئی تھی۔ اب ایک روشن درخشندہ شعلہ کی صورت میں نمودار ہوئی۔ اور اس نے سوچا۔ ان کاغذات کی بنا پر میں وزیر اعلیٰ کا اطمینان کرا دوں گا۔ کہ اگر مجرم کی سزا کو ملتوی نہ کیا گیا۔ تو ایک شخص جو ارل کا وجہ لکھتے ہے جانی پا جائے گا۔ اور آخر اس بات کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ ملتوی سزا کی اپیل میں یہ دلیل کس درجہ کارگر ثابت ہوگی۔

اپنے سرایت سوتیلے بھائی کے دانائی قول پر غور کرتا ہوا وہ اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "دو فیاض دل بھائی میں تیری اس حسن سلوک کو بھی جو تو نے ان کاغذات کو میرے حوالے کرنے کے معاملہ میں کیا ہے۔ کام میں لا کر تیری زندگی بچانے کا ذریعہ ہوں گا۔ دنیا میں کون ایسا سفاک شخص ہے۔ کہ مجھ جیسا اور کے ساتھ ناشکر گذاری کرے" پھر وہ جیک سے مخاطب ہو کر زور بلند آواز سے بولا "مجھے یقین ہے۔ یہ کاغذات جو تم نے اس وقت میرے حوالے کئے ہیں۔ اس عظیم مقصد کو پورا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوں گے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے"

لڑکا غیر معمولی خوشی کا اظہار کر کے کہنے لگا "میرے لارڈ کیا سچ مچ ابھی امید باقی ہے؟ مجھے اگر حدرین فورڈ کی خاطر نہیں تو اس بچہ کے لئے جو اس سے بے حد محبت ہے۔ آپ کو ضرور اس کی جان بچانے کی انتہائی کوشش سے کام لینا چاہئے"

ارل نے جلدی سے پوچھا "کیا وہ اس سے جیل خانہ میں ملنے آئی تھی؟"

جیک کہنے لگا "صرف ایک بار۔ اور وہ بھی آج سہ پہر کو۔ میں اس ملاقات کے وقت موجود نہ تھا۔ مگر جس وقت وہ باہر نکلی۔ تو میں جیل خانہ کے پاس ہی پھر رہا تھا۔ اے میرے ان آنکھوں نے بہشت کے نظارے دیکھے ہیں۔ لیکن میری دعا ہے۔ کہ کسی حسین کمسن کو وہ نظارہ انہیں پھر دیکھنا نصیب نہ ہو جب تک میری زندگی باقی ہے۔ وہ نظارہ میرے دل سے محو نہ ہوگا۔ جو ہوا کے جھونکے سے اس کی نقاب ہٹ جانے کے بعد مجھے دکھائی دیا۔ اب بھی اس کی یاد آتی ہے۔ تو سینہ پر چھریاں سی لگتی ہیں۔۔۔"

ارل زور دار لہجہ میں کہنے لگا "میرے نوجوان دوست۔ خواہ کچھ ہو۔ میری کوشش یہ ایک بار پھر ان دونوں کو ملا دینے کی جس قدر زیادہ میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں ...

یقین ہوتا جا رہا ہے، کہ وزیر داخلہ کو اس معاملہ میں ضرور اظہار رحم کرنا پڑے گا۔ معاملہ قتل عمد کا نہیں۔ اور جرم بجائے خود اتنا کمزور ہے . . .

عین اس وقت گاڑی وزیر ملکی کے دفتر کے سامنے رکی اور ارل نے جیکب سے کہا "تم یہیں بیٹھو۔ میں ابھی مل کر واپس آتا ہوں"

لیکن آرتھر کے اس وقت کے رنج و غم کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔ جب اسے معلوم ہوا کہ وزیر موصوف نہ اپنے سرکاری اور نہ پرائیویٹ دفتر واقع لندن میں موجود ہے کیونکہ وہ اسی شام کو انگلستان کے شمال میں اپنے دیہاتی مکان کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

پہلے تو ارل نے سوچا۔ خواہ میرے ہزاروں خرچ ہو جائیں۔ میں تیز رفتار گھوڑوں کی مدد سے وقت پر اس کے پاس پہنچ کر التوائے سزا کا پروانہ حاصل کر لوں گا۔ لیکن جو تجویز بادی النظر میں اس قدر سہل معلوم ہوئی تھی۔ وہ ذرا غور کرنے پر ناممکن العمل نظر آنے لگی، کیونکہ اس نے سوچا۔ اگر میں کسی ذریعہ سے اس تک پہنچ ہی گیا، تو اس کا جواب وقت معینہ سے پہلے حکام جیل خانہ تک کیونکر پہنچایا جا سکے گا۔ معافی تو منظور ہو جائے گی۔ لیکن اگر بے وقت پہنچی تو اس کا عدم وجود برابر ہے۔

وزیر اعظم کے پاس جانا سراسر بے سود تھا، کیونکہ اس کی طرف سے یہی جواب ملتا۔ کہ معاملہ وزیر ملکی سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اس میں دست اندازی نہیں کر سکتا۔

چند منٹ غور کرنے کے بعد آخر آرتھر نے ایک اور تجویز سوچی کہنے لگا "میں سیدھا بادشاہ سلامت کے پاس جاتا ہوں" وزیر ملکی کے دفتر سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ملکہ معظمہ بکنگھم میں فروکش ہیں۔

اب رات کے دس بج چکے تھے۔ اور اس خوفناک وقت کے درمیان جس کی یاد سے بھی بدن پر لرزہ پیدا ہوتا تھا۔ ابھی دس گھنٹے کا عرصہ حائل تھا۔ یقیناً اس عرصہ میں بہت کچھ کیا جا سکتا تھا۔

گاڑی کی طرف واپس آکر اس نے گاڑی بان سے کہا "تم واپس میرے مکان کی طرف چلو" راستہ میں اس نے جیکب سے کہا "وزیر ملکی کے معاملہ میں اس کی عدم موجودگی کے سبب سخت مایوسی ہوئی ہے۔ لیکن میں نے سیدھا بادشاہ سلامت کے پاس جانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے"

اس طرح وہ مشیر تباہ حال ناکام ریون کے ساتھ ہمدردی رکھنے کی وجہ سے ایک امیر کبیر کا رازدار بنا۔

جب ارل مکان پر پہنچا تو گھر والوں کو اس کی غیر متوقع واپسی سے بڑی خوشی ہوئی نوکروں نے ارل کی نسبت ڈاکٹر لیمبرٹ سے دریافت کیا تھا لیکن وہاں سے بھی انہیں اسی قدر حال معلوم ہوا۔ جو ارل کی اپنی چٹھی میں مذکور تھا۔ جو اس نے قید خانہ سے لکھی تھی۔ اور جس میں اپنے ایک ضروری کام پر جانے کا حوالہ درج تھا لیکن باوجود اس کے اس کی غیر حاضری۔ سب نوکروں کو بڑی تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ اور اب وہ اسے واپس آتے دیکھ بہت خوش ہوئے۔

ہر طرف سے مبارکباد کا شور بلند ہوا۔ لیکن ارل نے اسے بڑے اضطراب کے ساتھ منقطع کر کے کہا۔ مجھے فوراً ہی ایک کام پر واپس جانا ہے میری گاڑی تیار کرا دو ایک آدمی جا کر لیڈی مہرٹ فیلڈ کو میری واپسی کی خبر دے آئے۔ ایک اور آدمی فوراً اگر افنیلڈ سٹریٹ میں ڈاکٹر لیمبرٹ کے پاس جائے اور ان سے کہے کہ یہاں آ کر اس وقت تک میری واپسی کا انتظار کریں۔ پھر سیکرٹری کی طرف اشارہ کر کے اس نے نوکروں سے کہا۔ اس ڈبے کی چیزیں مجھ سے جو کچھ لے کر سکتے ہیں اور جس چیز کی ضرورت ہو۔ فوراً مہیا کر دی جائے۔

پھر جلد جلد اپنے کمرہ میں پہنچ کر اس نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اس کا خادم خاص حاضر ہوا تھا۔ مگر اس نے یہ کہہ کر اسے واپس بھیج دیا کہ مجھے سردست تمہاری ضرورت نہیں۔

کمرہ کی تنہائی میں اس نے اس پیکٹ کو کھولا جو ریون نے اسے دیا تھا اس میں سے ایک جڑی [illegible] برآمد ہوا جس میں چند خطوط اور کاغذات بند تھے۔ اور ان کے اوپر ایک کاغذ پڑا ہوا تھا۔ جس کی رنگت [illegible] اس قدر [illegible] ہو گئی تھی کہ معلوم کرنا مشکل تھا۔ اصلی رنگت کیا تھی۔ کاغذ [illegible] ارل [illegible] لکھا ہوا تھا جس کو [illegible] اس نے [illegible] سے کھولا اور پھر اس کا مضمون [illegible] پڑھنے لگا جو [illegible] لکھا تھا۔

پیارے [illegible] تمہارا [illegible] ہی مخاطب کرتا ہوں [illegible] یقین ہو جائے۔ اس ملاقات [illegible] ہمارے درمیان [illegible] نے کوئی فرضی قصہ بیان نہیں کیا تھا۔

میں نے آخری [illegible] سے [illegible] کہ [illegible] میرے دل [illegible]

تمہاری نسبت ذرا بھی ملال نہیں، اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ تم پھولو پھلو۔ اور اس نشاط بیا اور دولت سے کام لو۔ جو عنقریب ہر قسم کے تنازعات کے دائرہ سے نکل جائے گی۔

میں نے وعدہ کیا تھا۔ تمہارے مطالعہ کے لئے اپنی انقلاب انگیز زندگی کے حالات قلمبند کر کے چھوڑ جاؤں گا۔ لیکن کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ میں نے اس وعدہ کو کیوں ایفا نہ کیا؟

ٹی۔ آر

ان سطور کو پڑھ کر ارل بہت دیر تک روتا رہا۔ اتنا رویا کہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کا دل ٹوٹتا جا رہا ہے۔

آخر بلند آواز سے کہنے لگا۔ بھائی تو خیال کرتا ہے۔ میں نے تجھے مصیبت میں دیکھ کر تیری امداد سے دست کشی اختیار کر لی۔ مگر اس کے باوجود میں ہمیشہ تیری اقبال مندی کے لئے دعا کرتا رہا ہوں۔ مجھے توفیق دے کہ میں ثابت کر دوں میں اس کے قابل تھا۔ دوست کے سر پر [illegible] اب میرا فرض ہے جس طرح بھی ممکن ہو تیری جان بچاؤں۔۔۔

اس نے ان دستاویزات کو دیکھنا ضروری نہ سمجھا۔ پہلی نظر سے اندازہ ہو گیا تھا۔ کہ یہ [illegible] کا ثبوت ہیں۔ اور ارل نہیں چاہتا تھا۔ کہ ان کاغذات کی دیکھ بھال سے وہ اپنے [illegible] قتل کے متعلق اپنی بے اعتقادی ظاہر کرے۔

اسی جگہ سے [illegible] اس نے اس قسم کا لباس جو بادشاہ سلامت کے ملازم پہنتے تھے [illegible] پہننا شروع کیا۔ جب گاڑی تیار ہو کر آئی وہ اس کام سے فارغ ہو چکا تھا۔

اس کے چند منٹ بعد وہ گاڑی پر سوار قصر ٹمپل کی طرف جا رہا تھا۔ ضروری کاغذات اس کی بغل میں تھے۔ اور دل یاس و امید کے مشترکہ جذبات نے گھیر رکھا تھا۔

لیکن افسوس! اس آخری کوشش میں بھی اسے کچھ دیر ہو گئی۔ کیونکہ اگرچہ [illegible] لیکن [illegible] معلوم ہوا کہ [illegible] اسے ایک [illegible] کی قربانی [illegible] کا [illegible] تھا۔

انتہائی یاس کی حالت میں وہ محل سے اپنے مکان کی طرف مڑا۔

لیکن نہیں ۔۔۔ ہم نے غلطی کی۔ وہ بالکل مایوس نہ تھا۔ کیونکہ [illegible] کی جان بچانے کے لئے ابھی ایک امید ۔۔۔ نہایت مدہم ۔۔۔ بالکل مبہم ۔۔۔ انتہا درجہ مشکوک ۔۔۔ اور ایسی کہ جس کے مقابلہ میں [illegible] کے [illegible] امکان موجود تھے ۔۔ اس کے دل میں باقی تھی۔

مگر فطرت انسانی کا تقاضا ہے۔ وہ انتہائے یاس کی حالت میں بھی امید کا دامن چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔

مکان پر پہنچ کر اس نے سب سے پہلا سوال یہ کیا "ڈاکٹر لیسینز آ گئے؟" اس کا جواب اثبات میں ملا۔ اور وہ سیدھا اس کمرہ کی طرف گیا۔ جہاں ڈاکٹر موصوف اس کا منتظر تھا۔

وہ نوں میں کیا گفتگو ہوئی۔ اس کا ذکر ہم سر دست قلم انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کی تفصیلات ناظرین کو آگے چلکر معلوم ہوں گی۔

باب ۳۵ پھانسی

یوم دوشنبہ کی وہ دہشت انگیز صبح جب تھامس رین کو پھانسی پر لٹکایا جانے والا تھا۔ زرد، دھندلی اور تاریکی میں اور دن کی روشنی بڑی آہستگی کے ساتھ شب گذشتہ کی سیاہی سے جدوجہد کرتی بدنصیب قیدی کے حجرہ میں داخل ہوئی۔

ابھی چھ بجنے میں چند منٹ باقی تھے کہ تھامس رین خوابہائے پریشان سے بیدار ہوا۔ اس نے گھبراہٹ کی نگاہ کمرے کے اندر ڈالی۔ تو اس نے پہلے اس پہرہ دار کو دیکھا۔ جو رات بھر اس کے کمرہ میں رہا تھا۔ پھر اس کی نگاہ اس شمع کو جو دیوار کی میز پر حالت نزع میں آخری جھکولے لے رہی تھی۔ پھر اس کی نگاہ کمرہ کی تنگ اور بے حد پتھریلی دیواروں پر رکی۔ اور سب سے آخر کھڑکیوں کی بھاری سلاخوں پر۔ اور ایک لمحہ کے لئے اس خوفناک حقیقت کے معلوم کرنے سے اس کے بدن پر کپکپی سی پیدا ہو گئی کہ ہمیشہ کے خواب کی پر تشنج نیند کے ساتھ ہی رخصت نہیں ہوئیں۔

لیکن فوراً ہی اس کی تنی ہوئی بھووں اور بھنچے ہوئے ہونٹوں سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اس مضبوط دل شخص کی طرح جو کسی خوفناک عمل جراحی کی انتہائی تکلیف کو بڑے استقلال کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ اپنے جذبات پر قابو پا چکا ہے۔ چنانچہ جس وقت جیل خانہ کا داروغہ اور پادری اس کے حجرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا۔ کہ وہ قوی دل اور حالت استقلال میں ہے۔ اگرچہ پھر بھی اس کے چہرہ سے گستاخانہ لاپروائی کا کوئی اثر ظاہر ہو رہا تھا۔

پادری اس سے دعا کرانے کے لئے آیا تھا۔ تھامس رین اس کے لئے تیار ہو گیا۔ اور

اس وقت اس نے اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں قیدخانہ کے حجرہ میں جو دعا کی۔ وہ دلی صداقت پر مبنی تھی۔ اس میں ظاہرداری، جوش یا ریاکاری کا عنصر بالکل شامل نہ تھا۔

آخر جس وقت جیلخانہ کے گھڑیال نے ساڑھے سات بجائے۔ تو وہ دوزانو سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہوگیا۔ اور کہنے لگا "میں موت کے لئے تیار ہوں"

لیکن ابھی خوفناک عمل کو شروع کرنے میں نصف گھنٹہ کا وقفہ حائل تھا۔ گھڑیال کی آواز بند ہونے کے ساتھ ہی کوٹھڑی کا دروازہ کھلا۔ اور ارل آف اینگھم اندر داخل ہوا۔ اس بات سے بےخبر اور لاپروا کہ حکام جیلخانہ میرے طرزِ عمل کو دیکھ کر کیا کہیں گے۔ آرتھر [illegible] دلی شوق کے ساتھ رین فورڈ سے بغلگیر ہوا۔ اور چلا کر کہنے لگا "بھائی! اس میں نے ہر حال تمہارا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔"

قیدی نے ویسی ہی گرمجوشی سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا "آرتھر تمہارے آنے سے پہلے میں کہہ رہا تھا کہ میں موت کے لئے تیار ہوں۔ اب میں اس سے بھی زیادہ [illegible] تم سے ملنے کے بعد میں اطمینان کے ساتھ جان دوں گا۔"

آرتھر کہنے لگا "وقت اتنا قلیل ہے۔ کہ میں ان تفصیلات میں نہیں پڑ سکتا [illegible] ہوگا۔ کن مشکلات نے مجھے زبردستی تم سے جدا رکھا۔ بہرحال یقین جانو کہ اس کے لئے ایک بڑی ہی خوفناک سازش کی گئی تھی۔ یہ بھی جان لو کہ میں نے اپنی مرضی سے نہ تمہارا ساتھ چھوڑا اور نہ تمہاری طرف سے تغافل برتا۔"

رین فورڈ کہنے لگا "بھائی آرتھر! ان تشریحات کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ان کے لئے وقت ہے۔ بہرحال مجھے اطمینان ہے۔ کہ اس دارفانی سے رخصت ہونے سے پہلے ایک بار تم سے ملنا ہوا۔ ورنہ حسرت دید باقی رہ جاتی۔"

اس کے بعد ارل نے جلد جلد مختصر الفاظ میں ان بے سود کوششوں کا ذکر کیا جو اس نے شب گذشتہ کو رین فورڈ کی جان بچانے کی غرض سے کی تھیں۔ اور اس کے لئے رین فورڈ نے تہ دل سے اس کا شکریہ ادا کیا۔

آرتھر نے داروغہ جیل سے درخواست کی۔ کہ مجھے قیدی کے ساتھ چند منٹ تخلیہ میں گفتگو کی اجازت دی جائے۔ لیکن اس نے کہا "یہ درخواست منظور کرنا میرے اختیارات سے باہر ہے۔" ارل زیادہ اصرار بھی نہ کرسکا۔ کیونکہ پادری [illegible] قیدی کے ساتھ [illegible]

وہ دنیاوی معاملات کو الوداع کہہ چکا ہے۔ اور آخری دعا اور عبادت کیلئے اس کے پاس بہت کم وقت باقی ہے۔"

غرض آرتھر اور ریمن فورڈ کو ایک دوسرے سے تنہائی میں گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ اگرچہ آرتھر کو اسے ایک نہایت ضروری اطلاع پہنچانی تھی۔ اور ریمن فورڈ بھی محسوس کرتا تھا کہ کوئی خاص ہی معاملہ ایسا ہے جسے بیان کرنے کے لئے ارل تخلیہ چاہتا ہے۔

آخر ارل نے [illegible] کے قریب ہوکر دبے لفظوں میں پوچھا۔ "آرتھر کیا میرے لئے ابھی کوئی امید باقی ہے؟"

ارل نے اپنا افسردہ چہرہ دوسری طرف پھیر کر کہا۔ "پھانسی سے اس پار کوئی امید باقی نہیں رہی" اور یہ کہتے ہوئے اس نے قیدی کا ہاتھ اس انداز سے اپنے ہاتھ میں لیا۔ گویا اسے گرمجوشی کے ساتھ دبانا چاہتا ہے لیکن جیسے ہی ریمن فورڈ نے ارل سے ہاتھ ملایا۔ تو اسے معلوم ہوا۔ کہ اس کی مٹھی میں کوئی چیز ایسی ہے جسے وہ حکام جیل خانہ کی نظروں سے بچا کر اسے دینا چاہتا ہے اس کے ساتھ ہی اسے اس فقرہ کے دو پہلو معنی کا احساس ہوا جو ارل نے ایک لمحہ پیشتر اس سے کہا تھا یعنی یہ کہ پھانسی سے اس پار کوئی امید باقی نہیں۔ اس نے سوچا۔ اگر اس فقرہ کی تہ میں کوئی خاص مدعا پوشیدہ نہ ہوتا تو ارل اس افسوسناک جملہ میں پھانسی کی بجائے "قبر" کا لفظ استعمال کرتا۔

بہرحال ریمن فورڈ ارل کے اشارہ کو سمجھ گیا۔ اور اس نے معلوم کیا۔ کہ اس فقرہ کی تہ میں ضرور کوئی نہ کوئی امید پوشیدہ ہے۔ اس نے ارل کا ایک تیز پرمعنی نگاہ سے شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے چہرہ پر [illegible] نمودار ہوئی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سمجھتا ہے۔ میرے لئے کوئی نہ کوئی صورت میں امید ابھی باقی ہے۔

اتنے میں پھر دروازے کے باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور پادری سنجیدگی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "اب یہ گفتگو ختم ہوجانی چاہئے۔ کیونکہ قیدی کا آخری وقت آگیا ہے۔"

ارل ایک بار پھر ریمن فورڈ سے بغلگیر ہوا اور اپنے ہونٹوں کو [illegible] اس نے جلدی سے اس کے کان میں [illegible] جو میں نے تمہیں دیا ہے۔ سوچ سمجھ کر مٹھی میں رکھنا۔ پھر ہمیشہ کے لئے خدا حافظ۔"

پادری کے ساتھ ریمن فورڈ کی ملاقات اس سے بہت اچھا رہا۔ اور دونوں بھائی اس گرمجوشی کے ساتھ بغلگیر ہوئے۔ کہ پادری اور جیل کے افسر [illegible] جو یہ دردناک نظارہ دیکھ رہے تھے۔

ریمن فورڈ نے [illegible] کی بہت کوشش کی مگر وہ اس آخری [illegible] کو دیکھ کر [illegible] نہ کرسکا

تھا جو کسی قیدی کو پھانسی پر لٹکانے سے پیشتر بغرض تیاری کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس آخری لمحہ میں حجرہ سے چلے جانے میں اسے ایک اور مدعا بھی پیش نظر تھا۔ یعنی یہ کہ وہ باہر برآمدہ میں اس حلقے کے شرف سے ملنا چاہتا تھا۔

برآمدہ میں شرف اور اس کا نائب موجود تھے۔ اور ان سے ذرا فاصلے پر جلاد معہ اپنے ماتحت کے کھڑا تھا۔

ارل جو شرف سے ذاتی طور پر واقف تھا۔ اس کے قریب پہنچا۔ اور وہ عہدہ دار امیر موصوف کو پہچان کر دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ مگر آرمل نے مبادیات کو نظر انداز کر کے اسے الگ لیجا کر دبے لفظوں میں کہا "میں آپ سے بہت بڑی اور خاص رعایت طلب کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔ اس قیدی کا جسے عنقریب پھانسی پر لٹکایا جائے گا۔ ایک اچھے خاندان سے تعلق ہے۔ اسکے متعلقین خواہش رکھتے ہیں۔ کہ اس کی لاش کو اچھی طرح دفن کریں۔ اس لئے میری درخواست یہ ہے کہ اس کے متعلقین کے احساسات کو پیش نظر رکھ کر آپ ازراہ عنایت قیدی کی لاش کو زیادہ عرصہ تک پھانسی پر نہ لٹکنے دیں۔ کیونکہ وہ جب تک وہاں رہے گی۔ اس کا نظارہ ان کے لئے شرم اور ذلت کا باعث ہوگا۔"

شرف نے کہا "مائی لارڈ یہ کچھ بڑی بات نہیں۔ میں حکم دے دونگا کہ لاش آتے ہی فوراً نیچے اتار لی جائے۔ اس وقت وہ اس بدنصیب شخص کے رشتہ داروں کے حوالہ کر دی جائے گی۔"

ارل نے شرف کا ہاتھ زور سے ہلاتے ہوئے کہا "میں اس کے لئے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

وہ جلد جلد قدم اٹھاتا ایک طرف کو چلا گیا۔ اور شرف اور اس کے عملہ کا جلوس حجرہ کی طرف روانہ ہوا۔

اس مشہور رہزن کو پھانسی پر لٹکتا دیکھنے کے لئے جس کی نسبت مقدمہ کی سماعت کے دوران میں مشہور ہو چکا تھا کہ یہ وہی شخص ہے جو چند سال پیشتر سادات سے بھیس کر کے ... منٹ میں رہزنی اور لوٹ کی عجیب و غریب وارداتیں کیا کرتا تھا۔ جیلخانے کے باہر لاکھوں آدمیوں کا ہجوم تھا۔ سارا گرد کھلے میدان میں ہر طرف انسانی سروں کا سمندر موجزن نظر آتا تھا۔ اور پاس کی عمارتوں اور بازاروں میں خلقت کا وہ اژدحام تھا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ ...

اس کے علاوہ اردگرد کے مکانات کی کھلی کھڑکیوں میں بے شمار تماشائی اس خوفناک نظارہ کو دیکھنے کے لئے جس کے بیان سے ہی قلم لرزتی اور ہاتھ تھراتا ہے۔ اس طرح جمع تھے۔ گویا کوئی نہایت دلچسپ تماشہ ہونے والا ہے۔

جیلخانے کے پھاٹک کے قریب ایک سیاہ نعش اور ایک لاش بردار گاڑی جس کے آگے گھوڑا جتا ہوا تھا۔ کھڑی تھی۔ گاڑیوں اور جیل خانہ کی دیواروں کے درمیان ارل آف ایلنگھم ڈاکٹر نیبلز اور ارل کے تین معتمد خادم سب کے سب سیاہ ماتمی لباس پہنے چہروں کو سفید رومالوں سے اس طرح چھپائے۔ کہ کوئی ان کے خط و خال پہچان نہ لے۔ کھڑے تھے۔

خود لارڈ ایلنگھم فرط غم سے نڈھال تھا۔ اس خوفناک صبح کو بدنصیب قیدی کو اپنے دل میں جو فکر اور ذہنی اذیت محسوس ہو رہی تھی۔ اس سے بہت زیادہ احساس خود اس فیاض دل ارل کو تھا۔ سردی کے مارے سارا بدن اکڑا ہوا اور ٹانگیں بوجھ کو سہارنے کے ناقابل ہو رہی تھیں۔ زبان حلق سے لگی ہوئی تھی۔ اور دم گھٹا جاتا تھا۔ اسے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا دنیا بھر کی مصیبتوں کا ہجوم ایک بار ہی اس کے سر پر ٹوٹ پڑا ہے۔

علاقہ بورو میں سینٹ جارج کا گرجا آٹھ بجا رہا تھا۔ کہ جیل خانہ کے گھڑیال نے بھی اپنی آہنی زبان سے آٹھ کا خوفناک گجر بجایا۔ جو قیدی کے لئے پیام موت کا درجہ رکھتا تھا۔

گھڑیال کے آواز کے ساتھ ہی ہجوم کے اندر ہر قسم کی آوازیں بند ہو گئیں۔ اور ہر طرف خوفناک سناٹا چھا گیا۔

ارل اور ڈاکٹر نے اس سے یہ سمجھا کہ قیدی جیل خانہ کی چھت پر پھانسی کے قریب پہنچ چکا ہے۔

جس جگہ یہ دونوں کھڑے تھے۔ وہاں سے وہ خوفناک نظارہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اور اگر دکھائی دیتا بھی تو لارڈ ایلنگھم ہرگز اس خوفناک آدم قتل کی طرف نظر اٹھا دیکھنا پسند نہ کرتا تھا۔

یکایک اس بھیانک خاموشی کے اندر سے ایک آواز سنائی دی۔ ۔ ۔ نہایت سنجیدہ۔ ۔ خوفناک اور ہم آہنگ یہ پادری کی آخری دعا تھی۔ جو کہہ رہا تھا "خداوند خدا فرماتا ہے۔ میں خود مر کر زندہ ہوا۔ جو شخص اس زندگی میں مجھ پر اعتماد رکھتا ہے۔ وہ مر کر پھر زندہ ہوگا۔ اور اگرچہ اس جسم کو کیڑے کھا لیں۔ تاہم وہ نئے قالب میں خدا کو دیکھے گا۔"

آواز یکایک بند ہو گئی۔ جس طرح بجلی کی رو دفعتہً بے شمار تاروں کے اندر سرایت کر جاتی

ہے ۔ ہجوم میں سنسنی پھیل گئی ۔ ارل آف الینگھم درد سے کراہنے لگا ۔ کیونکہ اس نے سمجھ لیا پھانسی کا تختہ کھینچا جا چکا ہے ۔

اسے غم سے نڈھال دیکھکر ڈاکٹر دبے لفظوں میں بولا " میرے عزیز دوست یہ وقت کسی تشویش کا نہیں ۔ عمل کا ہے ۔ اس لئے پورے استقلال سے کام لو "

ارل نے کہا " ڈاکٹر صاحب میں آپکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ کہ آپ نے میرے فرض کی یاد دھانی کی ۔ لیکن یہ وقت صبر آزمائی کا ہے ۔ گذشتہ چند منٹ میرے لئے صدیوں کے عذاب کے برابر تکلیف دہ ثابت ہوئے ہیں "

ڈاکٹر بولا " جو کچھ بھی ہو ۔ امید کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے ۔ کیا اس نے تمہارے الفاظ کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا ؟ "

آرتھر نے جو ڈاکٹر کا بھی پورے طور پر اطمینان کرانا ضروری سمجھتا تھا ۔ جواب دیا " کمال مجھے اس کا کامل یقین ہے ۔ اس نے وہ چابی کی نالی میرے ہاتھ سے لی ۔ اور میں نے دیکھا اس نے اسے اپنی آستین میں چھپا لیا تھا ۔ افسوس اس بات کا ہے ۔ کہ وہ آخر میں اس سے بحالت تنہائی گفتگو کا موقعہ نہ ملا ۔ میں نے اس سے بہت باتیں کرنی تھیں ۔ ۔ ۔ بہت سی تشریح کی ضرورت تھی ۔ ۔ ۔ اور بیشمار سوالات پوچھنے تھے ۔ الہٰی اگر ہماری تجویز ناکام رہی تو کیا ہو سکا "

بیسفرڈ نے جواب دیا " اگر وہ لڑکا جیکب میری ہدایات پر پورے طور سے عمل کرتا رہا تو مجھے اپنی کامیابی پر ذرا بھی شبہ نہیں "

میر موصوف نے لاش گاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا " وہ ضرور آپ کے احکام کی تعمیل کرے گا ۔ بڑا فرمانبردار لڑکا ہے ۔ اور میرے متوفی بھائی کے ساتھ اسے گہری محبت تھی "

چونکہ خلقت کا ہجوم جیل خانہ کے گرد بنی ہوئی آہنی باڑ کے باہر کھڑا تھا اور اس باڑ کا باقی گاڑیوں سے کافی فاصلہ تھا ۔ اس لیے یہ گفتگو جو ڈاکٹر اور ارل کے درمیان ہوئی کسی غیر شخص کو سنائی نہ دی ۔

وہ بیس منٹ کا عرصہ جس کے گزرنے پر شرفا نے لاش اتروانے کا وعدہ کیا تھا ۔ بڑی آہستگی کیساتھ گزرا ۔ اور ارل کو اس کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سال ۔ ۔ ۔ ایک ایک صدی کے برابر طویل معلوم ہوا ۔

اب ہجوم میں بھی وہ بات نہ تھی جو چند منٹ پیشتر اثر سحر کے طور پر طاری ہو گئی۔ قائم تھی ہر طرف محض مذاق۔ غلیظ گفتگو اور خوفناک گالیاں سنائی دیتی تھیں۔ اور بعض لوگ عملی طور پر پھانسی کی نقل اتار کر مضحکہ اڑا رہے تھے۔

آخر جیل خانے کے گھڑیال نے سوا آٹھ بجائے۔ اور ارل آف الیگھم کی تشویش اور بھی زیادہ بڑھنے لگی۔

ہزار ہا قسم کے اندیشے اس کی طبیعت کو پریشان کر رہے تھے۔ سوچتا تھا۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ رین فورڈ کو چاندی کی نالی استعمال کرنے کا موقعہ ہی نہ ملا ہو۔ . . یا شاید اس کا مفروضہ اثر ناکام رہے۔ . . ممکن ہے۔ رسی سے اس کی گردن کی گرہ ٹوٹ جائے۔ . . یہ بھی ممکن ہے۔ شرف اپنے وعدہ کو بھول جائے اور لاش عرصہ معینہ تک لٹکتی رہے۔ یا اگر سارے اندیشے فضول ثابت ہوں۔ تو ممکن ہے۔ ڈاکٹر اپنی کوششوں سے ان امیدوں کو پورا کر سکے جو ارل کے دل میں موجود تھیں۔

غرض یہ حالت التوا اس کے لئے نہایت اذیت دہ اور خوفناک تھی۔ حالت اضطراب میں اس نے اپنی گھڑی نکالی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آٹھ بج کر سترہ منٹ ہو گئے ہیں۔ کہنے لگا۔ "اگر شرف اپنے وعدہ کو نہ بھولا۔ تو ڈھائی منٹ کے عرصہ میں لاش اتار لی جائے گی"

لیکن نہیں شرف اپنے وعدہ کا پکا ثابت ہوا۔ . . بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ ابھی ارل نے جیب میں گھڑی رکھی ہی تھی۔ کہ ہجوم میں پھر ایک بار جنبش پیدا ہو گئی۔ اور کئی آوازیں یہ کہتی سنائی دیں۔ "لو وہ لاش کو اتارنے لگے ہیں"

اس کے بعد پورا سناٹا چھا گیا۔ ایک وقت تو ارل کی اپنی رگوں میں انتہائی شدت کی گرمی اس طرح محسوس ہوتی تھی۔ گویا پگھلا ہوا سیسہ ان کے اندر بہہ رہا ہو۔ لیکن اس کے ایک ہی لمحہ بعد اسے اپنا دل یخ کی طرح سرد ہوتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ صدیوں کے جذبات اذیت ان چند لمحوں میں محدود ہو چکے تھے۔ اس عرصہ میں وہ تمام اندیشے جو پہلے بعد دیگرے اس کے دل میں پیدا ہوتے رہے۔ پھر ایک بار جمع ہو گئے اور دو منٹ کا وہ عرصہ اس کے لئے عرصۂ قیامت کے برابر معلوم ہوا

اس کے دماغ میں پریشانی اور دل میں خوف جاگزین تھا۔

اتنے میں جیلخانہ کا دروازہ کھلا۔ اور ایک کرخت آواز یہ کہتی سنائی دی "لاش کون

اس لاش کو لے جانے والا ہے؟

اردلی کے تینوں نوکر لاش گاڑی کے دروازے کے قریب کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ اور ڈاکٹر لیبلز اہلکاروں کی توجہ دوسری طرف لانے کے لئے ان میں کچھ رقم بطور انعام تقسیم کرنے لگا۔

یہ کارروائی جو اردلی۔ ڈاکٹر اور تینوں نوکروں کے مشورہ سے ہوئی۔ اس لئے ضروری تھی۔ کہ جیک سمتھ لاش گاڑی کے اندر چھپا ہوا تھا۔ اور یہ اس کی موجودگی مخفی رکھنے کے لئے۔

جب سارے انتظامات عمل میں آ چکے تو لاش گاڑی شفاخانہ کے پھاٹک سے رخصت ہوئی اور تینوں نوکر اردلی اور ڈاکٹر اس سیاہ فٹن میں سوار ہو گئے۔ جو پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔

ظاہرداری کے لئے ضروری تھا کہ گاڑیاں آہستگی چلیں۔ چنانچہ جہاں تک ہجوم تھا۔ دونوں گاڑیاں بڑی سست رفتار سے چلتی رہیں۔ لیکن ہائی ہین سٹریٹ میں پہنچ کر وہ ایسی تیزی سے چلنے لگیں۔ جو صرف اس وقت دیکھی جاتی ہے۔ جب دفن کے مراسم طے ہو چکتے ہیں۔

باب ۵۴ سائنس کا کرشمہ

سینٹ جائلز کے گرجا سے گزر کر دونوں گاڑیبانوں نے گاڑیوں کو سرپٹ ڈال دیا۔ اور دہ آندھی کی طرح چلنے لگیں۔ سیاہ رنگ کے دُبلے پتلے گھوڑے پسینہ پسینہ ہو رہے تھے اور ان کے منہ سے جھاگ نکلتے تھے۔ لیکن گاڑیبانوں کو اپنے معاوضہ کا خیال تھا۔ اور اس لئے وہ انہیں اور بھی تیز رفتار سے چلاتے تھے۔

دونوں گاڑیاں یونین سٹریٹ سے گزر کر بلیک فرائرز روڈ سے ہوتی ہوئی اس شاہراہ پر چلنے لگیں۔ جو دریا کی طرف جاتی ہے۔ اور پل پر سے گزر کر فیرنگڈن سٹریٹ کے راستہ سمتھ فیلڈ سے ہو کر کلرکن ویل گرین کی جانب روانہ ہوئیں۔ اور آخر غیر معمولی طور پر کم عرصہ میں یہ دونوں ریڈ لائن سٹریٹ کے ایک مکان کے سامنے رک گئیں۔

سب سے پہلے ماتمی فٹن کے اندر سے ڈاکٹر لیبلز اترا۔ اس نے جیب سے کنجی نکالی۔ اور مکان کا دروازہ کھولا۔ اس کے بعد تینوں نوکروں کی مدد سے لاش کے تابوت کو لاش گاڑی سے

نیچے اتارا گیا۔

پھر انہوں نے جیب سمتھ کو بھی گاڑی سے نیچے اتارا۔ اور وہ اول۔ ڈاکٹر اور تینوں نوکروں سمیت مکان کے اندر داخل ہوا لیکن دونوں گاڑیاں باہر دروازہ پر بدستور منتظر رہیں۔

اس کے گھنٹہ بھر بعد وہی تابوت پھر لاش گاڑی میں لاکر رکھ دیا گیا۔ لیکن اس مرتبہ اس کا ڈھکنا مضبوطی کے ساتھ کسا ہوا تھا۔ تینوں نوکر بھی فٹن میں سوار ہو گئے۔ اور یہ ماتمی جلوس پھر بڑی آہستگی کے ساتھ آگے کو روانہ ہوا۔

اس کے نصف گھنٹہ بعد اس تابوت کو جس کی پلیٹ پر ”مسٹر رینبورڈ“ کا نام لکھا ہوا تھا سینٹ نوفلک کے گرجا میں دفن کر دیا گیا۔ اور اس جگہ یہ رسم ختم ہو گئی۔

مگر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا اس تابوت میں واقعی اس فیاض اور بہادر ہیرن کی لاش موجود تھی؟

ہرگز نہیں کیونکہ تابوت کے اندر ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان میں جلد جلد پتھر اور بھوسہ بھر دیا گیا تھا۔

اور وہ لاش . . . !

جس وقت یہ لوگ حسب طریق مذکور پر تابوت کو لے کر ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان کے اندر داخل ہوئے۔ تو جیکب سمتھ نے باہر کا دروازہ بند کرکے جلدی سے فاتحانہ لہجہ میں کہا ”چیکٹ یہ چاندی کی نالی اس کے حلق سے نکلی ہے۔ جس نے خود اسے راستہ میں نکالا تھا۔ میں اس کی کنپٹیوں کو سہلاتا اور آہستہ پھر اسے نلکی سنگھاتا رہا ہوں مجھے یقین ہے اس کی جان ضرور بچ جائیگی“

انہوں نے فکر تابوت کا ڈھکنا جو کسا ہوا نہیں تھا۔ اتار تابوت کے اندر ہیرن جس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرہ پر مردنی چھائی تھی۔ لاش کی طرح پڑا تھا۔ یہ نظارہ دیکھ کر آرل آف ایشلے کا بدن کچھ اندر سے کانپا۔ اور اس کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔ لیکن ڈاکٹر لیبانہ ہر قسم کی ہدایات اس قدر تیزی کے ساتھ دیتا رہا۔ اور اس نے ایسے طریق پر اپنے اوسان بحال رکھے کہ واقعات کی تیزی میں آرل کا غم بڑی حد تک دب گیا۔

انہوں نے لاش کو جس قدر جلد ممکن تھا۔ تابوت سے نکال کر دواخانہ کی وسیع تجربہ گاہ میں پہنچایا۔ اور اسے ایک فراخ میز پر لٹا دیا۔

اس کے بعد تینوں نوکر پھر زینہ کے راستہ اتر کر نیچے گئے۔ اور انہوں نے تابوت کو پھر
اور بھوسہ سے بھر کر ڈھکنا مضبوطی سے کس دیا۔ اور بعد ازاں جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔
اس تابوت کو گاڑی میں رکھ کر سینٹ لوقا کے قبرستان کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن ڈاکٹر ارلی
اور جیکب سمتھ یہ تینوں رینفورڈ کی لاش کے پاس تجربہ گاہ میں ہی رہے۔ اور اب ڈاکٹر لیسلز نے
اپنی وسیع علمی تحقیقات سے مدد لے کر ایک ایسا کام شروع کیا جس کا ذکر بہت کم ہی کے سننے میں
آیا ہوگا۔ یعنی اس نے اس مجرم کو زندہ کرنے کی کوشش شروع کی جسے پھانسی پر لٹکایا جا چکا تھا

اس نے ایک مضبوط گیلوانک برقی مورچہ کے تار لاش کے ساتھ لگا دیئے۔ جو ہر چند
کہ بظاہر بے جان نظر آتی تھی۔ مگر حرارت غریزی ابھی تک پورے طور سے جدا نہ ہوئی تھی۔ بجلی
کی تیز لہر نے فوراً ہی اپنا اثر دکھانا شروع کیا۔

یکایک رینفورڈ کے بدن میں کپکپی سی پیدا ہوئی جسے دیکھ کر لارڈ ولنگھم اور جیکب سمتھ
کے منہ سے خوشی کی آوازیں نکلیں۔

اس اثنا میں ڈاکٹر لیسلز بدستور پوری برقی قوت لاش کے اندر داخل کرتا رہا۔ چنانچہ
ایک منٹ سے بھی کم عرصہ میں لاش کا دایاں بازو ہلا۔ لیکن یہ حرکت اس قسم کی تھی جیسے
بحالت نزع ان کے بدن میں تشنج پیدا ہونے سے ہوتی ہے۔ اس کے چند سکنڈ بعد اس کا ہاتھ
از خود اٹھ کر بے صبری کے ساتھ گلے کی طرف پہنچا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رینفورڈ اپنے ہاتھ
سے کسی ایسی چیز کو جسے وہ گلے کے گرد لپٹا ہوا محسوس کرتا ہے۔ اتار پھینکنا چاہتا ہے
شاید اب تک وہ سمجھتا تھا۔ کہ پھانسی کی رسی میری گردن میں ہے!

اب رینفورڈ کی چھاتی بھی سانس کی حرکت سے تیزی کے ساتھ اٹھنے لگی۔ صاف نظر آتا تھا
کہ ہوا دوبارہ پھیپھڑوں کو پُر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر ولنگھم اور
جیکب سمتھ نے کہا "شکر ہے وہ سانس لیتا ہے"۔

ڈاکٹر نے سکون کے ساتھ برقی مورچہ کا تار لاش سے کھینچ کر اور جسم میں لگا کر کہنے لگا
"مجھے یقین ہے۔ اس کی جان بچ جائے گی۔ اندیشہ صرف اس بات کا ہے کہ کہیں دماغ پر خلل عارض
نہ ہو جائے"۔

لیکن امیر موصوف اور اس کے ساتھی غریب لڑکے نے اس اطلاع کے آخری حصہ کو سننے کی
پرواہ کی۔ ان کے کان صرف اس اطلاع کو سن کر خوش ہوئے تھے۔ کہ وہ بچ جائیگا۔ اور یہ خبر ایک

سے ... جو ... صاحب ... تھی۔ کہ وہ اس کے زیرِ اثر وہ وحشت کی حد تک پہنچنے لگے تھے۔

لیبلز نے ان کے جوش کی پرواہ نہ کی۔ اور نہ اس خوشی اور امید کو دیکھ کر جو اس کے دونوں ساتھیوں میں پیدا ہو چکی تھی۔ برقی مورچہ کے تار بدستور لگائے رکھے۔ اور انہیں سمجھانا شروع کیا کہ لاش میں جان پیدا کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ دورانِ خون بدن کے ہر ایک حصہ میں یکساں ہو۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے تخلیہ مانگا۔ مگر کسی نے حالتِ جوش میں اس کی بات کو نہ سنا اور آخر وہ جھلا کر زور سے اپنا پاؤں فرشِ زمین پر مار کر کہنے لگا "سنتے ہو۔ میں تخلیہ مانگتا ہوں۔ کیا اب تم یہ چاہتے ہو۔ کہ وہ تمہاری اپنی غفلت سے مر جائے؟"

ارل نے فوراً اپنی خوشی کو روکا۔ اور تخلیہ کی تعمیل کی۔ ڈاکٹر کے ہوا کی ... سے رینفورڈ کی ... سے لگایا گیا۔ تو چند منٹ کے عرصہ میں اس کے ہونٹ حرکت کرنے لگے اس کے بعد جب لیبلز نے برقی رو کو اور بھی تیز کیا۔ تو یکایک رینفورڈ کے منہ سے ایک بڑی خوفناک چیخ نکلی۔ لیکن ذہنی اذیت کی حالت میں نکلی ہوئی وہ چیخ کبھی اس سے زیادہ انسان کو اتنی خوشگوار محسوس نہ ہوئی ہوگی جیسی اس وقت ہوئی کیونکہ اس سے پایا جاتا تھا۔ کہ لاش میں دوبارہ جان آ چکی ہے۔

ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر رینفرن کی نبض دیکھی۔ وہ بہت مدھم تھی . . . بہت ہی ہلکی چل رہی تھی لیکن باوجود اس کے محسوس ضرور ہوتی تھی۔ اب اس کے اعضا میں متقل طور پر حرکت نظر آنے لگی۔ وہ اپنے دائیں ہاتھ کو ادھر ادھر ہلاتا تھا۔ اس کے منہ سے رہ رہ کر آہیں اور کراہنے کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

ڈاکٹر نے ایک چھوٹا سا آئینہ لیکر اُسے رینفورڈ کے منہ اور ناک کے سامنے رکھا۔ اور اس پر ایک دھندلی نمودار ہو گئی۔

اتنے میں رینفورڈ نے بڑی آہستگی سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ جو خون کی طرح سرخ نظر آتی تھیں۔ لیکن پتلیوں کی چمک ظاہر کرتی تھی۔ کہ ان میں از سرِ نو جان آ رہی ہے۔ رفتہ رفتہ سانس میں باقاعدگی ہوتی گئی۔ آنکھیں اگرچہ کھلی تھیں۔ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ اس کے گرد ہو رہا ہے۔ وہ اس سے بالکل بے خبر ہے۔ اس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی اور بے رونق آنکھوں کی طرح اس نظارہ پر لگی ہوئی تھیں۔

یہ حالت دیکھ کر لارڈ ایکنگھم نے ڈاکٹر کی طرف تشویش کی نظر سے دیکھا۔ لیکن اس کے چہرہ پر اطمینان اور سکون کی جھلک موجود تھی۔ جس سے ارل کا اطمینان ہو گیا۔

اب برقی عمل کو شروع ہوئے بیس منٹ گذر چکے تھے۔ آخر کار ڈاکٹر لیسلڈ نے اطمینان بخش لہجہ میں کہا "مبارک ہو۔ اب یہ بچ گیا ہے"

یہ خوشخبری سن کر ارل۔ ڈاکٹر لیسلڈ سے اسطرح بغلگیر ہوا۔ گویا وہ اس کا باپ اور یہ اس کا حقیقی بیٹا ہو۔ وہ اس سے ایک خطاوار بیٹے کیطرح ملا۔ جو اپنے باپ سے معافی کا خواستگار ہو۔ آخر اس سے بمشکل علیحدہ ہو کر اور اس بات سے ڈرتے ہوئے کہیں جیکب سمتھ بھی اسی طرح اظہار خوشی نہ کرے۔ ڈاکٹر نے جلدی سے کہا "آپ کو ہمیں لازم ہے کہ اسے بستر پر لٹا دیں حسن اتفاق سے اس مکان میں ایک خوابگاہ موجود ہے"

تینوں بڑی احتیاط کیساتھ مریض کو اٹھا کر ایک بغلی کوٹھڑی میں جو خوابگاہ کا درجہ رکھتی تھی لے گئے۔ اور وہاں انہوں نے اس کے کپڑے اتار کر ایک چارپائی پر لٹا دیا۔

جیکب سمتھ کہنے لگا "اب جبکہ ہم اس کام سے فارغ ہو چکے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس خوشخبری کو سنکر ایک اور شخص کو بھی اتنی ہی خوشی ہوگی جتنی ہمیں ہوئی ہے"

ارل نے اس کا مطلب سمجھ کر کہا "تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن وہ کہاں رہتی ہے؟"

لڑکے نے جواب دیا "میں اس کے مقام سکونت سے واقف ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں..."

آرتھر قطع کلام کر کے کہنے لگا "ہاں تم فوراً جا کر اسے یہ خوشخبری پہنچاؤ... لیکن ممکن ہے وہ اس عرصہ میں اپنے والد کے مکان پر واپس گئی ہو۔ کیونکہ واقعات پیش آمدہ اور اس محبت کو پیش نظر رکھ کر جو مسٹر ڈی ریڈینا کو اپنی دختر سے ہے... لیکن نہیں ہمیں اپنے نیک دل دوست ڈاکٹر کے روبرو کسی رازداری سے کام نہ لینا چاہیئے..."

لیسلڈ جو اس کے لفظوں کا مطلب اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اگرچہ ارل اس سے واقف نہ تھا مختصر طور پر کہنے لگا "تم میری پرواہ نہ کرو۔ مجھے کسی کا راز معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر ہو بھی۔ تو میں اس وقت تیمارداری میں اتنا مصروف ہوں کہ..."

ارل نے کہا "بہتر ہے۔ ہم سردست ان تشریحات کو ملتوی رکھتے ہیں۔ جبکہ تم دوڑ کر اس خاتون کے پاس جاؤ۔ اسے بڑی آہستگی سے یہ خوشخبری پہنچانا۔ اور پھر اسے اپنے ساتھ یہاں لے آنا"

لڑکے نے اس بات سے خوش ہو کر کہ اسے اس خوشخبری کے سنانے کا موقعہ مل گیا۔ بھاگتا ہوا دوڑ

مس ڈتی ہڈیناسے (رینفورڈ) کے اصرار پر برینڈن سٹریٹ سے اٹھ کر وسط شہر میں چلی گئی تھی۔ میں تھوڑی دیر میں اسے ساتھ لیکر واپس آتا ہوں۔"

ارل نے سونے کے سکوں کی ایک مٹھی اس کے ہاتھ میں دی۔ لیکن جیکب نے یہ کہکر انہیں واپس کر دیا۔ کہ میرے پاس روپیہ موجود ہے۔

اس کے لمحہ بھر بعد وہ تیزی سے قدم اٹھاتا اس خوشی کے کام پر روانہ ہوا۔

باب ۵۵　تجربہ گاہ۔ آسٹھر ڈی ہڈینا کا راز

جیکب کے رخصت ہونے پر ڈاکٹر لیبلز پھر تجربہ گاہ کیطرف واپس آیا۔ اس نے چند عرقیات کو ایک گلاس میں آمیز کیا۔ اور خوابگاہ میں واپس جا کر یہ دوائی رینفورڈ کے حلق میں داخل کر دی۔ اسکے بعد اس نے پھر اس کی نبض دیکھی۔ قلب کی حرکت سننے کے لئے سینے کے قریب کان لگایا۔ آنکھوں کو غور سے دیکھا جو پہلے کی نسبت کم سرخ تھیں اور اس کے بعد کہنے لگا۔ مریض قابل تعریف طریق پر اصلاح پذیر ہو رہا ہے۔ نبض باقاعدہ ہے۔ نہ زیادہ تیز نہ بہت ہلکی بلکہ ویسی ہی جیسی ہونی چاہیئے۔ معلوم ہوتا ہے اسے نیند کی خواہش ہے اسلئے آنکھیں بند کر رہا ہے۔ اب جسوقت بیدار ہوگا۔ تو پورے طور پر ہوش میں آجائیگا۔ لیکن میرے عزیز دوست کیا تم یہ جانتے ہو کہ مجھے اس نمونہ انسان کرنے کے لئے میں نے اپنے اوپر ایک نہایت عظیم خطرہ لیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوں کہ میں نے یہ تجربات محض علمی تحقیقات کی غرض سے کئے تھے۔ تو کوئی بھی عدالت کو قابل یقین نہ ہوگا۔ بلکہ الٹا مجھ سے یہ مواخذہ کیا جائیگا کہ ایک مجرم کو زندہ کر نے کے بعد تم نے اسے دوبارہ حوالۂ انصاف کیوں نہ کیا؟"

ارل کہنے لگا۔ "ڈاکٹر صاحب آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے جس سے میں سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس قسم کے مواخذہ کی جس کا آپ اندیشہ ظاہر کرتے ہیں ہرگز نوبت نہ آئیگی۔"

لیبلز نے کہا "جب سے تمہاری خوشقسمتی نے تمہیں یہاں قدم رکھا ہے۔ اور اس کے علاوہ کل رات تم نے مجھے جو واقعات سنائے تھے۔ ان کے بعد میرے دل میں تمہارے اس سوتیلے بھائی کی نسبت احساس تعریف ہی پیدا ہو گیا ہے۔ بڑا فیاض آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اور

ایسے شخص کو موت سے بچانے کے لئے انسان خود ہر قسم کے خطرات میں پڑنا منظور کر لیتا ہے۔"

ارل کہنے لگا: "ڈاکٹر صاحب آپنے اس سے پیشتر کئی بار میرے روبرو اپنے برقی تجربات کا ذکر کیا تھا۔ کل رات جب میں وزیر داخلہ کے مکان سے مایوس ہو کر لوٹا۔ اور ملکۂ معظم کے حضور میں بھی باریاب نہ ہو سکا۔ تو اسوقت ان عجائبات کی کیفیت جو آپنے برقی تجربات کی نسبت میرے روبرو مختلف اوقات میں بیان کی تھی۔ از خود میرے دل میں تازہ ہو گئی۔ اور میں نے اس شخص کی حیثیت میں جو ڈوبتے وقت تنکے کا سہارا تلاش کرتا ہے آپ کو بلایا۔"

ڈاکٹر نے کہا: "اس کے پاس ہی ایک کمرہ ہے جس میں بجلی کی طاقت کا تجربہ ہزاروں جانوروں اور کئی انسانوں پر بھی کیا ہے اور ان میں سے بعض بڑے معاوضے دیکر پھانسی پانے والے مجرموں کی لاشیں رسی سے اترنے کے فوراً بعد حاصل کی ہیں۔ لیکن باوجود ساری کوششوں کے میں آجتک کسی مردہ جاندار کو زندہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوا ہوں۔ اور یہ تجربہ بھی ہرگز کامیاب نہ ہوتا۔ اگر ہم ان احتیاطوں کو پیش نظر نہ رکھتے۔ جو ہم نے اس موقعہ پر اختیار کیں۔ مثلاً سانس کی آمد و رفت کو برقرار رکھنے کے لئے اسکے گلے میں چاندی کی نالی رکھوانا۔ جیکب سمتھ کو اس غرض سے لاش گاڑی میں چھپانا کہ وہ فوراً ہی ٹام رین کے چہرہ سے پھانسی کی ٹوپی اتار دے۔ حلق سے چاندی کی نالی نکال لے۔ اور راستہ بھر اسکی کنپٹیوں کو سہلاتا اور نمک سنگھاتا رہے۔ تم ذرا میرے ساتھ آکر اس تجربہ گاہ کو دیکھو جس کے عجائبات تم نے سنے تو ہیں مگر دیکھے نہیں۔ ریفوز ڈ سو رہا ہے۔ اس لئے ہمیں تجربہ گاہ کی سیر کے لئے کافی فرصت ہے۔"

چنانچہ یہ دونوں پاس کے کمرہ میں گئے۔ اور اس جگہ لیبارٹر نے مختلف برقی آلات دکھا ان کی نوعیت سمجھانی شروع کی۔ گیلوانک برقی طاقت کی دریافت کی کیفیت بیان کرتے

۱؎ مسٹر بیک۔ بی۔ اے نے رسالہ رینالڈس میگزین میں برقیات پر دلچسپ مضامین کا ایک سلسلہ درج کر دیا تھا۔ جس کے دوران میں ایک جگہ مذکور ہے۔ کہ گیلوانک برقی کی دریافت محض ایک اتفاقی امر تھا۔ اٹلی کے مشہور فلاسفر کی بیوی میڈم گیلوانی کو اس کے ڈاکٹر نے مشورہ دیا تھا کہ مینڈک کا شوربا پیا کرے۔ چنانچہ بہت سے مینڈک مہیا کئے گئے۔ اور انہیں پکانے سے پیشتر اس کے شوہر کی تجربہ گاہ میں رکھا گیا۔ ایم گیلوانی کے دو شاگرد جو اس وقت چھری و برقی مشین سے طرح طرح کے تجربے کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے برقی تار کا سرا

کے بعد وہ کہنے لگا "میں اس معاملہ میں گال اور سپرزہیم کا مقلد ہوں" پھر اس نے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے مٹی کے بنے ہوئے انسانی سروں کی قطار کی طرف اشارہ کر کے کہا "انہیں غور سے دیکھئے۔ میں ان کو پیش نظر رکھ کر عرصہ دراز تک تحقیقات کرتا رہا ہوں"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۹) ایک مردہ مینڈک کے ساتھ لگایا۔ اور میڈم گیلوانی کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا۔ کہ مینڈک کی ٹانگیں تشنجی حرکت کرنے لگیں جب غور سے دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ جس وقت برقی مشین سے شرارہ خارج ہوتا ہے تو اس کا اثر مینڈک کے عضلات پر پڑتا ہے۔ جب اس کا شوہر ایم گیلوانی مکان پر واپس آیا۔ تو اس نے اس کا ذکر اس سے کیا۔ وہ اس سے پیشتر یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ عضلات کی حرکت پر بجلی کی طاقت کا اثر ضرور پڑتا ہے اور اس مطلب کے لئے وہ مختلف تجربات بھی کرتا رہا۔ چنانچہ اس تازہ دریافت سے خوش ہو کر اس نے فوراً اسی طرح کے تجربات شروع کر دیئے۔ پہلے اس نے مردار اور کٹے ہوئے مینڈکوں پر برقی شرارہ کے اثر کا امتحان کیا۔ اور بجلی کی طاقت کو کم و بیش کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اس کا اثر کس حد تک ہوتا ہے۔ اس نے دیکھا۔ کہ جب بجلی کی طاقت کمزور ہوتی ہے تو مینڈکوں کے عضلات پر اس کا اثر ضرور نمودار ہوتا ہے۔ پھر اس نے کرۂ ہوائی کی برقی طاقت سے بھی ایسے ہی تجربات کئے اور آخر اسے معلوم ہو گیا۔ کہ قدرتی برقی طاقت کا اثر بھی وہی ہوتا ہے جو مصنوعی بجلی کا۔

اسی سلسلہ میں انہیں صاحب کے ایک اور دلچسپ مضمون میں مذکور ہے کہ ۲۸ جنوری کی شام کو جبکہ شمالی روشنی غیر معمولی طور پر نمودار تھی۔ ایک لیڈی کے بدن میں برقی طاقت اس درجہ سرایت کر گئی کہ اس کی انگلیوں کے سروں سے۔ جب وہ حاضرین کے چہروں کے قریب پہنچائے جائیں۔ برقی شرارے نکلتے تھے۔ عجیب بات یہ تھی۔ کہ یہ حالت آسمانی ظہور کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو گئی۔ بلکہ کئی ماہ بعد تک رہی۔ اس عرصہ میں وہ بدستور بجلی سے پر تھی۔ اور جس شخص کے قریب جاتی۔ اس کے لگاؤ سے اس کے اندر سے برقی شرارے خارج ہونے لگتے۔ چنانچہ جب وہ دھات کی کسی چیز کو ہاتھ لگاتی تو ضرور برقی شرارہ خارج ہوتا اور دھکا سا لگتا تھا۔ یہ ظہور ان حالات میں ضرور قائم رہتا تھا کہ کرۂ ہوائی کی حرارت کا درجہ ۸۰ درجہ فارن ہائیٹ ہو۔ وہ معمولی ورزش کرتی رہے اور سوسائٹی میں شامل ہو کر خوش رہے۔ لیکن اگر کرۂ ہوائی کا درجہ حرارت صفر کے قریب ہو۔ یا خود وہ لیڈی کسی خوف کے زیر اثر ہو جائے۔ تو یہ طاقت بھی خارج ہو جاتی تھی۔ بسا اوقات دیکھا جاتا کہ جب وہ انگیٹھی کے پاس بیٹھ کر آہنی سٹول پر پاؤں رکھے کوئی چیز پڑھنے میں مصروف ہوتی۔ تو فی منٹ تین یا چار شرارے نکلتے تھے اور بہتر حالات میں تو ایک شرارہ ہر ثانیہ میں نظر آتا تھا۔ اگر کسی اور شخص کو ایسے حالات میں کہ بجلی اس کے بدن سے خارج نہ ہو سکے۔ اس کے قریب لایا جاتا۔ تو اس کے اندر بھی بجلی کی طاقت بھر جاتی تھی۔ اور دوسروں کے قریب آنے سے خود اس شخص کے اندر سے شرارے نکلنے لگتے تھے۔ اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ برقی طاقت کا تعلق اس کے لباس سے نہیں ہے اسے اونی اور سوتی دونوں طرح کی پوشاک پہنا کر دیکھی گئی۔ لیکن ظہور بدستور دیکھنے میں آتا رہا۔ اس خاتون کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔ اور وہ نشست پیشہ اور کمزور صحت کی عورت تھی

ارل نے ان مجسموں کو دیکھ کر کہا "معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کئی مشہور مجرموں کے سروں کے نمونے تیار کر رکھے ہیں۔ مثلاً آرتھر تھسل وڈ۔ ڈینیل ہوگرٹ۔ جارج بیرنگٹن ہنری فانٹلرائے جان تھرٹل۔ ولیم پریوبرٹ ..."

لیبلانز قطع کلام کرکے کہنے لگا "ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مجرموں کے سروں کے مجسمے موجود ہیں۔ لیکن ابھی لوگوں کے اندر علم کاسہ سر کی نسبت اتنا تعصب اور بدگمانی ہے کہ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۴) اسی نوٹ کے سلسلہ میں ہم ایک ایسے شخص کا واقعہ درج کئے بغیر نہیں رہ سکتے جسے پھانسی پر لٹکائے جانے کے بعد زندہ کیا گیا تھا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے۔ جسے حقیقی زندگی کا افسانہ سمجھنا چاہیئے۔ ایمبروز گوینٹ نامی ایک شخص کو مقام ڈیل میں ایک اور شخص کے قتل کے شبہ میں جو عدم پتہ ہو گیا تھا۔ اور جس کی لاش بھی کہیں برامد نہ ہوئی۔ پھانسی پر لٹکایا گیا۔ حالات سے تعلق رکھنے والی شہادت کی رو سے گوینٹ کو قاتل سمجھا گیا۔ اگرچہ ابتدا میں یہ ثابت ہونا مشکل تھا کہ وہ حقیقت میں اس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ معاملہ یہ تھا کہ گوینٹ اور ایک اور شخص کالنز نامی دونوں اکٹھے ڈیل کی ایک سرائے میں پہنچے۔ کھانا کھانے کے وقت چونکہ سرائے کا ویٹر موجود نہ تھا۔ اس لیے گوینٹ نے کالنز کا چاقو اس سے عاریتاً حاصل کیا۔ دوسرے دن صبح کو کالنز عدم پتہ ہو گیا۔ آدھی رات کے وقت گوینٹ اس سے سیڑھیوں پر ملا تھا جبکہ یہ باغیچہ سے بالاخانہ کی طرف سے آرہا تھا۔ صبح کے وقت باغیچہ میں ایک چاقو اور خون کے داغ پائے گئے۔ جو ساحل بحر تک جاتے تھے۔ کالنز کی نقدی کا بٹوہ بھی گوینٹ کی جیب میں پایا گیا۔ حالانکہ شب گذشتہ کو ویٹر نے اسے کالنز کے پاس دیکھا تھا۔ گوینٹ نے اپنی صفائی میں یہ بیان پیش کیا۔ کہ ویٹر کے چلے جانے پر کالنز نے از خود بٹوہ مجھے دیا تھا۔ اور وہ کہتا تھا۔ نقدی ادا کرنے کا فرض تم اپنے ذمہ رکھو۔ اس کی ناک سے خون جاری تھا۔ چاقو سے اس نے دروازہ کو جو زور سے بند تھا۔ کھولا اور پھر تاریکی میں وہ اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ ساحل بحر تک وہ اس مطلب کے لئے گیا تھا۔ کہ منہ اور ہاتھوں کو جو خون آلود تھے۔ دھو ڈالے۔ اور اس کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ سمندر کے کھاری پانی سے ناک سے خون بہنا بند ہو جائیگا۔ اس عذر کو ناقابل یقین قرار دیکر گوینٹ کو قتل کا مجرم قرار دیا گیا۔ اور اسے سین ڈاؤن کامن میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ جبکہ وہ پھانسی پر لٹک رہا تھا اور لوگ وہاں سے رخصت ہو چکے تھے۔ ایک گڈریئے نے گذرتے ہوئے اس کی لاش میں زندگی کے آثار دیکھے اور اسے رسی کاٹ کر اتار لیا۔ گوینٹ بحال ہو کر صحتیاب ہو گیا۔ اور نیک دل گڈریئے نے اسے کسی غیر ملک کو بھیجدیا۔ اس بعید نوآبادی میں گوینٹ کی اس شخص کالنز سے ملاقات ہوئی۔ جس کے بیان کردہ قتل کے جرم میں اسے سزائے موت دی گئی تھی دونوں میں جو گفتگو ہوئی اس سے معلوم ہوا۔ کہ شب مذکور کو کالنز جسوقت سیڑھیوں سے اتر کر باغیچہ میں پہنچا۔ تو چوروں کے ایک گروہ نے جن کا جہاز اس وقت ساحل سے گذر رہا تھا اسے پکڑ لیا۔ اور ان کی گرفتاری میں وہ عرصہ تک مختلف مقامات میں پھرتا رہا۔ اس غریب کو اپنے دوست گوینٹ کی مشکلات کا اس ملاقات سے پہلے ذرا بھی علم نہیں تھا ۱۲

زندہ شخصوں کے سروں کے نمونے حاصل نہیں کر سکتا ۔ ناچار مجھے یہ انتظام کرنا پڑا ہے ۔ کہ جیلخانہ کے پہرہ داروں سے مل کر جو مجرم پھانسی پر لٹکائے جائیں ۔ یا قید خانہ میں مریں اُن کی لاشیں حاصل کر لیتا ہوں ۔ اور انہی کے مطابق ان کے سروں کے نمونے تیار کرتا ہوں جن شخصوں نے غیر معمولی زندگی بسر کی ہو ۔ یا جنہیں اپنے جرایم کے عوض انتہائی سزا دی گئی ہو ۔ اُن کے سروں کو غور کی نظر سے دیکھ کر عجیب و غریب باتیں معلوم ہوتی ہیں ۔ ان کا مقابلہ . . ."

ارل مسکرا کر کہنے لگا "کیا آپ ایسے شخصوں کے سروں کا مقابلہ بندروں کے سروں سے کیا کرتے ہیں ؟"

ڈاکٹر نے کہا "یقیناً ۔ لیکن میں تمہیں ان خشک مضامین سے دق کرنا نہیں چاہتا ۔ بہرحال اتنا تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو ۔ کہ مجھے اس معاملے سے کتنی دلچسپی ہے ۔ یہاں تک کہ میں نے بہت سا خرچ اور محنت برداشت کر کے اصلی انسانی سر حاصل کئے ہیں "

اتنا کہہ کر اس نے ایک الماری کا دروازہ کھول دیا ۔

ارل متحیر ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا ۔ کیونکہ الماری کے اندر اسے چار حقیقی سر نظر آئے ۔ جن کی آنکھیں خوفناک طریق سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں ۔ اسکے ساتھ ہی دوائیوں کی تیز بو اس کی ناک میں پہنچی ۔

ڈاکٹر اس کی گھبراہٹ کو دیکھ کر ہنس کر کہنے لگا "گھبرایئے نہیں ۔ یہ سر زندہ نہیں ۔ مردہ ہیں"

"لیکن میں پوچھتا ہوں ۔ آپ نے انہیں کہاں سے حاصل کیا ؟"

لیسلز اور بھی زیادہ ہنس کر کہنے لگا "اطمینان رکھیے ۔ میں نے ان سروں کی خاطر چار شخصوں کو قتل تو نہیں کرایا ۔ دوست تمہیں یہ سنکر تعجب ہوگا ۔ کہ بارہا میری راتیں اسی تجربہ گاہ میں برقی تجربات کرتے اور علم کا سر کی تحقیقات میں بسر ہوتی ہیں ۔ میں نے ان سروں کو ہسپتالوں سے حاصل کیا تھا ۔ اور خود ان میں مصالح بھر کر تیار کیا ہے "

ارل نے کہا "ایمان کی بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی اس تجربہ گاہ کا علم اول مرتبہ کل آپ کی زبانی ہوا"

ڈاکٹر کہنے لگا "اب بھی آپ کو اسکا علم نہ ہوتا ۔ اگر آپ کی طرف سے یہ اصرار یہ خواہش ظاہر نہ کی جاتی ۔ کہ آپ کے منجھلے بھائی کی جان بچانے کے لئے سائنس کی ساری طاقتوں کو کام میں لایا جائے ۔ در واقعہ یہ ہے کہ میری یہ تجربہ گاہ سترہ اٹھارہ سال سے قایم ہے ۔ اور میں

اس میں ہر قسم کے علمی تجربات عموماً اور طبی تحقیقات خصوصاً کرتا رہتا ہوں۔ چونکہ کام اس قسم کا تھا اس لیے میری کوشش ہمیشہ یہ رہی ہے کہ جسقدر زیادہ مردہ لاشیں بغرض تجربہ دستیاب ہو سکیں حاصل کر لوں۔ میرا تعلق ایسے شخصوں کے ساتھ جو لاشیں اکھاڑتے اور مردہ فروشی کرتے ہیں اکثر رہا۔ لیکن میں ڈرتا تھا کہ اگر ان لاشوں کو میرے مکان واقع گریفن سٹریٹ میں لایا گیا۔ تو لوگوں میں سخت بدنامی ہوگی۔ ساتھ ہی قانونی کارروائی کا بھی اندیشہ لگا رہیگا۔ اسلیے میں نے بہتر یہی جانا کہ کسی غیر آباد حصہ شہر میں جہاں کے لوگ مجھ سے واقف نہ ہوں ایک تجربہ گاہ قایم کر لوں۔ اور جب ضرورت ہو۔ اس تجربہ گاہ میں جا کر تحقیقات کیا کروں۔ یہ بات میں نے اتفاقاً ایک مردہ فروش سے کہی تھی۔ اس نے میرا تعلق ایک شخص ڈڈمارش سے پیدا کرا دیا کسی قدر تکرار کے بعد ڈڈمارش نے یہ شرط لگائی۔ کہ میں اپنے آقا سے مشورہ کر لوں۔ اگرچہ مجھے معلوم نہیں۔ اس آقا کا کوئی وجود ہے یا نہیں اس نے مجھے اس مکان کا ایک حصہ دکھایا۔ میں نے یہ کمرہ پسند کیا اور اسے معقول کرایہ پر لے لیا۔ لیکن مجھے کرایہ کی زیادتی کی چنداں پروا نہ تھی۔ کیونکہ ایک تو مکان تنہا جگہ میں واقع ہے۔ دوسرے اس میں آنے جانے کا راستہ ایک اور بازار میں بھی کھلتا ہے۔ اور تم جانتے ہو ایک ایسے شخص کے لیے جس کا تعلق مردہ فروشوں سے ہو۔ یہ امر کسقدر فایدہ مند ہے۔"

"تو کیا فقط آپ ہی اس مکان میں رہتے ہیں؟" ارل نے سوال کیا۔ "کیونکہ میرا خیال یہ ہے کہ جس تجربہ گاہ میں ہم نے غریب ٹامس کو سلایا ہے۔ آپ اس میں نہیں سوتے۔"

ڈاکٹر بولا۔ "بالکل نہیں۔ ایک اور بڈھا گاہ بگاہ اس مکان میں آیا کرتا ہے۔ اور وہی اس کمرہ میں سوتا ہے۔ میں نے اسے صرف ایک دو بار دیکھا ہے۔ اور اس کا نام بھی مجھے معلوم نہیں۔ نہ میرے پاس صدر دروازہ کی کنجی علیحدہ موجود ہے۔ اور میں خفیہ تہ خانہ کے راستہ سے بھی واقف ہوں۔ ڈڈمارش سے میرا صرف اسی قدر تعلق ہے کہ اسے وقت پر کرایہ ادا کر دیتا ہوں۔ اس بڈھے سے بھی جس کا میں نے ذکر کیا۔ سرسری سرسری سی گفتگو ہے۔ یعنی جب کبھی وہ مجھے ملے۔ تو ہم ایک دوسرے کو سلام کر کے چھوڑتے ہیں۔ اور پاس سے گذر جاتے ہیں۔ وہ بھی اس مکان میں رہتا ہے۔ میں بھی رہتا ہوں۔ نہ وہ میرے معاملات میں دخل دیتا ہے۔ نہ میں اس کے کاروبار میں مخل ہوتا ہوں۔"

ارل کہنے لگا۔ "ڈاکٹر صاحب ممکن ہے۔ آپ کی تجربہ گاہ کسی نہایت بدمعاش شخص کے مکان میں واقع ہو۔"

لیسلا نے جواب دیا "مجھے اس کی پروا نہیں۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے۔ میں اس تجربہ گاہ کو خود اپنے مکان میں قایم نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں میرے نوکروں کو اس کا علم ہو جانا قدرتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ لوگوں سے انسانی سروں۔ مٹی کے بنے ہوئے مجسموں اور میرے برقی تجربات کا ذکر کرتے پھریں۔ تو ممکن ہے لوگ مجھے جادوگر خیال کرنے لگیں۔ اور میری طرف شک کی نظر سے دیکھیں۔ اس کا نتیجہ اور نہ سہی کم از کم میری طبابت کو صنعف پہنچنے کا اندیشہ تو ضرور رہتا ہے"
پھر وہ مسکرا کر کہنے لگا "میرے پیارے ارل کم از کم تمہیں اس کی شکایت نہ ہونی چاہیئے کہ اس مکان کا تعلق بدمعاش شخصوں سے ہے۔ کیونکہ اگر میری تجربگاہ ایسے تنہا مقام پر نہ ہوتا۔ جہاں کوئی کسی سے کسیطرح کا سوال نہیں پوچھتا۔ اور نہ دوسرے کے معاملات پر رائے زنی کرتا ہے تو تمہارے بھائی کو اس آسانی سے موت کے چنگل سے چھڑایا بھی نہ جا سکتا"

ارل نے کہا "ڈاکٹر صاحب معاف کیجیے کہ میری زبان سے کوئی نازیبا کلمہ نکلا۔ مجھے یقین ہے۔ آپ اس کے لیئے مجھے معاف کر دیں گے"

وہ بولا۔ "آرتھر تمہاری طرف سے کسی معافی کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم علمی تحقیقات کے شایق لوگ اسقدر پابند حسیات ہوں۔ تو مشاغل علمی کو ہمارا سلام ہے۔ لیکن جیسے میں کہہ رہا تھا۔ میں نے اس کمرہ میں لاشوں پر ایسے ایسے تجربے کیئے ہیں۔ جو میرے اپنے مکان پر کسی صورت میں ممکن نہ تھے۔ تم سے کسی بات کا پردہ نہیں اسلیئے میں تسلیم کرتا ہوں کہ نیز اس امر میں وہ بڈھا جو اس مکان میں رہتا ہے ضرور یا تو کوئی بدمعاش یا بخیل آدمی ہے۔ مگر سوا کیے مجھے اسکے معاملات کی پروا نہیں۔ اور ہاں اب میں تم سے ایک نہایت عجیب واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ جو عرصہ قریبًا پانچ ہفتے کا گذرا۔ پیش آیا تھا۔ ایک رات میں اس کمرہ میں خرگوشوں مینڈکوں۔ چوہوں اور شاید چند بلیوں پر برقی تجربات کر رہا تھا۔ کہ ایک ضروری کام کی خاطر مجھے یکایک مکان کے پچھلے حصہ میں جانا پڑا۔ لیکن واپس آیا۔ اور اس دروازہ میں جو سر پر واقع ہے۔ اور بعد صحن سے زینہ کا راستہ ہے قدم رکھا۔ تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کوئی آدمی یہاں اس الماری کے پاس کھڑا انسانی سروں کو دیکھ رہا ہے پہلے تو میں ڈر گیا۔ کیونکہ اس سے نصف گھنٹا پیشتر مجھے مکان کے ایک حصہ میں کسی کے باتیں کرنے کی آواز بھی سنائی دی تھی اور اسی لیئے میں نے کمرہ کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔ جسے میں نیچے اترتے وقت کھلا چھوڑ گیا۔ لیکن پھر اوسان بحال کر کے میں تیچھے مڑا۔ ابھی دروازہ بند نہ کرنے پایا تھا کہ

اس شخص نے بھی جوان سروں کو دیکھ رہا تھا۔ پیچھے مڑکر دیکھا۔ جانتے ہو وہ کون تھا؟

"تو بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں۔" ارل کہنے لگا۔

لیسلز بولا "یہی تمہارا سوتیلا بھائی ٹامس رینفورڈ۔ جو اب پاس کی خواب گاہ میں پڑا ہے"

"ٹامس!... اس جگہ!" آرتھر نے سخت حیرت زدہ ہو کر کہا۔

ڈاکٹر کہنے لگا۔ "میں یقیناً کہہ سکتا ہوں مجھے اس میں غلطی نہیں لگی۔ کیونکہ میں اس سے پہلے ایک موقعہ پر اسکی صورت دیکھ چکا تھا۔ اگرچہ یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ کہاں... اور کس طرح۔ میں تشویش و پیچ کی حالت میں تھا۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ وہ مجھے پہچان لے۔ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے۔ اس نے اس ایک نظر میں ہی جو مجھ پر ڈالی مجھے پہچان لیا ہو۔ میں اپنے مکان واقع گریفٹن سٹریٹ کو بھی نہ جا سکتا تھا۔ کیونکہ گلے میں فقط ڈریسنگ گون تھی۔ اور کوٹ اسی کمرہ میں رہ گیا تھا۔ حالت تشویش میں میں زینہ کا نصف حصہ نیچے اتر چکا تھا۔ کہ ایسا معلوم ہوا کوئی شخص کنجی کی مدد سے صدر دروازہ کو کھول رہا ہے۔ یہ جان کر کہ یہ یا تو وہ بڈھا ہوگا۔ جس کا میں نے ذکر کیا۔ یا ٹڈ مارش۔ کیونکہ میرے علاوہ صرف انہی کے پاس صدر دروازہ کی کنجی تھی۔ میں اس شخص کی آمد کا منتظر رہا۔ دیکھا تو ٹڈ مارش تھا اس سے میں نے اپنے کمرہ میں جو کچھ دیکھا تھا۔ اس کا ذکر کیا۔ وہ کہنے لگا۔ مجھے شک تھا ضرور کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ اس لئے میں کپڑے پہن کر اس طرف کو آیا ہوں۔ مجھے ان لفظوں سے تعجب ہوا۔ اور میں نے ان کی تشریح چاہی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا وہ ان لفظوں کو کہہ کر پشیمان تھا۔ چنانچہ مجھے ٹالنے کے لئے اس نے کچھ جواب دیا۔ اور پھر ہم دونوں زینہ کی راہ سے اوپر چڑھے۔ تجربہ گاہ میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا وہاں کوئی موجود نہیں۔ پاس والے کمرہ میں گئے۔ جہاں اس وقت رینفورڈ سو رہا ہے۔ تو دیکھا۔ کہ فرش سے قالین ہٹا ہوا ہے۔ اور چور دروازہ ننگا ہے۔"

"چور دروازہ!" ارل نے متعجب ہو کر پوچھا۔

لیسلز بولا "ہاں میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ اس مکان سے نکلنے کا ایک تہ نشین راستہ ہے اور یہ چور دروازہ اس کیطرف جاتا ہے۔ مگر دیکھئے میں پھر کہتا ہوں۔ جو حالات میں نے تمہیں اس مکان کی نسبت بتلائے ہیں۔ وہ بالکل پوشیدہ رہنے چاہئیں۔ خیر ہم نے دیکھا کہ چور دروازہ ننگا ہے۔ ہم نے قالین کو اوپر سے ہٹایا۔ اور ٹڈ مارش نے چور دروازے کی کمانی اوپر سے

بند کردی جس کے بعد ہم نے قالین کو دوبارہ اس کے اوپر بچھادیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی میرے دل میں اس خیال سے سخت تشویش پیدا ہوئی کہ شاید رنیفورڈ اس زمین دوز راستہ میں داخل ہو چکا ہے۔ میں نے ٹڈمارش سے پوچھا کیا وہ اس راستہ سے باہر جانے کے راز سے واقف ہے؟ وہ بولا۔ آپ خیال کر سکتے ہیں۔ اگر واقف نہ ہوتا تو اسکے اندر قدم رکھتا؟ میں نے اسے بالکل صحیح جواب سمجھا۔ اور اسکے علاوہ اس وقت خیال کیا۔ شاید ٹڈمارش اور رنیفورڈ کا آپس میں تعلق ہو۔ اگرچہ اب میں اس خیال کے لئے تم سے معافی چاہتا ہوں۔ اس موقعہ پر یہ شبہ میرے دل میں ان لفظوں سے بھی مضبوط ہوگیا جو ٹڈمارش نے اس وقت کہے تھے۔ جب وہ مجھے زینہ پر ملا۔ اس لئے مجھے رنیفورڈ کے متعلق زیادہ اضطراب نہ رہا۔ اور میں اس مکان سے نکل کر گرینفیلڈ سٹریٹ کو ہولیا۔ ٹڈمارش بھی میرے ساتھ ہی مکان سے نکل آیا۔ اور وہ مجھے ٹرنل سٹریٹ کی نکڑ پر جس میں وہ رہتا ہے۔ چھوڑ کر چلا گیا"

یکایک ارل آف ایلنگھم کہنے لگا" آپ کے ان تہخانوں۔ زمین دوز راستوں اور چور دروازوں کی گفتگو سے میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا ہے"

"کس بارہ میں؟" ڈاکٹر نے پوچھا۔

ارل کہنے لگا "میں نے کل رات آپ سے مختصر طور پر اس حراست کی کیفیت بیان کی تھی۔ جو میں نے چار ہفتے برداشت کی۔ میں نے آپ کو اپنے طریق فرار سے بھی خبردار کیا تھا۔ لیکن اب جبکہ میں اس بات کو پیش نظر رکھتا ہوں۔ کہ زمین دوز نالیوں سے ہو کر میں کن اطراف سے گذرتا ہوا اس خوفناک قید خانہ سے نکلا۔ تو مجھے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ میں کلرکن ویل کے ہی کسی حصہ میں قید تھا۔ اور ممکن بلکہ اغلب ہے کہ اسی تہخانہ کی ایک کوٹھڑی میرا قید خانہ ہو جس کا ابھی آپ ذکر کر رہے تھے"

ڈاکٹر نے کہا "میں اس بارہ میں تمہارا اطمینان کرا دوں گا۔ میں نے تہخانہ کو صرف تین چار مرتبہ ہی دیکھا ہے۔ اور وہ بھی ان موقعوں پر کہ مردہ فروش میرے لئے چند لاشیں ٹرنل سٹریٹ والے مکان پر چھوڑ گئے۔ اور میں اس راستہ سے انہیں ٹڈمارش کی مدد سے اپنی تجربہ گاہ میں لے گیا۔ اس لئے میں اس تہخانہ سے بہت ہی کم واقفیت رکھتا ہوں۔ تاہم تم چاہتے ہو۔ تو ہم اسے دیکھنے چلتے ہیں۔ اور اگرچہ خیال ہے۔ اس تہخانہ میں کوئی کوٹھڑی اس قسم کی ہوئی جیسی تم نے بیان کی ہے۔ تو ہم بآسانی معلوم کر لیں گے"

اس کے بعد ڈاکٹر اور ارل پھر خواب گاہ میں داخل ہو گئے اور دیکھا کہ رینفورڈ بدستور سو رہا ہے بیبماز نے اس کی نبض دیکھی۔ اس کے چہرہ پر نظر ڈالی۔ اور پھر اطمینان سے مسکرا کر نوجوان امیر کی طرف دیکھا۔ اور دبے لفظوں میں کہنے لگا "اب یہ ہر قسم کے خطرات سے گذر چکا ہے"

آرتھر نے ڈاکٹر کا ہاتھ اندازِ شکرگذاری سے دبایا۔ اور اس کی پلکوں پر خوشی کے آنسوؤں کے چند قطرے نمودار ہوئے۔

ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر چور دروازہ اُٹھایا۔ اور تجربہ گاہ سے ایک لیمپ ہاتھ میں لیکر پتھر کے عمودی زینہ سے تہ خانہ میں اُترنے لگا۔ ارل بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

لیکن نیچے اُتر کر انہوں نے دیکھا۔ کہ وہ دروازہ جو زینہ کے نچلے حصہ پر بنا ہوا تھا مضبوطی سے بند ہے۔ ناچار۔ انہیں اس بارہ میں اپنی تحقیقات کو سردست ملتوی کرنا پڑا۔ وہ لوگ پھر اوپر چڑھ آئے۔ انہوں نے چوردروازہ کو بند کر کے اس پر قالین بچھا دیا۔ لیکن ارل نے اپنے دل میں اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ میں ضرور پھر کسی روز اس پراسرار تہ خانہ کو دیکھونگا۔

اس کے بعد جب وہ دونو رینفورڈ کی چارپائی کے قریب کھڑے تھے اور اسکے چہرہ کو غور کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ یکایک ڈاکٹر ارل سے کہنے لگا "دوست میں تمہیں یہ بتانا بھول گیا کہ مریض کو بیدار ہونے پر کوئی محرک شے پلانا ضروری ہوگا۔ خواہ پورٹ شراب ہو۔ یا برانڈی۔ کیا یہ چیزیں آس پاس کہیں مل سکیں گی؟"

ارل نے کہا "میں ابھی جا کر خرید لاتا ہوں۔ آپ مجھے صدر دروازہ کی کنجی دیدیں۔ تاکہ آپکو دروازہ کھولنے کے لئے نیچے اُترنے کی تکلیف نہ ہو"

بیبماز نے کنجی ارل کے ہاتھ میں دیدی۔ اور وہ شراب خریدنے بازار میں نکلا۔ سینٹ جان سٹریٹ کے ایک اچھے شراب خانہ سے برانڈی کا ادھا لیکر واپس آرہا تھا۔ کہ یکایک اس کی نگاہ ایک حسینہ کی طرف جم گئی۔ جو اسوقت اس بازار سے گذر کر نارتھمپٹن سکوئر کی طرف جا رہی تھی۔

ظاہری شکل وصورت۔ اعضا کی موزونیت اور انداز خرام سے اس نے سمجھا کہ ضرور یہ استھر ڈی مڈینا ہے۔ لیکن اس بات سے اُسے سخت تعجب ہوا کہ وہ ماتمی لباس میں نہ تھی۔ پہلے اس نے سمجھا۔ مجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔ لیکن پھر جب اس نے غور سے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ یہ استھر کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ اس پر یہ اُس کے پیچھے پیچھے چلا۔ اور قریب پہنچ کر اس کا نام لیکر بلایا۔ حسینہ پیچھے کو مڑی۔ اور نقاب ہٹا کر اس نے امیر مذکور سے ہاتھ ملایا

بے شک یہ استھر ہی تھی ۔ مگر کتنی زرد رُو ۔ ۔ ۔ اور چہرہ پر کسقدر افسردگی چھائی ہوئی ہو ۔ ارل نے اُس سے مضطرب لہجہ میں جلدی سے کہا " میں آپ سے مل کر بہت ہی خوش ہوا ہوں کیونکہ مجھے آپ کو ایک خوشخبری سنانی ہے ۔ ۔ ۔ لیکن آئیے میں التجا کرتا ہوں ۔ ۔ ۔ میرے ساتھ ساتھ چلے آئیے مجھے سارے حالات کا علم ہے ۔ اس لئے آپ مجھے اپنا دوست سمجھیں ۔ ۔ ۔ میری موجودگی میں آپ کو شرمانے کی ضرورت نہیں ۔ ۔ ۔ میں پھر عرض کرتا ہوں ۔ دیر نہ کیجیے ۔ بلکہ میرے ساتھ ساتھ چلے آئیے ۔ ۔ ۔ "

اس نے اس کا بازو اپنے بازو میں لے لیا ۔ اور اُسے ساتھ لیکر ڈیلائن سٹریٹ کی طرف چلا ۔

راستہ میں وہ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگی " مائی لارڈ ۔ ۔ ۔ میری سمجھ میں نہیں آیا ۔ ۔ ۔ "

مگر آرتھر اضطراب کی حالت میں قطع کلام کرکے کہنے لگا " اوہ ۔ ۔ ۔ آپ نہیں جانتیں ۔ کہ وہ خبر جو میں نے آپ کو پہنچائی ہے ۔ آپ کی خوشی سے کتنا گہرا تعلق رکھتی ہے ۔ ۔ ۔ میں اس خوشخبری کو آپ کے سامنے عملی صورت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ لیکن نہیں خوشخبری اتنی بڑی ہے کہ میں یکایک اُسے بیان نہیں کرسکتا ۔ ۔ ۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اُسے سنکر بے سدھ نہ ہو جائیں ۔ ۔ ۔ بہرحال بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ مجھے یہاں بازار میں مل گئیں ۔ کیونکہ میں نے آپ کو بلانے کے لئے قاصد بھیجا تھا ۔ اور اندیشہ تھا ۔ وہ آپ کو یہ خبر اسقدر جلد پہنچا دیتا ۔ جس سے ۔ ۔ ۔ "

استھر حیرت زدہ ۔ ۔ ۔ اور کسیقدر خوف کی حالت میں ارل کے چہرہ کیطرف دیکھ رہی تھی ۔ لیکن آرتھر اپنی خوشی میں اتنا محو تھا ۔ کہ اس نے اس اثر کو جو اس کے لفظوں سے اس حسینہ پر پیدا ہوا ۔ بالکل نہیں دیکھا ۔ بلکہ اسے اسقدر غیر معمولی تیزی کے ساتھ ہمراہ لئے چلتا گیا ۔ جو کسی زیادہ شستہ آبادی کے بازار میں لوگوں کی نظروں میں ناگوار معلوم ہوتی ۔

تھوڑی دیر میں یہ دونوں ڈیلائن سٹریٹ والے مکان کے دروازہ پر پہنچ گئے ۔ ارل نے اُسی بے صبری کے ساتھ دروازہ کھولا ۔ استھر کو ایک منٹ کے لئے اسکے پیچھے جانے میں تامل ہوا ۔ لیکن اس بات کا یقین رکھتے ہوئے کہ ارل جیسے شخص کا ارادہ ہرگز برا نہیں ہوسکتا ۔ نیز اس خیال سے کہ اب میں اپنے تعجب اور حالت شش و پنج کو رفع کرسکوں گی جو ارل کے لفظوں سے پیدا ہو چکی تھی ۔ وہ جرأت کرکے ارل کے پیچھے اس بدنما مکان کے

اندر داخل ہوگئی۔

اُسے ساتھ لئے وہ کثیف زینہ کی راہ سے تجربہ گاہ میں پہنچا۔ اور وہاں اُسے ایک لمحہ انتظار کرنے کے لئے کہا۔ پھر اس نے آہستگی سے وہ دروازہ کھولا۔ جو خوابگاہ کی طرف کھلتا تھا۔ تاکہ ڈاکٹر لیسلز کو اس کی آمد سے مطلع کرے۔ اور مختصر طور پر اُسے بتادے کہ میں اسے کس لئے اپنے ہمراہ لایا ہوں۔ کیونکہ اُسے یقین تھا۔ وہ حالات جن میں مجھے اس عورت کے ریفورڈ کی داشتہ ہونیکا یقین ہوا ہے۔ ڈاکٹر کو معلوم نہیں۔

لیکن جس وقت اس نے خوابگاہ کا دروازہ کھولا۔ تو چونکا۔۔ جھجک کر پیچھے ہٹا۔۔۔ اور اسکے منہ سے انتہادرجہ تعجب کا کلمہ نکلا۔ کیونکہ مریض کی چارپائی کے قریب ہاتھ جوڑے دو رانداز شکرگذاری سے آنکھیں اوپر کو اُٹھائے استھر ڈی مڈینا ہی کی صورت کی ایک عورت کھڑی تھی!

آرتھر یہ اطمینان کرنے کے لئے کہ استھر ہی دوسرے راستہ سے گذر کر خوابگاہ میں داخل نہیں ہوچکی۔ پیچھے مڑا۔ لیکن استھر بدستور چند قدم پیچھے اس کلمہ تعجب سے جو اس کی زبان سے نکلا۔ حیرت زدہ کھڑی تھی۔

ایک لمحہ میں ارل نے سارے معاملہ کی حقیقت کو سمجھ لیا۔ اور اُسے معلوم ہوگیا۔ کہ استھر ڈی مڈینا کی ایک اور بہن شکل وصورت میں اس سے اسقدر ملتی جلتی ہے۔ کہ ایک کی صورت کا دوسرے پر گمان ہوسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ عقدہ جو عرصہ دراز سے اُسے پریشان کررہا تھا حل ہوگیا۔

استھر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر وہ کہنے لگا "مس ڈی مڈینا میں آجتک ایک عجیب غلط فہمی میں مبتلا رہا۔ لیکن آپ کو معلوم ہوجائے گا۔ ایسا ہونا قدرتی تھا۔ آئیے میرے ساتھ۔۔۔"

وہ اُسے لے کر خوابگاہ میں داخل ہوا۔ استھر جھجکی۔ پھر گھبرا کر کہنے لگی "الہیٰ میرا حلف ٹوٹ گیا!"

لیکن اس کے ایک منٹ بعد دونوں بہنیں۔۔۔ کیونکہ یہ دونوں حقیقت میں سگی بہنیں تھیں۔ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوگئیں!

باب ۵۶ اگلی پچھلی باتیں

مسٹر ڈی مڈینا ہسپانیہ کے ایک تاجر کا بیٹا تھا۔ جس نے مرتے وقت اسکے نام بے شمار دولت چھوڑی۔ لیکن رشتہ داروں کی بے ایمانی اور ایک ہسپانوی جج کے غلط فیصلہ کی بدولت مسٹر ڈی مڈینا اس دولت سے جو حقیقت میں اسکا حصہ تھی محروم ہو گیا۔ ان واقعات کے بعد وہ اپنے وطن سے اسقدر رنجشتہ خاطر ہوا۔ کہ بائیس سال کی عمر میں ہسپانیہ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر انگلستان میں آباد ہو گیا۔ جہاں رہ کر وہ اس سے پہلے تعلیم حاصل کر چکا تھا اور یہی وجہ تھی۔ کہ وہ انگریزی زبان بھی ویسی ہی صفائی سے بولتا تھا۔ جیسے اپنے ملک کی زبان۔

یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ مسٹر ڈی مڈینا کے خیالات میں یہودی عنصر غالب تھا لندن میں پہنچکر وہ اس جگہ کے یہودی تاجروں کے پاس ملازمت کا متلاشی ہوا اس ملک میں یہ امر فیشن میں داخل سمجھا جاتا ہے کہ یہودیوں کی مذمت کی جائے۔ لوگ انہیں حریص۔ بخیل۔ زرپرست اور کمینہ کہتے ہیں۔ اور ان کی اس حد تک بدگوئی کی جاتی ہے کہ عوام انہیں خون آشام سود خوار کہنے سے دریغ نہیں کرتے۔ یہ الزامات اس حد تک مشہور ہوئے ہیں کہ نامور اور مستند شخصوں نے بھی ان کی تائید کی ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہودیوں کے خلاف تعصب کا احساس عوام کی فطرت میں داخل ہو چکا ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہئیے۔ کہ یہ الزامات سبھی یہودیوں پر یکساں عاید ہوتے ہیں۔ بے شمار لوگ اس کلیہ سے مستثنےٰ ہیں اور اگرچہ ہماری اس تحریر سے بہتوں کو تعجب ہوگا۔ لیکن ہم بڑی جرات سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ روئے زمین پر بحیثیت قوم یہودیوں کے برابر دیانتدار۔ فہیم۔ رحمدل اور مہمان نواز کوئی اور طبقہ آبادی نہیں ہے۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی ساری دولت لٹا چکتا ہے اور نہ اپنی جایداد کو گرو رکھ کر نہ اپنے نام کی ساکھ کی بدولت مزید زر حاصل کر سکتا ہے۔ تو بحالت مجبوری وہ سود خواروں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یہودی مالی لین دین کا کام کرنیوالوں کی صف اول میں شامل ہیں۔ اور روپیہ کا بیوپار ان کا خاص پیشہ ہے۔ قدرتی طور پر ساہوکاروں میں بہت سے یہودی ہیں۔ اور نوے فیصدی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شکستہ حال شخص جسے قرضہ کی

تلاش ہو کسی یہودی ہی کے پاس پہنچتا ہے۔ خواہ وہ خود اس سے واقف ہو۔ یا کوئی دوست اُسے اس کا مشورہ دے۔ بہرحال اسکا واسطہ کسی یہودی ساہوکار سے پڑتا ہے۔ اور چونکہ وہ حصول قرضہ کے لئے اپنی دستخطی ہنڈی کے سوا کوئی اور کفالت پیش نہیں کرسکتا اور فضول خرچی میں کافی بدنام ہوچکا ہوتا ہے۔ اسلئے قدرتی طور پر ساہوکار اُسے قرض دیتے وقت ایسی شرطیں پیش کرتا ہے۔ جو اس خطرہ کے مساوی ہوتی ہیں۔ جو اس سودے میں پیش آنا ممکن ہے۔

اس کے باوجود لوگ قرض حاصل کرنے کے بعد اس یہودی ساہوکار کو گالیاں دیتے اور بدنام کرتے ہیں۔ اور اس طرح ایک اور آواز اس آواز میں شامل ہوجاتی ہے کہ یہودی من حیث القوم خون آشام اور حریص ہیں۔ مگر کیا کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اس بات کو سوچتا ہے کہ اگر میں یہی روپیہ کسی عیسائی ساہوکار سے لینے جاتا۔ تو میری بدنامی کی حالت میں کسی حقیقی کفالت کے موجود نہ ہوتے ہوئے اسکی شرطیں اس سے کم سخت ہوتیں؟ لوگ یہودیوں کو سود خوار کہتے ہیں۔ مگر کیا عیسائیوں میں یہ عیب کچھ کم ہے؟ عیسائی وکیلوں۔ اور عیسائی دلالوں کی طرف دیکھو۔ اور پھر ان کا مقابلہ یہودی ساہوکاروں سے کرو۔ تمہیں معلوم ہوجائیگا۔ اس بدنامی کی جو یہودیوں کے متعلق کی جاتی ہے حقیقت کیا ہے۔ اس قسم کی بے وجہ بدگوئی سخت قابل نفرت انتہا درجہ ذلیل اور تعصب پر مبنی ہے۔ جو کم از کم انگریزوں جیسی فیاض قوم میں موجود نہ ہونی چاہیئے؛

واضح رہے کہ ہم نے یہ سب باتیں اس بے غرضانہ غیر جانبداری کی سپرٹ میں لکھی ہیں۔ جس میں مختلف آرا کا اظہار اس سے پیشتر فسانہ لندن کے مختلف حصوں میں ہوتا رہا ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے۔ ہمارے اپنے خون میں یہودی عنصر کا ایک ذرہ بھی شامل ہے۔ البتہ ہمیں یہودی نسل کے کئی قابل قدر خاندانوں کی دوستی کا شرف ضرور حاصل ہے۔ اس لئے ہمیں یہودیوں کے خصائل کو اچھی طرح جاننے کا کافی موقعہ ملا ہے۔ اور ناظرین اس سے بے خبر نہیں ہوسکتے کہ جو مصنف کسی عام تعصب کے خلاف آواز بلند کرے۔ اس کی نیت پر اس شخص کی نسبت بہت زیادہ حملے کئے جاتے ہیں۔ جو اس تعصب کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے۔ عام رائے جس طرف کو بہ رہی ہو۔ اس کے مطابق چلنا بہرحال زیادہ سودمند ہوتا ہے۔ کیونکہ بھی لوگ ایسے شخص کے دوست بنتے ہیں۔ لیکن جو آدمی عام رائے کی مخالفت کی جرأت کرے۔ اسکے

دشمن جا بجا پیدا ہونے لگتے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ ہمیں ان لوگوں کی طرف سے جو اس کتاب کے ناظرین ہیں کسی غلط فہمی کا اندیشہ نہیں۔ کیونکہ یہ کتاب فہیم اور سمجھدار مرد و طبقہ کے لوگوں کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ جو حقیقت میں انگلستان کی عظمت اور خوشحالی کے مضبوط ترین ستون ہیں۔

خیر جس وقت مسٹر ڈی مڈینا بے یار و مددگار اور محتاج انگلستان پہنچا۔ تو اس نے لندن کی بہت سی تجارتی کوٹھیوں کے سربراہوں سے ملاقات کی۔ ہمارا مطلب ان کوٹھیوں سے ہے۔ جن کے اراکین یہودی تھے۔ یہودی جہاں تک ان کی استطاعت ہو۔ اپنے ہم قوموں کی ضرور مدد کرتے ہیں۔ . . مگر کیا عیسائی بھی کرتے ہیں؟ یہ سوال ان لوگوں سے ہے جو بنی اسرائیل کی معتوب قوم کے ہمیشہ درپئے آزار رہتے ہیں۔

مسٹر ڈی مڈینا کو کام مل گیا۔ اور اس نے اپنے فرائض کو اس خوبی سے سرانجام دیا اور اپنے آقا کے مفاد کو اس درجہ پیش نظر رکھا کہ تیس سال کی عمر سے پہلے اسے اس کوٹھی کا حصہ دار بنا لیا گیا۔ جیسے اس نے اپنی محنت اور قابلیت سے ترقی دی تھی۔ اس کے بعد لورپول میں جا کر اس نے دوکان کی ایک اور شاخ کھولی۔ اور اسے اسکا واحد منتظم بنا دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد باقی حصہ داروں کے انتقال پر اس نے ان کے ورثا سے اس قسم کا انتظام کیا جس سے وہ خود لندن والی کوٹھی کے حصوں سے دست بردار ہو گیا۔ اور انہوں نے لورپول کی کوٹھی کا سارا انتظام اسکے ذمہ ڈال دیا۔

اب اس نے غیر معمولی کامیابی حاصل کرنی شروع کی۔ انصاف پسندی اور راست شعاری شروع سے ہی اس کی خصلت کے جوہر تھے۔ وہ اس اصول کو پیش نظر رکھتا تھا۔ کہ کم منافع پر زیادہ کاروبار کیا جائے۔ اپنے ملازموں کو بھی معقول تنخواہیں دیتا تھا۔ اگرچہ عادتاً محنت گیر تھا۔ مگر دل کا برا نہیں تھا۔ اور ہر جگہ لوگ اسکے نام کی عزت اور طریق عمل کی تعریف کرتے تھے ۵۳ سال کی عمر میں یعنی ہمارے قصے کے آغاز سے بائیس سال پیشتر اس نے اپنی ایک ہم قوم خاتون سے جو نہایت خوبصورت۔ باسلیقہ اور دولت مند تھی۔ شادی کی۔ سال بھر بعد وہ لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام تامر رکھا گیا۔ اور اس کے پورے ایک سال بعد دوسری لڑکی استھر پیدا ہوئی۔ لیکن استھر کی ولادت کے ساتھ ہی مسز ڈی مڈینا کا انتقال ہو گیا اور اسکے بعد اسکا شوہر مسٹر ڈی مڈینا عرصہ دراز تک غم سے نڈھال رہا۔

اس کے دوستوں نے انہیں بہت تشفی دی۔ اور خود اُسے اپنی یتیم بیٹیوں کی پرورش کا خیال آیا۔ اس سے مسٹر ڈی مدینا نے اپنی طبیعت کو ڈھارس دینے کی کوشش کی۔ اور رفتہ رفتہ اسے ان بے ماں کی بچیوں سے اسقدر محبت ہوگئی کہ وہ دم بھر ان سے جدا نہ ہوتا تھا۔ جب وہ بالغ ہونے لگیں۔ تو دونو بہنوں میں غیر معمولی یکسانیت پیدا ہوگئی۔ اور استھر چونکہ کسیقدر دراز قامت تھی۔ اسلئے دس سال کی عمر میں اس کا قد بڑی بہن کے برابر ہوگیا۔ اجنبی انہیں توام بہنیں سمجھا کرتے تھے۔ اگرچہ حقیقت میں ان کی عمر میں ایک سال کا فرق تھا... لیکن دونوں کی صورت بالکل مشابہ تھی۔ دونوں کے بال انتہا درجہ سیاہ اور چمکیلے۔ دونوں کی آنکھیں سیاہ اور روشن اور دونوں کے چہروں پر سُرخ و سپید رنگوں کی آمیزش نظر آتی تھی۔ جسکے نیچے وہ یہودنی جھلک جو ان کی نسل کا پتہ دیتی تھی۔ موجود تھی۔ دونوں کے دانت موتیوں کی لڑیوں سے مشابہ اور دونوں کے ہونٹ پتلے تھے۔ گویا قدرت نے انہیں ایک ہی سانچے میں ڈھالا۔ اور ایک ہی سرخی سے رنگا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دونوں ایک ہی پودے کے پھول ہیں۔ چنانچہ جس وقت تامر کی عمر سولہ اور استھر کی پندرہ سال کی ہوئی تو دونوں کا حسن کمال ملاحت تک پہنچا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

لیکن اس ظاہری مشابہت کے باوجود ان میں جبلی اختلاف موجود تھا۔ تامر نمود کی شائق اور خود پسند۔ مگر استھر اچھا اور شرمیلی تھی۔ اول الذکر کی خوشی یہ تھی۔ کہ کسی جلسۂ رقص میں سبھی لوگ میری تعریف کریں۔ لیکن آخر الذکر سوسائٹی کی دلچسپیوں پر گھر کی امن پسندی کو ترجیح دیتی تھی۔ دونوں کے لباس کا اختلاف بھی نمایاں تھا۔ تامر قیمتی کپڑے اور مرصع جواہرات پہن کر خوش ہوتی تھی۔ اور اس کے لباس کی تراش ایسی ہوتی تھی۔ کہ اس کا حسن نمایاں صورت اختیار کرے۔ استھر صاف ستھرا لباس تو پہنتی تھی۔ لیکن بھڑک کی خواہشمند نہ تھی۔ اور اسے زیورات کا بھی اتنا شوق نہ تھا۔ وہ اپنی بہن کے برابر حسین تھی۔ لیکن خوبصورتی کے افشا کی بجائے اس کا اخفا بہتر سمجھتی تھی۔ تامر کی طبیعت گرم جوشانہ اور بھڑکیلی تھی۔ اور اس کی فطرت میں تیز جذبات شامل تھے۔ لیکن استھر نیکی اور پاکیزگی کا مجسمہ اور دوشیزگی کی معصومیت کا بہترین نمونہ تھی۔

مسٹر ڈی مدینا نے تامر کو کئی بار اس کی نمود پسندی اور سوسائٹی کے حلقوں میں شہرت پیدا کرنے کی خواہش پر فہمائش کی۔ لیکن وہ ایسی پیاری لڑکی تھی۔ کہ جس وقت اپنے بازو ڈالا

کے گلے میں ڈال کر اس سے منت کرتی کہ آپ ناراض نہ ہوں۔ یا اپنی سہیلیوں کے ساتھ کسی جلسۂ رقص میں جانے کی اجازت چاہتی۔ تو اُسے انکار کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

ٹامر کی عمر سولہ سال سے چند ہفتے اوپر اور اسحقر کی پندرہ سال کے قریب تھی۔ کہ ایک واقعہ پیش آیا جس کا بڑی بہن کے دورِ زندگی پر عظیم اثر پڑنے والا تھا۔ ایک رات مسٹر ڈی مڈینا گھوڑے پر سوار ایک گاؤں سے اپنے دوست کے ہاں جلسۂ دعوت میں شریک ہونے کے بعد واپس آرہا تھا۔ کہ راستہ میں ایک شخص نے اُسے روک کر اس کا بٹوہ اور پاکٹ بک چھین لی۔ مسٹر ڈی مڈینا ایسا آدمی تھا۔ کہ بلا مزاحمت اپنی چیزیں کسی رہزن کے حوالہ کر دیتا۔ لیکن اس وقت یہ غیر مسلح تھا۔ اور اتفاق سے اس کا سائیس بھی ساتھ نہ تھا۔ اسکے مقابلہ میں رہزن جس نے سیاہ نقاب پہنی ہوئی تھی۔ بالکل مسلح اور مقابلہ پر آمادہ تھا۔ ان حالات میں مسٹر ڈی مڈینا نے اسکے مقابلہ میں آنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اپنی چیزیں اسکے حوالہ کر دیں۔ گھر واپس آکر اس نے اس معاملہ کا ذکر اپنی بیٹیوں سے کیا۔ تو یاد آیا کہ پاکٹ بک میں ایک کاغذ موجود تھا۔ جو میرے لئے تو بہت قیمتی ہے۔ مگر کسی اور شخص کے لئے محض بیکار ہے۔ چنانچہ اس نے مقامی اخبارات میں اس بارہ میں ایک اشتہار درج کرایا کہ اگر شخص مذکور وہ کاغذ واپس بھیجدے۔ تو میں اُسے معقول انعام دونگا۔ اور اُسے حراست میں نہ لینے کا بھی وعدہ کیا۔ مگر کئی دن گذر گئے۔ اور اس اشتہار کا مطلب پورا نہ ہوا۔

آخر قریباً ایک ہفتہ بعد صبح کے وقت ایک شخص نیم شکاری طرز کا لباس پہنے مسٹر ڈی مڈینا کے مکان پر آیا۔ اس نے پوچھا "مسٹر ڈی مڈینا کہاں ہیں؟" اتفاق سے وہ اسحقر کو ساتھ لے کر دوبول کے نواحات میں کسی گاؤں کو چلا گیا تھا۔ جہاں اسکی بیٹی کا ارادہ چند دوستوں کے ہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کا تھا۔ ٹامر تنہا مکان پر تھی۔ چنانچہ جسوقت نوکر نے اطلاع دی کہ شخص مذکور کہتا ہے "کہ میں ایک ضروری کام کے لئے آیا ہوں" تو اس نے کہا "اسے نشست گاہ میں بٹھا دو" پھر جب وہ خود اس سے ملنے کے لئے اس کمرہ میں پہنچی۔ تو ایک طرف وہ شخص ہیروئن کے حسن کو دیکھ کر بے کل ہو گیا۔ اور دوسری طرف ہیروئن کے دل پر اس کی سجیلی صورت۔ فیاضانہ بشرہ اور چہرہ کی شگفتگی کا کچھ ایسا اثر ہوا۔ کہ اس نے اسکے ساتھ سرد مہری کا وہ سلوک نہ کیا۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ صاحب اپنا کام کہئے۔ اور رخصت لیجئے۔ اس نے اُس سے بیٹھنے کی درخواست کی اور اس کے بعد جب وہ چند سرسری الفاظ جن کا تعلق باشندگان دوبول کی عشرتیوں سے تھا کہہ چکا۔ تو دونوں میں سلسلۂ گفتگو بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ ٹامر کو یہ پوچھنے کا خیال ہی نہ آیا کہ آپ

کس مطلب کے لئے آئے ہیں۔ اس طرح قریباً نصف گھنٹہ گذر گیا۔ اور جبکہ ٹامر اپنے دل میں یہ خیال کرتی تھی۔ کہ میں نے ایسا ملنسار آدمی اپنی عمر میں بہت کم دیکھا ہے۔ جبکہ وہ اسکے خوشنما دانتوں کو تعریف کی نظر سے دیکھتی۔ اور اس کی بانکی صورت کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔ خود وہ اجنبی بھی اسکے حسن پر اتنا فریفتہ ہوا کہ اپنی ساری مصروفیتوں کو بھول گیا۔

وہ اس خوبصورت یہودن کی گفتگو اور اس کی صفات کا تہ دل سے مداح تھا۔ اور آخرکار جس وقت وہ اس سے بادل ناخواستہ رخصت ہوا۔ تو یہودن اپنے خیالات کی الجھن میں اس سے اس کا نام اور کام پوچھنا بالکل بھول گئی۔

شام کو جب اس کا والد گھر آیا۔ تو اس نے اس سے اجنبی کی آمد کا ذکر کیا۔ مگر کہنے لگی "وہ یہاں صرف چند منٹ ٹھیرا تھا۔ اور اس نے اپنے کام کی نوعیت بیان نہیں کی" مسٹر ڈی مڈینا نے خیال ظاہر کیا۔ غالباً اس شخص کی آمد کا تعلق اس کاغذ کی ردیبی سے ہوگا۔ جو رہزن مجھ سے نقدی کے ساتھ چھین کر لے گیا۔ اور جس کے لئے میں نے اشتہار شایع کرایا ہے۔ لیکن ٹامر بڑے جوش سے اس شبہ کی تردید کرتی رہی۔ اور اس نے کہا "اگرچہ وہ یہاں صرف ایک دو منٹ ٹھیرا تھا۔ تاہم میں کہہ سکتی ہوں کہ اسکے اطوار شکل و شباہت اور انداز تکلم سے پایا جاتا تھا۔ وہ کسی اچھے طبقہ کا آدمی ہے۔ اور اس کا رہزنی جیسے ذلیل پیشے سے تعلق نہیں ہو سکتا" مسٹر ڈی مڈینا نے پوچھا "کیا وہ بتا گیا تھا کہ میں کب واپس آؤں گا؟" جس کے جواب میں ٹامر نے کہا "چند دن کے عرصہ تک" یہ جواب صریحاً غلط تھا۔ لیکن ٹامر نے یہ فقرہ اس لئے کہا۔ کہ اس نے سوچا میرا یہ کہنا عجیب معلوم ہوگا۔ کہ مجھے اس سے دریافت کے متعلق کچھ پوچھنا یاد ہی نہیں رہا۔ اس طرح پر اس گفتگو کا خاتمہ ہوا۔ جس میں ٹامر نے بہت کچھ غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس نے بغیر شرمانے کے اس قدر دروغگوئی کی۔

اس سے دوسرے دن وہ اجنبی پھر آیا۔ اور چونکہ مسٹر ڈی مڈینا کو اس کے اتنا جلد واپس آنے کی امید نہ تھی۔ اسلئے وہ پھر مکان پر نہ ملا۔ لیکن ٹامر بدستور نشست گاہ میں موجود تھی۔ اور اجنبی کو یوم گذشتہ کی طرح پھر اسکے پاس پہنچایا گیا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ اور ٹامر فرخ بیا آمدہ میں جہاں جھکی ہوئی کلیوں کو اٹھا کر باندھ رہی تھی۔ اجنبی نے کہا "آپ میری خاطر اس کام کو نہ چھوڑیئے" بلکہ وہ خود بے تکلفی سے اس کام میں مدد دینے کو آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ پودوں کی شاخوں کو پکڑے رکھتا۔ اور یہ انہیں دھاگے سے کسی اونچے مقام پر باندھ دیتی۔ اس عمل میں کئی جلد

اس حسینہ کا خوشنما ہاتھ اجنبی کے ہاتھ سے مس ہوا۔ اور اس کا خوشگوار سانس جو کلیوں کی خوشبو سے بھی زیادہ معطر تھا اس کے رخساروں سے لگا۔ ایک مرتبہ اجنبی اس بہانہ سے گویا وہ کسی پودے کو زیادہ غور سے دیکھنا چاہتا ہے کسیقدر جھکا۔ تو اس کے بال اس حسینہ کی زلفوں سے آمیز ہوگئے۔ اور اس نے دیکھا کہ مسرت کی سرخی خوبصورت بھوؤں کے چہرہ گردن اور سینہ تک پھیل گئی۔ اگرچہ جھکا ہوا ہونے کی وجہ سے وہ اس کے ان اعضا کو صرف جزوی طور پر ہی دیکھ سکا۔

اس کے بعد جب دوبارہ اُن کی نگاہ ایک دوسرے سے ملی۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دونوں سمجھتے ہیں ہمارے درمیان ایک قسم کی خاموش قرارداد ہو چکی ہے۔ ایک ایسی قرارداد جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ حسینہ جانتی ہے۔ اجنبی نے اپنے بال میرے بالوں سے عمداً آمیز کئے۔ اور جسوقت میرا ہاتھ اسکے ہاتھ سے ملا۔ تو میں نے عمداً اسے پرے نہیں ہٹایا۔ دونوں میں دیر تک دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ رفتہ رفتہ ایک گھنٹہ گذر گیا۔ اور اس عرصہ میں نہ اجنبی نے رخصت ہونے پر آمادگی ظاہر کی نہ ثامر ہی کو یاد آیا۔ کہ ہمیں ایک دوسرے کی صحبت میں اتنا عرصہ گذر گیا ہے آخر جب وہ چابک اور ٹوپی اٹھاکر چلنے کو تیار ہوا۔ تو اس نے ایک پھول اٹھالیا۔ جو ثامر کے ہاتھوں اتفاقیہ طور پر برآمدہ کے ایک گلاب سے ٹوٹ گیا تھا۔ اُسے اپنے کوٹ میں لگا کر اس نے اس واقعہ کا کچھ بھی ذکر کئے بغیر اسے سلام کیا۔ اور رخصت ہوگیا۔

اُسے گئے دس ہی منٹ گذرے تھے۔ کہ ثامر کو یاد آیا۔ ہیں! میں نے اس مرتبہ بھی اس کا نام اور مکان نہیں پوچھا۔ اس کی توجہ فقط اس پھول کی قدردانی اور اپنے سیاہ بالوں کے اس کے سنہری بالوں میں آمیز ہونے کے واقعہ پر لگی رہی تھی۔ آخر جب اسکا والد مکان پر آیا۔ تو اس نے اسے اجنبی کی آمد سے مطلع ہی نہ کیا۔ دن بھر وہ اس فکر میں رہی کہ کل وہ پھر آئیگا یا نہیں۔ اور اس نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اگر اب کی مرتبہ وہ آیا۔ تو میں اس کا نام اور مکان پوچھے بغیر نہ جانے دونگی۔ شام کے وقت وہ پاس کے بازار میں کچھ چیزیں خریدنے کو گئی۔ واپس آرہی تھی۔ کہ دو بدصورت نوجوان جو ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے منہ میں سگار لئے بانکپن کی اکڑ سے چل رہے تھے۔ ثامر کے سامنے اس طرح کھڑے ہوگئے۔ کہ راستہ رک گیا۔ انہوں نے اُسے ایسے بیہودہ طریق پر مخاطب کرنا شروع کیا۔ کہ الفاظ بالکل فحش بھی کہتا تھا۔ سنتے ہی ثامر ان سے پُر وقار لہجہ میں کہنے لگی۔ "صاحبان۔ اگر آپ بھی

شرافت کا عنصر ہے۔ تو ہماری سے بھی گذ جانے دیجئے۔ ان میں سے ایک بولا۔ بخدا تم تو بڑی پیاری لڑکی ہو کیا تم ہمیں اس کی اجازت نہ دوگی۔ کہ تمہیں گھر تک چھوڑ آئیں۔ یہ الفاظ زبان سے نکلے ہی تھے۔ کہ کسی شخص نے ایک لمبے چابک سے دونوں بدمعاشوں کو اس بے دردی سے پیٹنا شروع کیا۔ کہ دونوں کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں۔ ٹامرا ایک طرف کو ہٹ گئی۔ مگر اس نے دیکھا کہ یہ نمایاں دوست جو بروقت امداد کو پہنچا وہی اجنبی ہے۔ جس کی صورت اس وقت اسکی آنکھوں میں پھر رہی تھی۔ جب اُن بیہودہ نوجوانوں نے اُسے سر بازار روکا۔

وہ دونوں ایک لمحہ کے لئے اتنے متعجب ہوئے۔ کہ ایک نے دوسرے کا بازو چھوڑ دیا سگار بھی از خود منہ سے گر پڑے۔ پھر جبکہ اجنبی اپنے چابک سے ان کی مرمت کر رہا تھا۔ اور اس کے چہرہ پر جوش یا اضطراب کا ذرا بھی اثر نہ پایا جاتا تھا۔ ان دونوں جوانوں نے مارے درد کے اس طرح چیخنا شروع کیا۔ کہ ٹامرہنسی کو ضبط نہ کرسکی۔ مگر جلدی ہی انہوں نے دیکھ لیا۔ ہمارا حملہ آور صرف ایک شخص ہے۔ اس لئے اگرچہ وہ پہلے گھبرا گئے تھے۔ مگر اب حوصلہ کرکے اس پر ٹوٹ پڑے۔ وہ اپنی جگہ سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا۔ بلکہ اپنے چابک کے موٹے سرے سے ایک کے بازو پر اتنی زوردار ضرب لگائی۔ کہ وہ چیختا چلاتا بھاگا۔ پھر دوسرے کو کوٹ کے کالر سے پکڑ کر اس نے بغیر کسی غیر معمولی کوشش کے اُسے دو چکر دیئے۔ اور پھر اس آسانی کے ساتھ فرش پر پٹک دیا۔ گویا وہ اسکے سامنے ایک ناچیز ہستی ہو۔ یہ سب کچھ کرکے اس نے ٹامرکو اپنا بازو پیش کیا۔ اور وہ اسے اس انداز سے اس کے مکان کی طرف لے چلا۔ گویا کوئی غیر معمولی واقعہ پیش ہی نہیں آیا۔ اس نے اس سے گفتگو بھی کسی اور مضمون پر شروع کردی جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ نہیں چاہتا اسے اُن نوجوانوں کو ان کی گستاخی کا مزا چکھانے کے معاملہ میں شکریہ ادا کرنے کا موقعہ دے۔

لیکن باوجود اس کے ٹامرنے بڑی گرم جوشی سے اس کا شکریہ ادا کیا۔ کچھ تو اجنبی کی صورت اور اسکے اطوار کا اس حسینہ کے دل پر پہلے ہی اثر ہو چکا تھا۔ اس فعل نے اس اثر کو اور دوبالا کردیا۔ اب وہ اُسے تعریف کی نظروں سے دیکھتی تھی۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ سب عورتیں مردوں میں جوہر شجاعت کی مداح ہوتی ہیں۔ اور اس شخص کی شجاعت تو اتنی حقیقی اور قدرتی تھی۔ اسکے علاوہ وہ غیر معمولی جوش سے یہاں تک معرا تھی۔ کہ اس نے فوراً سمجھ لیا وہ بہادر ہونے کے علاوہ فیاض اور شریف بھی ہے۔ اس وقت اس کا جی چاہتا تھا

کہ اپنے بازو اجنبی کی گردن میں ڈال لاصاف طور پر کہدے ۔" خواہ تم کوئی ہو۔میں تہ دل سے تمہاری مداح اور پرستار ہوں۔" پھر جب اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔جب وہ اجنبی کے بازو پر جھک کر چل رہی تھی۔ اور اجنبی نے اسکے ہاتھ کو ملایمت سے دبایا۔پھر ایک لفظ بھی زبان سے نکالے بغیر اُسے چھوڑ دیا۔ اور اپنی گہری نیلگوں تبسم ریز موثر آنکھوں سے ایسے استقلال کے ساتھ اسکے خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھا۔جس سے پایا جاتا تھا۔کہ اگرچہ اس کی زبان خاموش ہے۔ مگر اس خاموشی کی تہ میں بھی دفتر معانی پوشیدہ ہے۔ تو اس حسینہ پر ایک قسم کا سحر آمیز اثر طاری ہوگیا۔

وہ اُسے ساتھ لئے اس کے مکان تک چھوڑنے گیا۔ اور مکان سے تھوڑی دور دورسے یہ کہہ کر رخصت ہوا۔کہ اب میں کل حاضر ہونگا۔مکان میں پہنچکر وہ حسینہ سیدھی اپنے کمرہ میں گئی۔کیونکہ اسکا دل ایک ایسی خوشی سے معمور تھا۔جس کی نسبت وہ ڈرتی تھی۔مبادا اس کا اظہار چہرہ کے آثار سے ہوجائے۔ رات کو کھانا کھانے کے وقت جب وہ اپنے والد سے ملی۔ تو اس کی طبیعت زیادہ سکون پذیر ہوچکی تھی۔ اور اس نے شام کے واقعہ کا ایک لفظ بھی والد سے نہ کہا۔

اس سے اگلے دن اجنبی پھر اس کے مکان پر پہنچا۔تو اس نے دیکھا کہ ٹامر بدستور اپنی نشستگاہ میں بیٹھی ہے۔اس مرتبہ اس نے اجنبی کو دیکھ کر بڑے تپاک سے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ اور اس نے اُسے بڑے شوق سے لبوں سے لگالیا۔اس دوشیزہ نے بھی اُسے ہرگز نہیں کھینچا۔ اور اس کے رخساروں۔گردن اور سینہ میں ایک قسم کی برقی لہر سرایت کرگئی اور آنکھیں ناقابل بیان راحت سے مست ہوگئیں۔ اجنبی نے بے اختیار اسے اپنی طرف کو کھینچا دونوں کے ہونٹ ایک دوسرے سے ملے۔ اور وہ شوق گرسنہ سے بغلگیر ہوئے۔ اس وقت اجنبی نے اس حسینہ کے روبرو اپنے عشق کا اظہار کیا۔ اور اسکی اپنی زبان سے بھی ایسے الفاظ نکلے جن سے پایا جاتا تھا۔کہ وہ خود اسکے تیر محبت سے گھایل ہے۔اس طرح چوتھی ملاقات کے موقعہ پر انہوں نے ایک دوسرے کے سامنے اپنے جذبات قلب ظاہر کئے۔ اور ٹامر نے اپنا دل ایک ایسے شخص کے حوالہ کردیا۔جسکے نام سے بھی وہ بے خبر تھی۔

یہ خوشگوار ملاقات ابھی ختم نہ ہوئی تھی۔کہ کسی نے صدر دروازہ پر زور کی دستک دی۔ٹامر گھبرا کر کہنے لگی" والد آگئے"۔اجنبی نے کہا" میری جان مضطرب نہ ہو"۔چنانچہ جس وقت مسٹر

ڈی مڈینا کمرہ میں داخل ہوا۔ تو واقعی حسینہ بڑی حد تک اپنے چہرہ کو سکون پذیر کر چکی تھی۔ اسکا دلدار اس سے تھوڑے فاصلہ پر مؤدبانہ کھڑا تھا۔ اور مسٹر ڈی مڈینا کی آمد کے وقت دونوں میں اس قسم کی گفتگو ہو رہی تھی۔ جیسے دو اجنبیوں میں ہوتی ہے۔ کمرہ میں داخل ہو کر مسٹر ڈی مڈینا نے اجنبی سے بیٹھنے کو کہا۔ اور اسکا نام پوچھا۔ اس نے کہا "میں اس اشتہار کے متعلق حاضر ہوا ہوں جو آپ نے اخبارات میں درج کرایا تھا۔ مسٹر ڈی مڈینا نے کہا "میرا اپنا یہی خیال تھا" پھر وہ اپنی بیٹی کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا "ٹامر۔ میری جان۔ تم تھوڑی دیر دوسرے کمرہ میں چلی جاؤ" دوشیزہ اس حکم سے انکار نہ کر سکتی تھی۔ لیکن جس وقت وہ والد کے پس پشت کمرہ سے باہر جانے لگی۔ تو اس نے اجنبی پر ایسی پُر معنی نظر ڈالی۔ اور اسکی طرف اس سرور انگیز انداز سے دیکھا۔ گویا بے زبانی کے لفظوں میں کہہ رہی ہے "خواہ تم کوئی ہو۔ میں ہمیشہ کے لئے تمہاری ہو چکی" اجنبی نے بھی اسکی طرف ایک تیز پُر معنی اور شگفتہ نظر ڈالی۔ یہ اسکے ناگفتہ اقرار محبت کا جواب تھا۔

جب وہ کمرہ سے رخصت ہو گئی۔ تو مسٹر ڈی مڈینا کہنے لگا "کیا آپ مجھے اپنا نام بتا سکتے ہیں؟" اجنبی نے بے تکلفی سے کہا "مجھے نام بتانے میں انکار نہیں۔ لوگ مجھے ٹامس رینفورڈ کہتے ہیں۔" مسٹر ڈی مڈینا نے سرد مہری سے مشکوک لہجہ میں کہا "آپ کو مجھ سے کام کیا ہے؟ کیا آپ اس دستاویز کے متعلق آئے ہیں جو مجھ سے چھینی گئی تھی؟" ٹامس رین نے جواب دیا "جی ہاں۔ اور مجھ سے بہتر اس کام کے لئے کوئی شخص موزوں نہ ہو سکتا تھا" مسٹر ڈی مڈینا نے اُسے اور بھی زیادہ مشتبہ نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "کیوں بھلا؟" وہ لاپروائی سے کہنے لگا "اسلئے کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے آپ کی نقدی چھینی تھی" اور اس کے ساتھ ہی اس نے خوشی کا زوردار قہقہہ لگایا "تم؟" مسٹر ڈی مڈینا نے متحیر ہو کر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "اور اس کے باوجود تمہیں میرے سامنے آنے کی جرأت ہوئی؟" رینفورڈ بدستور اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اور بے فکری سے بولا "آپ کے سامنے آنا کیا مشکل کام تھا۔ اول تو آپ نے خود اسی اشتہار میں وعدہ کر رکھا ہے۔ کہ رہزن وہ دستاویز مجھے لا دے تو میں اسے کچھ نہ کہوں گا۔ دوسرے اگر بہرحال آپ وعدہ شکنی پر آمادہ ہوں تو اس میں نقصان آپ کا ہے۔ میرا کچھ نہ بگڑے گا۔ تیسرے میں ذاتی طور پر اس کاغذ کو لے کر اس لئے حاضر ہوا کہ ایسا نہ ہو۔ ڈاک میں گم ہو جائے۔ یا قاصد غلطی سے کسی اور کو دے آئے۔ مسٹر ڈی مڈینا لیجئے یہ دستاویز حاضر ہے۔ اور اگر آپ نے اسکے لئے اشتہار دہ تبلیغ

کیا ہوتا - تو بھی میں اسے آپ کو واپس پہنچا دیتا - یاد رکھیے میں سخت گیر جابر آدمی نہیں ہوں کہ لوگوں کے قیمتی کاغذات اپنے قبضہ میں رکھ کر ان کی بنا پر ان سے زبردستی روپیہ وصول کروں میرا ہر کام مردانگی اور صفائی کے ساتھ ہوتا ہے - یہ بھی یاد رکھیے کہ کوئی ویبر ہنری کسی ذلیل گرگٹ یا ادنے درجہ کے ٹھگ سے اتنا ہی مختلف ہوتا ہے - جیسے کوئی کامیاب وکیل اس ادنے منشی قانون سے جو چند پیسوں کے لئے فوجداری عدالتوں کے دروازہ پر گھوما کرتا ہے - مسٹر ڈی مڈینا لاف زنی میری عادت میں داخل نہیں - اور یہ باتیں میں نے اسلئے آپ سے کی ہیں کہ آپ جان لیں - میں صرف ایک باعزت اصول کی خاطر یہ دستاویز واپس کرنے آیا ہوں - ورنہ مجھے بکسی طرح کا خوف تھا - نہ آپ کے انعام کا لالچ - کیونکہ خوف کے وجود سے میں آجتک بے خبر ہوں - اور انعام اگر آپ دینا بھی چاہیں تو میں انکار کر دوں گا ۔" مسٹر ڈی مڈینا نے رینفورڈ کیطرف ایسے انداز تعجب سے دیکھا جس سے معلوم ہوتا تھا - وہ کہنا چاہتا ہے - واقعی تم عجیب آدمی ہو - لیکن جو کچھ اس کے بشرہ سے ظاہر ہوتا تھا - اس نے الفاظ کی صورت اختیار نہ کی -

وہ نہیں اٹھا اور مسٹر ڈی مڈینا کو مودبانہ طریق پر سلام کر کے کمرہ سے باہر نکلا - مکان سے باہر نکلنے کو تھا - کہ ایک کمرہ کا دروازہ جو اس نشستگاہ کے قریب واقع تھا جس میں اس کی مسٹر ڈی مڈینا سے ملاقات ہوئی - بڑی احتیاط سے کھلا - اور ٹامر نے ایک رقعہ اسکے ہاتھ میں دیدیا رقعہ ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے اس حسینہ کے چہرہ کی طرف دیکھا - تو معلوم ہوا - وہ رو رہی ہے - بازار میں جا کر اس نے رقعہ کو کھول کر پڑھنا شروع کیا - لکھا تھا:-

"جو کچھ گفتگو ہوئی - وہ سب میں نے سن لی ہے - لیکن میرے بہادر اور شجاع رینفورڈ اس کے باوجود تمہارے سے میری محبت میں ذرا فرق نہیں آیا - آج شام کو میں اسی بازار میں دوکان ...... پر جاؤں گی - جہاں تم نے کل مجھے دو گستاخوں کی بدسلوکی سے بچایا تھا"

کیا ناظرین کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ شام رین اس وقت کی تعمیل میں جائے معینہ پر پہنچا - کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے کہ اسکے بعد عشاق اتنی مرتبہ ایک دوسرے سے ملتے رہے جس قدر کہ ٹامر کو اپنے متعلقین کے دل میں شبہ پیدا کئے بغیر موقع مل سکا - اُن کی بارہا ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی - اور وہ محبت جو عجیب و غریب حالات میں دونوں میں پیدا ہوئی تھی - روز بروز مضبوط ہوتی گئی -

شام رین کو حسینہ ٹامر سے محبت ہونا ذرا بھی تعجب خیز نہیں - کیونکہ وہ انتہا درجہ خوبصورت تھی - اسکی صورت دیکھ کر طبیعت وارفتہ ہو جاتی تھی - اس کے اعضا کی موزونیت سے دل میں

انگلیاں دکھتی تھیں۔ اور اس کی سیاہ آنکھوں میں اثر سحر پایا جاتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں خود رینفورڈ سے اُسے کچھ کم محبت نہ تھی۔ اس کی نظروں میں وہ ایک بہادر تھا کیونکہ اُسے رہزن سمجھتے ہوئے وہ جانتی تھی کہ اس کی طرف سے کمینہ پن ظاہر نہیں ہوا۔ اور اس کی فطرت میں اعلےٰ فیاضی اور شرافت کے جوہر موجود ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں کی واقفیت کے چند ہفتے بعد ایک ایسا واقعہ اس قسم کا پیش آیا جس سے اس رہزن کے لئے اس حسینہ کا عشق انتہا درجہ کی پرشوق پرستش میں بدل گیا۔ یہانتک کہ ٹامر کو ٹام رین سے اتنی ہی محبت ہوگئی جتنی ملکہ جوزیفائن کو نپولین اعظم سے تھی۔

اس واقعہ کی کیفیت یہ ہے کہ ایک رات لورپول اور مانچسٹر کے درمیان چلنے والی سفری گاڑی کو راستہ میں ایک رہزن نے جس کے چہرہ پر نقاب تھی۔ اور جو سوار اور مسلح تھا۔ تن تنہا روک لیا۔ ہرچند کہ گاڑی مسافروں سے پُر تھی۔ اور مسافروں میں بہت سے مرد تھے۔ تاہم رہزن کی طرف سے ایسے سکون اور اطمینان کا اظہار ہوا۔ اس کی بے تکلفی اور بے فکری اس درجہ بڑھی ہوئی تھی۔ کہ مسافر خوف سے رعشہ براندام ہوگئے کسی نے اس کے مقابلہ کی جرأت نہ کی۔ اور اس نے ان مسافروں سے بہت سی نقدی حاصل کی۔ ایک شخص جو لورپول کا میئر تھا۔ اس قدر خوفزدہ ہوا کہ گو رہزن نے اس سے نقدی طلب کی تھی۔ مگر اس نے نقدی کے ساتھ اپنی گھڑی بھی حوالہ کر دی۔ لیکن رہزن نے گھڑی یہ کہکر واپس دیدی کہ میں سلطنت کے کھرے سکوں یا بنک نوٹوں کے سوا کوئی چیز نہیں لینا چاہتا۔ زنانہ سواریوں سے اس نے کوئی بھی چیز نہ لی اور پھر ایک پندرہ سالہ لڑکی کو گاڑی کی عقبی نشست پر بیٹھے سردی سے ٹھٹھرتے دیکھکر اس نے چند سوالات بھی پوچھے۔ اس نے ڈرتے ڈرتے جو مختصر سے جوابات دیئے اُن سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک مصیبت زدہ بدنصیب لڑکی ہے۔ رہزن نے پانچ پونڈ اسکے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا "یہ لو اس حقیر رقم کے لینے میں تمہیں انکار نہ ہونا چاہیئے۔ یہ میں تمہیں اس جیب سے دیتا ہوں جس میں ان شخصوں کا روپیہ داخل نہیں ہوا" پیشتر اسکے کہ غریب لڑکی کوئی جواب دیتی رہزن نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور آناً فاناً نظروں سے غائب ہوگیا۔

لیکن رہزن کی اس فیاضی کے باوجود ان مسافروں کا رنج اور غصہ کم نہ ہوا جن کی نقدی چھینی گئی تھی۔ میئر کو سب سے زیادہ الم تھا۔ اور وہ کہتا تھا۔ "یہ بڑی بدنامی ہے وہ ایک طرح پر سارے باشندگان لورپول کی بدسلوکی سمجھی جاسکتی ہے۔ ایسا غیر معمولی غاصب بھلا کیونکر

فرو ہو سکتا تھا۔ پس اس نے اس واقعہ کا ذکر اخبارات میں درج کرایا۔ اور اس مطلب کے اشتہارات چھپوائے۔ کہ جو شخص اس رہزن کو میرے سامنے لائے۔ میں اسے دو سو پونڈ انعام دونگا۔ مگر ایک ہفتہ گذر گیا۔ اور اس اشتہار کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ایک ہفتہ کے بعد ایک دن شام کے وقت میئر نے دوستوں کی ایک منتخب جماعت کو اپنے ہاں دعوت دی۔ حاضرین طعام سے فارغ ہو چکے تھے۔ لیڈیاں نشستگاہ کو جا چکی تھیں۔ اور مردوں کی تعداد بارہ تھی۔ شراب کے جام پی رہے تھے کہ ایک نوکر نے آقا کو اطلاع دی۔ "ایک شخص ہال میں کھڑا آپ سے ملنے کا خواہشمند ہے" نوکر مضطرب سا معلوم ہوتا تھا۔ اور اس سے پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا۔ "اجنبی نقاب پوش ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے اسکا چہرہ بہت ڈراؤنا ہے"۔ میئر یہ سن کر کانپنے لگا۔ دیر تک میئر اس کے مہمانوں پر طاری ہو گیا۔ آخر اس نے کہا "معلوم ہوتا ہے۔ اس شخص کی آمد کا تعلق اس رہزن سے ہے جس نے مانچسٹر اور لورپول کے درمیان سفری گاڑی کو لوٹا تھا" چنانچہ اس نے نوکر کو ہدایت کی۔ کہ تم اجنبی کو ایک کمرہ میں بٹھا دو۔ اور ایک کمرہ ایک کانسٹبل کو بلا لاؤ" وہ ابھی یہ احکام صادر کر ہی رہا تھا کہ وہ شخص جس سے حاضرین کو اتنا خوف لگا ہوا تھا۔ اندر داخل ہوا۔ میئر اور اس کے مہمان خوف سے کانپنے اور ہیبت کے کلمات منہ سے نکالنے لگے۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ کبھی انسان کا اتنا ہیبتناک چہرہ دیکھنے میں نہ آیا ہوگا جیسا اس شخص کا تھا۔ چہرہ کسی حد تک بالوں میں چھپا ہوا تھا۔ ٹوپی بھی آگے کو جھکی ہوئی تھی۔ گھبراہٹ میں یہ معلوم کرنا مشکل تھا کہ سچ مچ اس کا چہرہ ہی اتنا ہیبتناک ہے۔ یا اس نے کوئی مصنوعی چہرہ لگا رکھا ہے۔ ناک بہت لمبی اور مسوں اور پھنسیوں سے بھری ہوئی رخساروں پر آگ کی سی سرخی اور ٹھوڑی بھی ناک کے حسب حال بڑھی ہوئی تھی۔ شخص مذکور نے ایک لمبا سا لبادہ پہن رکھا تھا جس میں سے بازو خوفناک طریق پر لٹک رہے تھے۔ اور دونوں ہاتھوں میں توڑے دار بندوق کے برابر لمبے دو پستول تھے۔

کمرہ میں داخل ہو کر اور دروازہ بند کر کے اجنبی نے کھوکھلی اور خوفناک آواز میں کہا "میئر صاحب! آپ نے مشتہر کیا تھا۔ اگر کوئی شخص رہزن کو میرے روبرو پیش کرے۔ تو میں اسے دو سو پونڈ انعام دونگا۔ لیجئے میں ہی وہ رہزن ہوں۔ اور چونکہ میں از خود آپ کے روبرو حاضر ہو گیا ہوں۔ اس لئے میں آپ کی اور باقی حاضرین کی دانشمندی اور انصاف پسندی سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ کیا میں واقعی اس انعام کا حقدار نہیں جسے آپ نے مشتہر کیا تھا؟" میئر لکنت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "میرا مطلب یہ تھا کہ ۔۔ اگر کوئی اور ۔۔ شخص اس رہزن

کو میرے سامنے لائے اور . . . وہ زیر حراست ہو . . تب میں وہ انعام دونگا۔" رہزن بولا۔
"مجھے اس کی پروا نہیں۔ آپ کا مطلب کیا تھا۔ مجھے صرف ان اشتہاروں کے مضمون سے
سروکار ہے۔ جو آپنے شایع کرائے۔ اگر آپکے الفاظ آپکے مطلب کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے
تو آپ مقامی میونسپل کمیٹی سے درخواست کریں۔ کہ وہ آپکے عملہ میں ایک ترجمان کی منظوری
دے۔" پھر اس رہزن نے زور کا قہقہہ لگا کر کہا۔ "میرے خیال میں ایسا شخص اس نشان بردار
سے بہتر ہوگا۔ جو ہر وقت آپکے جلو میں رہتا ہے۔" اتنا کہہ کر اس نے ایک پستول اٹھایا۔ میئر
کے منہ سے خوف کی آواز نکلی۔ اور اس نے حاضرین پر التجا کی نظر ڈالی۔ مگر سارے مہمان
مارے خوف کے بت بنے بیٹھے تھے۔ میئر نے سمجھ لیا۔ ان سے امداد طلب کرنا بیکار ہے۔ لیکن
دوسری طرف وہ سو پونڈ جو بطور انعام مشتہر کئے گئے تھے۔ دینے کو بھی نہ چاہتا تھا۔ بڑی کوشش
سے اس نے اتنا کہا۔ "اس کا مجھے کیونکر اطمینان ہو۔ کہ تم ہی وہ شخص ہو۔ جس نے مجھے لوٹا تھا۔"
خوفناک شخص نے جواب دیا۔ "اگر کسی اور طرح آپ کا اطمینان نہیں ہوتا۔ تو میں اس واقعہ کی
ساری تفصیلات بیان کئے دیتا ہوں۔" میئر اس بات سے حوصلہ پا کر۔ رہزن سے بحث پر
آمادہ ہو رہا ہے۔ کہنے لگا۔ "یہ ممکن ہے وہ واقعات تم نے لوگوں کی زبانی یا اخباروں کو دیکھ کر
حاصل کر لی ہوں۔" رہزن بولا۔ "ایک اور ثبوت بھی میرے پاس ہے۔ اور وہ یہ کہ میں نے آپ سے
جو بٹوہ چھینا۔ اس میں ایک پونڈ کھوٹا تھا۔ کیا اس سے آپ کا اطمینان ہوتا ہے؟" میئر اس امید
پر کہ شاید اس طرح کچھ اور وقت مل جائے۔ یا اتفاقیہ طور پر یہ خوفناک شخص میرے قابو میں آ جائے
سلسلہ گفتگو کو بڑھانے کے لئے کہنے لگا۔ "نہیں اس سے میرا اطمینان نہیں ہوتا۔" رہزن بولا۔
"نہ سہی میں ایک اور ثبوت دیتا ہوں۔ اسی بٹوے کے اندر مانچسٹر کے کسی حلقہ کے اوورسیئر کی لکھی
ہوئی ایک رسید تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ یہ روپیہ ادا کرنے کے لئے ہی مانچسٹر گئے تھے۔" میئر
یہ سن کر حیرت زدہ ہوگیا۔ کیونکہ اگرچہ رسید کی گمشدگی کا اسے علم تھا۔ تاہم اسے یہ یاد نہ تھا۔ کہ
مانچسٹر میں روپیہ ادا کرنے کے بعد میں نے اسے بٹوے میں رکھ لیا تھا۔ مہمان اپنے میزبان کے
تعجب کو دیکھ کر خود حیرت زدہ ہو رہے تھے۔ اور نوکر اس کے پیچھے کھڑا منہ چھپا کر ہنس رہا تھا۔
رہزن نے کہا۔ "اب تو آپ کا اطمینان ہو گیا۔ دیکھئے اپنے وعدہ کو نبھائیے۔" میئر نے بھی کترا کے
اس معاملہ کو مذاق میں ٹالنے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ سو پونڈ کی ادائگی کے سوا اب چارہ کار نہ تھا۔
چنانچہ کچھ روپیہ مہمانوں سے لیکر اور کچھ اپنی جیب سے شامل کر کے اس نے رہزن کے مطالبہ دیا۔

کیا۔ کیونکہ نہ تو وہ چیک لینا منظور کرتا تھا۔ نہ کسی کو پیٹی سے روپیہ لانے باہر جانے دیتا تھا۔ وہ بدستور دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑا رہا۔ اور اس نے مینیجر کو مجبور کیا۔ کہ وہ میز کے گرد پھر کر حاضرین سے نوٹ اور نقدی اکٹھی کر کے مطلوبہ رقم پوری کرے۔ مینیجر اس کام سے اسلیئے گھبراتا تھا۔ کہ اس کے لئے اُسے رہزن کی ناک۔ ٹھوڑی اور پستول کے پاس سے ہو کر گذرنا پڑتا تھا۔ آخر کار جوں توں کر کے معاملہ طے ہوا۔ اور رہزن دروازہ بند کر کے وہاں سے رخصت ہو گیا۔ لیکن چلتے وقت وہ کہتا گیا۔ کہ "اگر کسی نے کھڑکی کھول کر شور وغل کرنے کی کوشش کی۔ تو میں واپس آکر ہر ایک کو جان سے مار دونگا۔"

اس سے دوسرے دن یہ واقعہ زبان زدِ خاص وعام ہو گیا۔ اور لورپول اور اس کے مضافات میں اتنا مشہور ہوا۔ کہ سب لوگ مینیجر کی ہنسی اُڑاتے تھے۔ اکیلی ٹامر اس بات کو سمجھتی تھی۔ کہ وہ شخص جس نے ایسا دلیرانہ کارنامہ کر کے دکھایا۔ کون ہے۔

حسین یہودن نے اپنے عشق کو بہن اور والدہ سے پوشیدہ رکھنے کی بہت کوشش کی تھی فی الحقیقت استھر نے ٹامر رین کو جب تک وہ لورپول میں رہا۔ ایک بار بھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آخر کار ایک دن ٹامر یکایک فرار ہو گئی۔ اور اپنی بہن کے نام ایک رقعہ اس مطلب کا چھوڑ گئی کہ میرے فرار کا سبب والد کے روپیہ ملائیت سے بیان کرنا۔ اس رقعہ میں اس نے لکھا۔ کہ میری خوشی اور زندگی ٹامس رینفورڈ کی ذات سے وابستہ ہے۔ لیکن میں دیکھتی ہوں۔ کہ ہماری شادی ایک امرمحال ہے۔ کیونکہ اگر یہودی قوم کی کسی عورت کو کسی عیسائی سے شادی کرنے کی اجازت بھی ہو۔ تو امید نہیں والد اس کی منظوری دیں۔ ان حالات میں مجھے مجبوراً یہ طریق اختیار کرنا پڑا ہے۔ اور اس میں مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے۔ کہ اس سے والد کو اور تمہیں بہت رنج ہوگا۔ استھر نے جب اس رقعہ کا مضمون پڑھا۔ تو حیرت زدہ ہو گئی۔ سوچتی تھی۔ کیا یہ عالمِ خواب ہے یا بیداری۔ آخر بہت دیر بعد جب اُسے یقین ہو گیا۔ کہ میری بہن حقیقت میں رینفورڈ کے ساتھ فرار ہو گئی ہے۔ تو وہ عرصہ دراز تک رنج وغم کی حالت میں آنسو بہاتی رہی۔ کیونکہ اپنی بہن ٹامر سے اُسے بے حد محبت تھی۔

لیکن مسٹر ڈی مڈینا پر اس سانحہ کا کیا اثر ہوا؟ وہ نہ رویا نہ اس نے کسی رنج والم کا اظہار کیا۔ بلکہ اس اطلاع کو پا کر ایک گھنٹہ سے زیادہ کسی گہری فکر میں رہا۔ استھر باپ بیٹی بڑی توجہ سے انتہائی ذہنی اذیت کی حالت میں اس خاموشی کا انجام معلوم کرنے کی منتظر رہی

اس خاموشی میں کبھی کبھی صرف اس دوشیزہ کے کراہنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ آخر گھنٹہ بھر کے بعد مسٹر ڈی ہڈینا نے بڑے سکون کے ساتھ سختی کے لہجہ میں کہا۔ "استھر آج سے بس تم ہی میری بیٹی ہو۔ دیکھو آیندہ ٹامر کا نام کبھی میرے روبرو نہ لینا۔ اس مکان میں جو چیزیں اس قسم کی ہیں۔ جن سے میرے دل میں کبھی اس کی یاد تازہ ہوسکتی ہے۔ تم انہیں تلف کردو۔ موسیقی کی جن کتابوں پر اس کا نام درج ہے۔ جو تصویریں اس نے تیار کی تھیں۔ کھڑکیوں کے جن پردوں پر اس نے کشیدہ کاری کی۔ استھر ان سب کو تلف کردو۔ اور ایک کو بھی گھر میں نہ رہنے دو۔ اسی میں میری خوشنودی ہے۔ آج سے میرا حکم ہے۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ اپنی بہن کا نام میرے سامنے کبھی نہ لینا۔ اور نہ کبھی اسکا ذکر کرنا۔ جو لوگ جانتے ہیں کہ تمہاری ایک بہن تھی۔ اُن کے سامنے بھی اگر کبھی اس کا ذکر آجائے تو ہمیشہ یہ کہہ کر اُسے منقطع کر دینا۔ کہ اب میری کوئی بہن نہیں۔ کیونکہ میرے سامنے اس قسم کا ذکر کیا گیا۔ تو میرا جواب یہی ہوگا۔ میری صرف ایک ہی بیٹی ہے اور اسکا نام استھر ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اب بہت جلد کاروبار کو طے کر کے تجارتی مصروفیتوں سے دست بردار ہوجاؤں۔ اگر یہ واقعہ پیش نہ آتا تو میں چند سال اور محنت کر کے اس قدر روپیہ پیدا کر لیتا جس سے اپنی دولت کو تم دونوں میں مساوی طور پر تقسیم کرنے کے قابل ہوجاتا۔ لیکن اب میرے پاس جو دولت موجود ہے۔ وہ تمہارے لئے کافی ہے کیونکہ میری دولت کی حقدار استھر صرف تم ہی ہو۔ دو تین سال کا عرصہ اس کام کے لئے درکار ہوگا۔ کہ میں اپنے وسیع کاروبار کو اتنا محدود کرسکوں۔ کہ اس کا انجام اطمینان بخش ہو۔ اس دو یا تین سال کے عرصہ میں ہم لورپول میں ہی ٹھہریں گے لیکن جونہی میرا انتظام مکمل ہوگیا میں تمہیں لیکر لندن کو چل دونگا۔ کیونکہ میں صدر مقام ہی میں اس بدنامی اور ذلت کو چھپا سکتا ہوں۔ جو اس خاندان کے حصہ میں آئی ہے۔ جس کے نام کو میں نسلاً بعد نسلاً پاک وصاف رکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ آج تک میرے اسلاف میں بھی کبھی کوئی شخص ذلت اور بدنامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور نہیں ہوا۔ استھر یہ میرا مصمم ارادہ ہے۔ تم اس سے مجھے ٹالنے کی کوشش نہ کرنا۔ نہیں بس میرا فیصلہ اٹل ہے۔ اور میں تم سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ اگرچہ یہ فیصلہ تمہیں سخت نظر آتا ہے۔ تاہم اسے ویسا ہی ناقابل رد سمجھو۔ جیسے ہماری مذہبی کتاب کے مقالات ہیں۔ میرا آخری فیصلہ یہ ہے۔ کہ آج سے بس تم ہی میری ایک بیٹی ہو۔"

یہ ارادہ ظاہر کرنے کے بعد جسکا فیصلہ اس نے بہت دیر تک غور و خوض کے بعد کیا تھا۔ یہودی نے جھک کر اپنی دوزانو بیٹی کی پیشانی پر ایسی ملایت سے بوسہ دیا۔ جو اس انتہا درجہ کی سختی کے مقابلہ میں غیر معمولی تھی۔ جسکا اظہار اس نے گنہگار اور عاق کردہ ٹامر کی نسبت کیا۔ اتنا کہہ کر وہ جلد جلد قدم اٹھاتا اس کمرہ سے باہر چلا گیا۔ اور غریب استھر بہت دیر تک تنہا بیٹھی آنسو بہاتی اور سسکیاں لیتی رہی۔

قلم میں طاقت نہیں۔ کہ اس رنج و اذیت کو ظاہر کر سکے۔ جو اس وقت اُسے محسوس ہوئی جب اپنے والد کے حکم سے مجبور ہو کر اُس نے وہ خوشنما تصویریں جو ٹامر نے تیار کی تھیں دیواروں سے اتاریں۔ اور موسیقی کی وہ کتابیں بھی ہٹا دیں۔ جن پر ٹامر نے اپنا نام نہایت خوشنما اور دلکش تحریر میں لکھا ہوا تھا۔ مگر اے ناظر غریب استھر کو اس کے لئے قصور وار قرار نہ دینا۔ کہ اس نے اپنے والد کے احکام کی لفظ بلفظ تعمیل کی جرأت نہ کر سکی۔ ان تصاویر اور موسیقی کو اپنی گذشتہ بہن کی قابل قدر یادگار کے طور پر پاس رکھ لیا۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ استھر کو ٹامر سے بے حد محبت تھی۔ ان سب چیزوں کو اس نے اپنے کمرہ میں رکھا۔ اور پھر جب وہ ان سب کو بڑی احتیاط سے ایک دراز میں بند کر چکی۔ تو اس نے ذہنی اذیت کے عالم میں یہاں تک آنسو بہائے۔ کہ ان کے قطروں سے بہت سی تصویروں کا رنگ خراب ہو گیا۔ کیونکہ اس میں شک نہیں۔ استھر کے پُرحسن دل کو یہ کام سرانجام دیتے ہوئے اتنی ہی تکلیف ہوئی جیسے کسی ڈاکٹر کے نشتر سے مریض کو ہوتی ہے۔ استھر کی نظروں میں یہ کام نہایت نامبارک تھا۔ اور وہ نہیں چاہتی تھی۔ ان چیزوں کو جو ٹامر کی یاد کو برقرار رکھنے والی تھیں۔ ان کی جگہ سے ہٹائے۔ لیکن مجبور تھی۔ اس فرض کی سرانجام دہی اتنی ہی تکلیف دہ تھی۔ گویا اس نے یکلخت اپنی بہن کی یاد کو دل سے محو کر دیا ہے۔ اس کے ایسا کرنے سے وہ روشن خیالات جن کا سہارا اب تک اُسے حاصل تھا منقطع ہو گئے۔ اور وہ خوشنما کلیاں جو امید کی خوبصورت پیشانی کو زینت دینے والی تھیں مرجھا گئیں۔ اس فرض کی سرانجام دہی کے ساتھ ہی کمسنی کی ساری خوشیاں ایک تاریک گڑھے میں دفن ہو گئیں۔

جب وہ موسیقی کی کتابوں اور تصویروں کو ان مقامات سے جہاں وہ موجود رہا کرتی تھیں اور جہاں انہیں موجود دیکھنے کی وہ بچپن سے عادی تھی۔ ہٹا چکی۔ تو اُس خاموش پیانو کی صورت بہت رنج دہ معلوم ہونے لگی جس پر موسیقی کی کتابیں سجی رہا کرتی تھیں۔ ٹامر کے

ہاتھ کی کھینچی ہوئی تصویروں سے خالی دیواریں بھیانک اور خوفناک نظر آتی تھیں۔ پھر جب اس نے کھڑکیوں سے ان پردوں کو ہٹایا جن پر ٹامر نے اپنے ہاتھ سے کشیدہ کاری کی تھی۔ تو اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہ رہے تھے۔ بہرحال اس نے اس ناگوار کام کو پورا کیا اور ان پردوں کو بھی جو اس کی بہن کی یادگار تھے۔ ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ اس نے یہ سب کام اپنے والد کی ناراضگی کے خوف سے سرانجام دیئے۔ لیکن اس کی جرأت بہرحال اسے نہ ہوئی۔ کہ وہ ان چیزوں کو تلف کر دیتی۔ نہیں یہ کام وہ اس صورت میں بھی سرانجام نہ دے سکتی۔ کہ اس کا والد اسے سخت ترین بددعا دیتا۔ جب مسٹر ڈی مڈینا باہر سے واپس آیا۔ تو اس نے تیزی سے کمرہ کے چاروں طرف نظر ڈالی۔ پھر یہ دیکھ کر کہ ان چیزوں کو ہٹا دینے کے متعلق میرے احکام کی تعمیل ہو چکی ہے۔ اس نے اس بارہ میں سوال پوچھنا غیر ضروری سمجھا۔ کہ ان کا انجام کیا ہوا۔ اسفر کے چہرہ پر نظر ڈال کر اس نے زوردار لفظوں میں صرف اتنا کہا۔ "خدا کا شکر ہے میری ایک بیٹی وفادار۔ پابند اطاعت اور بامحبت ہے"۔

ادھر ٹام رین مسین ٹامر کو ساتھ لے کر لورپول سے لندن کو روانہ ہو گیا۔ صدر مقام میں پہنچ کر اس نے ایک تنہا مقام میں مختصر سا خوشنما مکان کرایہ پر لیا۔ انہیں اندیشہ تھا۔ کہ کہیں مسٹر ڈی مڈینا اپنی مفرور بیٹی کی تلاش نہ شروع کر دے۔ اس بارہ میں ٹامر اپنے والد کی طبیعت سے پورے طور پر واقف نہ تھی۔ وہ اس کی گذشتہ مہربانیوں سے اندازہ کرتی تھی کہ وہ ایسی خطا کو بھی نظرانداز کر دے گا۔ اسے کا اسے مطلق خیال نہ تھا کہ وہ اپنی مضبوط قوت ارادی سے کام لے کر مجھے ہمیشہ کے لئے عاق کر دے گا۔ لورپول میں رہ کر ٹام رین نے اتنا روپیہ کما لیا تھا۔ کہ لندن میں پہنچنے کے بعد اسے فوراً ہی اپنی پیشہ ور تجارت یا جہازرانی کو آزمانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ اور کئی ہفتے دونوں عشاق نے انتہا درجہ کی خوشی میں بسر کئے ٹام رین کو ٹامر سے بے حد محبت تھی۔ اور یہ اس پر سو جان سے فدا۔ سب سے زیادہ وہ اس کی بہادری فیاضی اور مہربانی کے سلوک کی مداح تھی۔ ٹام رین کا مزاج اسے اس لئے پسند تھا کہ وہ کبھی کسی معاملہ میں اس سے ذرہ بھی ناراض نہ ہوتا تھا۔ ایک بار بھی دونوں میں جھگڑے تکرار کی نوبت نہیں آئی۔ فی الحقیقت ٹام رین دو بامحبت ہستیوں کی کشیدگی کو ایک نہایت فضول اور قابل نفرت چیز سمجھتا تھا۔ اس کی نظروں میں عورت ایک کمزور وجود کی حیثیت میں مرد کی حفاظت اور اس کے درگذر کی محتاج تھی۔ اس لئے وہ کسی عورت سے

جھگڑنا کسرِ شان سمجھتا تھا۔ خصوصاً وہ ایسی لڑائی کو قابل نفرت خیال کرتا تھا جس میں صرف الفاظ کے تبادلہ تک ہی نوبت پہنچے۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ بزدلوں کا شیوہ تھا۔ اس کا قاعدہ تھا۔ اگر کوئی مرد اُسے ناراضگی کا موقعہ دیتا۔ تو وہ اُس سے لفظی تکرار نہ کرتا۔ بلکہ اُسے ہاتھوں سے سیدھا کر لیتا تھا۔ ناراضگی کی حالت میں یہ اس کی پہلی اور آخری دلیل ہوتی تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کا رویہ کسی عورت کے متعلق اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس لئے وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا۔ کہ عورت سے جھگڑنا ہی بیکار ہے۔

جیسا کہ تمام جوان اور خوبصورت عورتوں کا شیوہ ہے۔ خصوصاً اس حالت میں جیسی ٹامر کی تھی۔ ٹام رین کی داشتہ کو جب بہت تنہا ٹام لندن کے عجیب وغریب مقامات کی سیر کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔ تاکہ ہر مقام کے ہر طبقہ زندگی سے واقف ہو جائے۔ ایسے موقعوں پر کبھی کبھی ٹامر یہ شکایت کیا کرتی۔ کہ تم بہت دیر سے واپس آتے ہو۔ اس پر وہ جواب دیتا پیاری میری جان جتنا وقت ممکن ہے۔ میں تمہاری نذر کرتا ہوں۔ اور جس وقت کے لئے تم سے واپسی کا وعدہ کروں۔ اس سے کبھی منحرف نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر مجھے کسی ذاتی کام کے لئے گھنٹہ دو گھنٹہ کی مہلت درکار ہو۔ تو تمہیں کبھی آزردہ نہ ہونا چاہیئے۔ آؤ ایک بوسہ دو۔ اور اپنے خوشنما چہرے کو خشمگین کر کے نہ بگاڑو۔ اُس کی خوش مزاجی کا اثر اتنا غالب ہوتا۔ کہ ٹامر کو مجال انکار نہ رہتی۔ اور وہ جلدی ہی رام ہو جاتی۔ مختصر یہ کہ ٹام رین کا سلوک اُس کے ساتھ نہایت با محبت اور نیک دلانہ تھا۔ اور اگر ٹامر کو گاہ بگاہ اپنے والد اور بہن کی یاد نہ ستایا کرتی۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ بالکل خوش و خرم رہتی۔

چند ماہ لندن میں بسر کرنے کے بعد رینفورڈ اپنی حسینہ کو ساتھ لیکر شمالی اضلاع کی طرف چلا گیا۔ جہاں اس نے بہت سی دولت کمائی۔ چونکہ آدمی شاہ خرچ تھا۔ اس لئے عموماً ہر دوسرے تیسرے دن اُسے روپیہ کمانے کسی مہم پر جانا پڑتا۔ وہ خوشی کی زندگی کو پسند کرتا تھا۔ جس چیز کو طبیعت چاہتی اُسے ضرور حاصل کر لیتا۔ اگرچہ باوجود اسکے نہ عیاش تھا۔ اور نہ اسقدر زیادہ کا شرابی تھا۔ اس کے علاوہ وہ بہت فیاض اور نیک دل تھا۔ اور رابن ہوڈ کی تقلید میں غریبوں کو بھی اس دولت کا بہت سا حصہ دیا کرتا۔ جو وہ امیروں سے حاصل کرتا تھا۔ ٹامر کو بھڑکیلی پوشاک اور شاندار زیورات کا بہت شوق تھا۔ اور اس بارہ میں ٹام رین اسکی خواہشات کو پورا کرنے میں کبھی کوتاہی نہ کرتا۔ نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ اُن کا خرچ غیر معمولی حد تک پہنچ جاتا تھا۔ لیکن رینفورڈ

کے لئے شاہراہ ایک ایسا خزانہ تھی۔ جہاں سے وہ لاانتہا دولت حاصل کر سکتا تھا۔ اور جب وہ اپنی مہم پر روانہ ہوتا۔ تو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ آتا۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی مہموں میں اُسے بہت سے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن اس کی بہادری۔ اوسان بحال رکھنے کی حیرت خیز طاقت اور خطرہ کی حالت میں عزم صمیم کو برقرار رکھنا یہ سب باتیں ایسی تھیں۔ کہ وہ ہر بار گرفتاری سے محفوظ رہتا۔ ابتدا میں جب کبھی ریفورڈ ٹامر سے رخصت ہو کر ایسی مہموں پر روانہ ہوتا۔ تو وہ حسینہ فکر ظاہر کیا کرتی تھی۔ لیکن جب وہ ہر بار وقت معینہ پر واپس آنے لگا۔ تو رفتہ رفتہ یہ اندیشے رفع ہو گئے۔ اور اسکی عدم موجودگی میں ٹامر اطمینان سے رہنے لگی۔

اس طرح تین سال کا عرصہ گذر گیا جس دن سے ٹامر اور ریفورڈ لورپول سے فرار ہوئے اس حسینہ کو نہ کبھی والد اور نہ اپنی بہن کی طرف سے کوئی پیغام موصول ہوا۔ اور نہ خود اس نے یا اسکے عاشق نے کبھی اُن دونوں کا ذکر کیا۔ لیکن باوجود اس کے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس سے ٹامر کی اپنے والد اور بہن کی محبت میں کسی طرح فرق آیا۔ کیونکہ استھر سے پھر ایک بار بغلگیر ہونے کی اس کے دل میں بہت آرزو تھی۔

ناظرین اس سے پہلے معلوم کر چکے ہیں۔ کہ ۱۸۲۶ء کے اواخر میں کس لئے ٹامرین سعدر مقام میر ... ٹامر کے ساتھ انگلستان کے مختلف حصوں میں پھرتے ہوئے اُسے اپنی ذات کی نسبت جو اہم واقفیت جیسی عورت میرانڈ سے حاصل ہوئی تھی۔ اس کی بنا پر اُس نے لندن جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اتفاق سے انہی ایام میں مسٹر ڈی مڈینا اور استھر بھی لندن پہنچ چکے تھے۔ مسٹر ڈی مڈینا نے بہت سی دولت کما لی تھی۔ اور اب اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا۔ کہ میں لورپول کو خیرباد کہوں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی جگہ تھی۔ جہاں رہ کر باوجود اس مصمم ارادہ کے جو وہ ٹامر کی نسبت کر چکا تھا۔ کسی طرح کے تلخ خیالات اسکے دل میں پیدا ہوتے تھے۔ لیکن استھر ... کیا وہ بھی ٹامر کو بھول گئی تھی؟ ہرگز نہیں۔ اس کی اپنی بہن سے غیر فانی محبت تھی اور اگر اُسے اپنی زندگی کے عرصہ دراز سے دست بردار ہو کر بھی ٹامر سے بغلگیر ہونے کا موقعہ حاصل ہو سکتا۔ تو وہ اس کے لئے بھی تیار تھی۔

حسن اتفاق سے یہ خواہش جلد ہی پوری ہو گئی۔ اکتوبر ۱۸۲۶ء کے آخری ایام میں ایک روز سہ پہر کے وقت استھر ڈی مڈینا ہولبورن میں کچھ سامان خریدنے کے بعد گریٹ آرمنڈ سٹریٹ کو واپس آرہی تھی۔ کہ اس کی اپنی بہن ٹامر سے ملاقات ہوئی۔ جو اسوقت تنہا تھی۔ اتفاق

سے ملاقات ایک ایسے بازار میں ہوئی۔ جہاں خلقت کا ہجوم نہ تھا۔ ورنہ تعجب اور خوشی کے جو کلمات دونوں کی زبان سے نکلے۔ اور جس شوق سے وہ بغلگیر ہوئیں۔ اسے دیکھکر راہروؤں کو ضرور تعجب ہوتا۔ مگر ہجوم کی عدم موجودگی کے باعث کسی نے اُن کے اظہار تعجب وخوشی کو نہ دیکھا چنانچہ وہ کوئین سکوئر کے ایک بے رونق حصہ کی طرف ہولیں۔ اور وہاں دونوں میں بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ ٹامر اسقر سے پوچھنے لگی۔ "میرے فرار کی خبر سنکر والد نے کیا کہا؟" چھوٹی بہن اسقدر متاثر ہوئی۔ کہ اس نے بے صبر ٹامر کے سوالات کے جواب میں ساری حقیقت بیان کردی۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ والد نے مجھے ہمیشہ کے لئے بے تعلق کردیا ہے۔ تو اُسے بہت رنج ہوا۔ وہ اس طرح روتی تھی۔ گویا اس کا دل ٹوٹتا جارہا ہو۔ آخر اس نے اپنی بہن سے آواز دباکر کہا۔ "پیاری اسقر والد کو اس بارہ میں مطمئن رہنا چاہیئے۔ کہ میں ہرگز اپنے آپ کو اُن کی دختر ظاہر کرکے انہیں رنج کا موقعہ نہ دونگی۔ نہیں بہتر ہے۔ وہ تمہیں کو اپنی بیٹی سمجھتے رہیں میں نہیں کہہ سکتی۔ لندن میں میرا قیام کب تک ہوگا۔ مگر اس کا میں تم سے وعدہ کرتی ہوں۔ کہ جہاں تک ممکن ہوگا۔ میں بہت کم باہر نکلوں گی۔ اور جب تک اُس کی خواہش جس کی محبت مجھے ہر قسم کے احکام کی تعمیل پر مجبور کرتی ہے۔ لندن میں رہنے کی ہوگی۔ میں اگر بازار میں نکلونگی تو چہرے پہ نقاب لٹکا کر نکلا کرونگی۔ میں امید کرتی ہوں۔ لندن میں ہمارا قیام زیادہ طویل نہ ہوگا اسقر تم نے والد کو اس ملاقات کی خبر دینا۔ اور جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں۔ وہ بھی انہیں بتا دینا۔" اسقر بہن کی زبانی یہ رنج دہ کلمات سنکر اس سے لپٹ گئی اور زار زار روتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی۔ "ٹامر کیا تم خوش ہو؟" اس نے جواب دیا "ہاں اسقر میں اتنی ہی خوش ہوں جتنی کوئی عورت جسے اسکے والد اور بہن نے بے تعلق کردیا ہو۔ خوش ہوسکتی ہے۔" پھر اس نے زار زار روتے ہوئے کہا۔ "پیاری اسقر میں اسکی صحبت میں رہ کر جس سے مجھے دلی محبت ہے۔ اور جو مجھ سے مہربانی اور نرمی کا سلوک کرتا ہے۔ ہر طرح خوش ہوں۔" اسقر نے آواز دباکر کہا۔ "تمہارے ان لفظوں سے میرے دل کا بوجھ کسقدر ہلکا ہوگیا۔ میں خوش ہوں کہ آج ہماری ملاقات ہوگئی۔ کیونکہ اس کی بدولت میرے دل سے وہ بوجھ اٹھ گیا ہے جو تمہاری غیر یقینی حالت کی نسبت تھا۔ لیکن ٹامر کیا بات تھی۔ کہ تم اپنے خوش وخرم گھر کو خیرباد کہہ کر چھومنت ہوگئیں؟ کس لئے تم نے اس باپ اور بہن سے قطع تعلق کرنا پسند کیا جنہیں تم بہت چاہتی تھیں؟" ٹامر بولی۔ "اسقر کیا تو نے آجتک اس کوچہ عشق میں قدم نہیں

رکھا جس کی لذات والدین اور بچوں یا بھائی بہن کی باہمی محبت سے بالکل جداگانہ ہیں؟ اسھتر نے کہا "نہیں" ٹامر کہنے لگی "بس یہی وجہ ہے کہ میں تمہیں سمجھا نہیں سکتی۔ کہ تمہاری نظروں میں اتنی قصوروار نہ ہونا چاہیئے۔ جس قدر رحم کی مستحق۔ جس سے مجھے محبت ہے۔ وہ از خود میرے پاس آیا۔ میں نے اُسے تلاش نہیں کیا تھا۔ وہ میرے متاع دل کو فوراً چھین کر لے گیا۔ پھر کیا اس سے عشق کرنا میرے اختیار میں تھا؟ اے بہن یہ ایک فضول دعوےٰ ہے۔ کہ کوئی شخص جذبۂ محبت پر قادر ہو سکتا ہے۔ کوئی دنیا وی طاقت ایسی نہیں۔ جو عشق کے اس بہاؤ کو روک سکے۔ جو اندھا دھند انسان کو اس کی قسمت کی طرف لیجاتا ہے۔ اور پھر ایسا عشق جیسا مجھے تھا۔ اور جیسا مجھ سے کیا گیا۔ اے اسھتر اس عشق کے متوالے کو باپ۔ بہن۔ گھر۔ بار۔ رشتہ دار اور دوست سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اے کاش تمہیں اس کا علم ہوتا کہ وہ محبت کتنی زبردست ہے۔ جو میرے دل میں پیدا ہوئی۔ اگر تمہیں علم ہوتا۔ تو یقیناً تم مجھے قصوروار قرار نہ دیتیں" اسھتر کہنے لگی "پیاری بہن کیا یہ ممکن ہے۔ میں تمہیں کبھی قصوروار قرار دوں۔ ہرگز نہیں!" اتنا کہہ کر اس نے ٹامر کو بڑے شوق سے اپنے بازوؤں میں لیا۔ اب تاریکی پھیل چکی تھی۔ اور چوک کے جس حصہ میں یہ دونوں آزادانہ طریق پر گفتگو کر رہی تھیں کوئی تیسرا ان کی گفتگو سننے والا نہ تھا۔

جب دونوں کی طبیعت سکون پذیر ہوئی۔ تو اسھتر نے ٹامر کو ان سارے واقعات سے خبردار کیا۔ جو دونوں کی جدائی کے بعد ظہور میں آچکے تھے۔ اس نے بتایا۔ کہ والد کاروبار کی الجھنوں سے دست بردار ہو کر لندن کی دیہی سکونت اختیار کر چکے ہیں۔ اور رینچلے کے قریب ایک مختصر سی اراضی کے متعلق ارل آف ایلنگھم سے ان کی کچھ قرارداد ہو رہی ہے۔ پھر دونوں بہنوں نے ایک دوسرے سے خط وکتابت کا فیصلہ کیا۔ اسھتر کو یہ امید تھی۔ کہ والد کو غالباً میرے ٹامر سے خط وکتابت کرنے پر اعتراض نہ ہوگا۔ چنانچہ فیصلہ یہ ہوا۔ کہ ٹامر اپنے خطوط گریٹ آرمنڈ سٹریٹ کے پتہ پر بھیجا کرے۔ اور اسھتر اپنے خطوں پر ڈی۔ آر۔ ساؤتھ مولٹن سٹریٹ کا پتہ لکھے۔ کیونکہ اسی جگہ رینفورڈ اور اسکی داشتہ جیمس کے فرضی نام سے رہا کرتے تھے جس وقت دونوں بہنیں جدا ہونے لگیں۔ تو اسھتر نے اپنی انگلی سے الماس کی ایک انگوٹھی اتار کر ٹامر کی انگلی میں پہنا دی۔ پھر اپنے بٹوے سے چھوٹی قینچی نکال کر اپنے بالوں کا ذرا سا حصہ کاٹ کر اُسے کاغذ میں لپیٹا۔ اور اپنی بہن کو دے کر کہنے لگی۔ ٹامر ہم

دونوں میں جو محبت ہے وہ ثبات زمانہ سے فنا نہیں کر سکتے۔ جدائی اس میں فرق نہیں ڈال سکتی۔ ہم ایک دوسرے سے جدا ہونیکو ہیں۔ اور اگرچہ مجھے امید ہے۔ حالات پھر ہمیں ایک دوسرے سے ملا دیں گے۔ تاہم ممکن ہے وہ حالات عرصہ دراز تک ملتوی رہیں۔ اسلئے میں چاہتی ہوں تمہارے پاس اپنی با محبت بہن کی کوئی نشانی ضرور رہے۔" ٹامر بڑے پُرجوش لہجہ میں کہنے لگی "بہن کیا ایسی محبت کے لئے جو ہم دونوں میں ہے کسی ظاہری نشان کی ضرورت ہے؟" استھر بولی "نہ سہی۔ بہرحال اس سے قلب کو اطمینان تو ضرور حاصل ہوتا ہے تمہاری یادگار میرے پاس تصاویر اور موسیقی کی کتابوں کی صورت میں موجود ہے۔ اس لئے میں جو درخواست تم سے کرنیکو ہوں اسکے ماننے سے انکار نہ کرنا۔" ٹامر بہت متاثر ہو کر کہنے لگی "بہن وہ کیا درخواست ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ میں تمہاری بات ماننے سے انکار کروں۔" استھر نے کہا "وہ یہ ہے کہ اس انگوٹھی کو لیکر جو میں تمہیں دیتی ہوں، تم نے بالوں کی اس یادگار کے لئے ایک تعویذ بنوا لینا جس کے اندر میرا نام کندہ ہو۔ پیاری بہن مجھے یقین ہے۔ تم میری اس درخواست کو نامنظور نہ کرو گی۔" ٹامر کپکپاتی ہوئی آواز میں کہنے لگی "استھر دوسری ملاقات میں جو ہمارے درمیان ہوگی۔ میں ضرور تمہیں وہ تعویذ دکھا سکونگی۔" اسکے بعد یہ دونوں بادل ناخواستہ ایک دوسرے سے جدا ہوئیں۔

مکان پر واپس آکر استھر نے ساری کیفیت بڑی صاف دلی کے ساتھ والد کے روبرو بیان کر دی۔ مسٹر ڈی ڈینا کچھ دیر خاموش رہا۔ اور استھر نے دیکھا۔ کہ اس کی پلکوں پر آنسو کا ایک قطرہ نمودار ہو گیا ہے۔ اسکے دل میں شعاع امید پیدا ہوئی۔ لیکن جلدی ہی اس کے والد نے پیچھے مڑ کر کہا "استھر تم نے اچھا نہیں کیا۔ وہ جو کبھی میری بیٹی تھی۔ اُسے ملکر تمہارا اس سے گفتگو کرنا قدرتی امر ہے۔ لیکن یہ نہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ تم اس سے خط وکتابت کرتیں۔ میری خواہش یہ ہے۔ کہ وہ خط جو سب سے پہلے اس کی طرف سے موصول ہو۔ وہی آخری سمجھا جائے۔" اتنا کہہ کر یہودی کمرہ سے چلا گیا۔ اور استھر بہت دیر تک آنسو بہاتی رہی۔

اس سے دوسرے ہی دن ٹامر نے اپنی بہن کو ایک طویل اور پرمحبت خط لکھا جس کے جواب میں استھر کو اسے سخت حکم سے مطلع کرنا پڑا۔ جو اس کے والد نے ان کی باہمی خط و کتابت کے بارہ میں صادر کیا تھا۔ لیکن مسٹر ڈی ڈینا کی یہ سختی ہی اس امر خاص میں کسی حد تک اس فراخ دلانہ اعتماد کو تلف کرنے کا موجب ہوئی۔ جسکا اظہار اب تک استھر

اسکے متعلق کرتی رہی تھی۔ وہ اس بات کا ہرگز فیصلہ نہ کرسکتی تھی۔ کہ اپنی بہن کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ منقطع کردے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے اس بات کی بھی جرأت نہ تھی کہ آیندہ اپنی بہن کے خطوط گریٹ آرمنڈ سٹریٹ کے پتہ پر وصول کرے۔ ان حالات میں قدرتی طور پر اُس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ٹامر کے خطوط کسی اور پتہ پر منگوائے جائیں۔ چنانچہ اس نے سوتھمپٹن رو کے ڈاک خانہ سے یہ انتظام کیا۔ کہ اس قسم کے خطوط جن پر یہ پتہ لکھا ہو "اسے بی سی۔ ڈاک خانہ سوتھمپٹن رو مکتوب الیہ خود آکر لے جائیگا" میری آمد تک محفوظ رکھے جایا کریں۔ اس انتظام سے اُنھوں نے اپنی بہن کو ایک خط کے ذریعہ اسی شام کو مطلع کردیا۔ اور ٹامر نے یہ سارے حالات ٹام رین کے روبرو بیان کردیئے۔ ٹام رین کو اس بات سے خوشی ہوئی۔ کہ ٹامر جس سے اُسے بیحد محبت تھی۔ اپنی بہن سے ملکر مطمئن ہوگئی ہے۔ لیکن اس کی زبانی اُسے یہ معلوم کرکے کچھ کم تعجب نہ ہوا۔ کہ مسٹر ڈی ڈینیا ارل آف اینگلسمر کی کچھار اضی کرایہ پر لینا چاہتاہے۔ اور اس موقعہ پر اس نے اول مرتبہ وہ تمام حالات اپنی داشتہ کو بتائے۔ جو جیسپی عورت میرانڈہ نے اس کی ولدیت کی نسبت اس کے روبرو ظاہر کئے تھے۔ ہمارے ناظرین ان سارے حالات سے پہلے ہی واقف ہوچکے ہیں۔

ان واقعات کے ساتویں دن اکتوبر کی ۱۷ تاریخ تھی۔ اور یہ وہ قابل یادگار دن تھا جو ہماری داستان میں ہیروں کے معاملہ کی وجہ سے خاص اہمیت حاصل کرچکا ہے۔ یوم مذکور کی سہ پہر کو پانچ بجے کا وقت تھا۔ کہ ٹامر انڈل سٹریٹ کے جوہری مسٹر گارڈن کی دکان پر وہ انگوٹھی فروخت کرنے گئی۔ جو اسمتھر نے اُسے دی تھی۔ ریفورڈ خود اس کام کو اپنے ذمہ لے لیتا۔ مگر وہ ارل ڈینیہ کے ساتھ بعض معاملات کے تصفیہ میں مصروف تھا۔ اور اسکے علاوہ ٹامر نے یہ سمجھا کہ اس معاملہ کا تعلق صرف میری ذات سے ہے۔ جب وہ جوہری کی دکان پر گئی۔ تو اگرچہ اپنی بہن کے بالوں کو ایک خوشنما تعویذ میں ملفوف کرانے کا خیال ہی اسوقت اسکے دل میں حاوی ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن ٹامر چونکہ جواہرات کی غیر معمولی طور پر شایق تھی۔ اسلئے جب مسٹر گارڈن کی دکان میں اس نے ہیروں کا ایک نادر سٹ کھلا ہوا دیکھا۔ تو اس پر قبضہ کرنے کی خواہش غالب آگئی۔ یہ ظاہر ہے کہ تین سال ایک چور کی صحبت میں رہنے کے بعد اسکے خیالات اس بارہ میں کہ یہ چیز کسی دوسرے آدمی کی ہے۔ اور اس پر میرا حق نہیں۔ بہت کچھ متزلزل ہوچکے تھے

چنانچہ فوراً ہی اسکے دل میں خیال آیا۔ کہ اگر ٹام شاہراہ پر لوگوں کی نقدی پر آسانی سے قبضہ کرلیتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے ۔میں ان ہیروں پردیسی ہی آسانی سے قابض نہ ہو جاؤں ۔ یہ خیال اس کے دل میں پیدا ہوتے ہی مضبوط ہو گیا۔ چنانچہ وہ دیر تک جوہری کے ساتھ انگوٹھی کی قیمت کی نسبت محض اس لئے جھگڑتی رہی۔ کہ اس طرح ہیروں کا سٹ اڑانے کا کوئی موقعہ مل جائے گا۔ یہ موقعہ اسے مل گیا۔ اور وہ انگوٹھی کی قیمت اور چوری کا سٹ لیکر دکان سے رخصت ہو گئی ۔

لیکن بازار میں پہنچتے ہی اُس کے خیالات نے پلٹا کھایا۔ اب وہ چاہتی تھی۔ کوئی ایسی حالت پیدا ہو۔ کہ میں کسیطرح یہ ہیرے دوبارہ جوہری کے حوالہ کردوں۔ ایک بار اسکے جی میں آئی۔ کہ واپس جاکر ہیروں کا سٹ مسٹر گارڈن کو دیدوں۔ لیکن پھر اس خیال سے رُک گئی۔ کہ ایسا نہ ہو وہ مجھے مجرم قرار دے ۔ اور میں گرفت میں آجاؤں۔ پس وہ جلد جلد قدم اٹھاتی سوتھ مولٹن سٹریٹ کیطرف ہولی ۔ اگرچہ راستہ بھر یہ سوچتی رہی کہیں رینفرڈ میری اس حرکت سے ناراض نہ ہو جسقدر زیادہ اس معاملہ پر غور کرتی تھی۔ اسی قدر یہ خیال اس کے دل میں مضبوط ہوتا جارہا تھا۔ کہ وہ ضرور مجھ سے خفا ہوگا۔ چنانچہ اس نے ارادہ کیا۔ کہ بہتر ہو۔ میں اس واقعہ کو اس سے چھپائے رکھوں ۔ اور جلد سے جلد کوئی موقعہ حاصل کرکے ان ہیروں کو کسی محفوظ طریق پر مسٹر گارڈن کے پاس واپس پہنچا دوں ۔

مکان پر پہنچی ۔ تو اسخفر کا ایک خط ملا۔ جس میں اس نے اپنی محبت کا یقین دلانے کے بعد اختصار کے لئے معذرت چاہی تھی۔ اور لکھا تھا۔ کہ اسوقت ایک بجا ہے ۔ اور دو بجے میں لارڈ ایلنگھم کی گاڑی میں اُن کے اور والد کے ہمراہ جنگل کے قریب اس اراضی اور مکان کو دیکھنے جارہی ہوں ۔ جسے والد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسی خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہم لوگ وہیں کھانا کھائیں گے۔ اور رات سے پہلے واپس نہ آئینگے جسوقت ٹام نے یہ خط پڑھا۔ تو ٹام بین بھی اس کمرہ میں موجود تھا۔ اس نے اسکا مضمون اسے بتا دیا۔ اس کے دو دن بعد رات کے وقت وہ اپنی مہم پر روانہ ہوا ۔ اور اس موقعہ پر اس نے بیڈ فنٹ کے قریب لیڈی ہیٹ فیلڈ سے اسکی نقدی کا بٹوہ چھینا ۔

اس سے دوسری صبح کو رینفرڈ کی گرفتاری عمل میں آئی۔ اور اُسے بوسٹریٹ کی عدالت

میں پہنچایا گیا۔ لیکن جیسا کہ پیشتر بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ اس موقعہ پر سزایابی سے بچ گیا۔ پھر جس وقت وہ کمرۂ عدالت ہی میں تھا۔ اسے استھر ڈی ٹڈینا کا نام سنکر سخت تعجب ہوا اور وہ اپنی حسین ٹامر کی بہن کو جسے اس سے والد کی بے تعلقی کے باوجود بیحد محبت تھی۔ تعریف اور دلچسپی کی نظر سے دیکھنے لگا۔ جب مسٹر گارڈن نے آگے بڑھ کر اپنا نام اور پیشہ بتایا۔ تو ریفورڈ مضطرب ہونے لگا۔ کیونکہ اسے یاد تھا۔ کہ تین دن پہلے ٹامر نے اس شخص کے ہاتھ انگوٹھی فروخت کی تھی۔ پھر جبکہ جوہری نے بتدریج ہیروں کی گم شدگی کا واقعہ بیان کیا۔ تو ریفرن کا دل اس کے سینہ میں بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس نے فوراً ہی معلوم کر لیا۔ کہ معاملہ کی حقیقت کیا ہے۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ استھر کی معصومیت کو کس طرح ثابت کیا جائے۔ کہ اسے یاد آیا جس وقت ہیروں کی چوری کا واقعہ ظہور میں آنا بیان کیا جاتا ہے۔ اس وقت تو وہ فیجلے کے قریب تھی۔ اسکے بعد جس طرح ریفورڈ کی مداخلت سے لارڈ ایلنگھم استھر کی مدد کو پہنچا۔ اور اس کی وساطت سے استھر کو رہائی حاصل ہوئی۔ یہ واقعات ایسے ہیں جنہیں دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ناظرین ان سے پہلے ہی واقف ہیں۔ یہ امر بھی مذکور ہو چکا ہے۔ کہ جس وقت مقدمہ خاتمہ کے قریب تھا۔ استھر کا والد اتفاقیہ طور پر عدالت میں پہنچ گیا۔ اس وقت اس نے اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے جو یہ الفاظ کہے تھے "اسے ! تھر میں سب کچھ سمجھ گیا ۔ ۔ یہ تمہاری اپنی ہی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے"

ناظرین ان کا مطلب موجودہ تشریحات کی روشنی میں اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اسکے بعد جب استھر نے اپنے والد پر التجائی نظر ڈالی۔ جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اسے کسی فرض کی یاد دہانی یا کسی معاملہ کے متعلق خاموشی کے ساتھ التجا کرنا چاہتی۔ جس سے اسکا والد نا واقف تھا۔ تو اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اس سے درخواست کرنا چاہتی تھی۔ کہ آپ ان ہیروں کی قیمت ادا کر کے ٹامر کو ان ناگوار نتائج سے بچالیں۔ جو اس صورت میں اُسے پیش آسکتے تھے۔ کہ ہیروں کا سراغ اس کی ذات تک چلتا۔ مگر جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس نے اس سریع اور پرمعنی نظر کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔

اس چند منٹ کے عرصہ میں جبکہ مسٹر ڈی ٹڈینا کمرہ عدالت میں رہا۔ ریفورڈ ہجوم میں اسقدر چھپا ہوا تھا۔ کہ وہ اُسے دیکھ نہ سکا۔ اس جگہ ہم یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ ریفورڈ نے اپنے سوتیلے بھائی ارل آف ایلنگھم کو دیکھا۔ جس کی خوشنما نیلگوں آنکھوں سے فیاضی اور صاف دلی برستی تھی۔ چنانچہ ریفرن کی طبیعت فوراً ہی از خود

اس کی طرف کھنچ گئی۔ اور یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اسکی اپنی آنکھیں گہری نیلی تھیں۔ اور ان سے نہ صرف خوش مزاجی بلکہ کسی حد تک طبعی فیاضی کا بھی اظہار ہوتا تھا۔ درحقیقت ارل اور رینفورڈ میں آنکھوں اور دانتوں کے معاملہ میں بہت بڑی خاندانی مشابہت پائی جاتی تھی غرض یہ پہلا موقعہ تہا۔ کہ رینفورڈ نے اس شخص کو دیکھا جسے وہ اپنا سوتیلا بھائی سمجھتا تھا۔ ارل نے بھی اُسے تماشائیوں کے ہجوم میں جو کمرہ عدالت میں موجود تھا۔ دیکھا ہوگا۔ مگر وہ اُسے کیا پہچان سکتا تھا۔ اُسے اس وقت اس کا مطلق علم نہ تھا۔ کہ یہ شکیل جوان جس کی رنگت سرخ وسپید اور جسکے بال بھورے رنگ کے ہیں۔ میرا ایک نہایت قریبی رشتہ دار ہے

اپنے مکان واقع سوتھ مولٹن سٹریٹ پر واپس جاکر رینفورڈ نے ٹامر کو اس کی اُس بے جا حرکت کے متعلق جو اس نے ہیروں کا سٹ چرانے کے معاملہ میں کی تھی ملامت کی۔ اس نے سخت یا تند الفاظ استعمال نہیں کئے۔ کیونکہ وہ فطرتاً ایسا فیاض تھا۔ کہ اس کی طرف سے ناخوشگوار الفاظ کا اظہار غیر ممکن سمجھا جا سکتا ہے۔ البتہ اسکے لہجے سے سختی اور سرد مہری ظاہر ہوتی تہی۔ اور پایا جاتا تھا کہ وہ کسی حد تک ناراض ہے۔ اس کے اس برتاؤ سے ہی ٹامر کو سخت رنج ہوا مگر اس نے سامنے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب اسنے اپنے دلدار کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ میرے جرم کی بدولت میری بہن کو جو اسے بیحد عزیز تھی۔ عدالت کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور اس پر ایک نہایت ذلیل الزام عاید ہوا۔ تو اس نے اظہار پشیمانی کرتے ہوئے رینفورڈ سے درخواست کی "تم یہ ہیرے مجھ سے لیکر خود اس جوہری کو واپس کردو" وہ کہنے لگا "میں ابھی جاکر یہ سٹ واپس دے آتا ہوں" جانے سے پہلے ٹامر اس سے معافی کی خواستگار ہوئی۔ مگر وہ کہنے لگا "چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ میری اپنی مثال کی تقلید کی گئی ہے۔ اس لئے سچ پوچھو۔ تو مجھے معافی دینے کا حق حاصل نہیں۔ لیکن اے ٹامر میری یا اپنی خاطر نہیں۔ تو کم از کم اپنی اس قابل قدر بہن کی خاطر جسے تم سے بے حد محبت ہے۔ آیندہ ایسے برے افعال سے باز رہنے کا اقرار کرو" اسکے بعد وہ اس سے بغلگیر ہوکر رخصت ہوا۔

اس اثنا میں استھر ڈی مڈینا بھی اپنے والد کو اس بات پر آمادہ کر چکی تھی۔ کہ آپ مجھے اتنا روپیہ دیں کہ میں ہیروں کے اس سٹ کی قیمت ادا کردوں جس کی نسبت اُسے یقین ہوگیا تھا۔ کہ وہ ٹامر ہی نے جوہری کی دوکان سے لئے ہیں۔ یہ رقم ادا کرتے ہوئے مسٹر ڈی مڈینا نے سختی سے کہا۔ "استھر یہ ایک ایسی رعایت ہے کہ میں صرف تمہیں کو دیتا ہوں۔ ورنہ اس کا

جوکبھی میری بیٹی کا درجہ رکھتی تھی۔ اور جس کی نسبت آج کے واقعہ نے میرے دل میں اور بھی نفرت پیدا کردی ہے سمجھے ذرا پرواہ نہیں۔ یہانتک کہ میں سمجھتا ہوں۔ وہ میرے دل سے پہلے سے بھی بعید ہو چکی ہے "۔ اسکے بعد جیسا کہ اس کا معمول تھا۔ وہ اس ناگوار ذکر کو ختم کرنے کی غرض سے دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔ اسکے علاوہ اس نے یہ بھی سوچا۔ کہ استھر آج پہلے ہی اتنی پریشانی برداشت کر چکی ہے۔ کہ میری طرف سے کوئی مزید ملامت غیر ضروری اور ظالمانہ ہوگی۔ اور اس بات کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اگر یہ گفتگو جاری رہی تو میں غصہ پر ضبط نہ کرسکونگا۔

ہمارے ناظرین کو معلوم ہے۔ کس طرح استھر نے جوہری کی دوکان میں جاکر ان ہیروں کی قیمت کے چھ سو پونڈ ادا کئے۔ جوہری نے اُسے رسید پیش کی۔ لیکن اس نے رسید لینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ۔ اس نے سمجھا۔ میں چونکہ اس معاملہ کو خالص عزت داری کے اصول اور ایک دوسرے شخص کی پاسداری کیوجہ سے طے کر رہی ہوں۔ اسلئے اگر میں نے اسے محض کاروباری حیثیت تک پہنچا دیا۔ تو معلوم ہوگا۔ میرا اس معاملہ سے کچھ ذاتی تعلق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ہرگز یہ بات ظاہر نہ کرنا چاہتی تھی۔ کہ میری ایک اور بہن ہے جو مجھ سے مشابہ ہے۔ یہانتک کہ دونوں کو جدا جدا دیکھا جائے۔ تو دونوں پر ایک کا گمان ہوسکتا ہے اور حقیقی مجرم وہ دوسری بہن ہے۔ نہیں۔ اگر وہ اسکی خواہش بھی رکھتی۔ تو وہ اس اعتراف کی جرأت نہ کرسکتی تھی۔ پس جس وقت وہ روپیہ ادا کرکے دوکان میں ذرا دیر کے لئے رُکی اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔ تو اس کی وجہ درحقیقت یہ تھی۔ کہ اپنی فطری تمکنت کے زیر اثر وہ جوہری سے مخاطب ہوکر یہ کہنے کی آرزو مند تھی۔ کہ صاحب یقین رکھیئے۔ میں اس خوفناک الزام سے بالکل بے قصور ہوں۔ لیکن ذرا غور کرنے پر اُسے معلوم ہوا۔ میرا یہ بیان اسی صورت میں قابل تسلیم سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ میں اس کے ساتھ کوئی معقول عذر بھی پیش کروں۔ اور وہ عذر جیسا کہ ہم نے بیان کیا کسی طرح بھی بحفاظت پیش نہ ہوسکتا تھا۔ ان حالات میں وہ یکایک اپنے الفاظ کو روک کر اس دوکان سے چلی آئی۔ حالانکہ بالکل بے قصور تھی۔ مگر بہن کی خاطر سے اس نے جرم کی ندامت خود برداشت کرنی منظور کی۔

ادھر استھر روپیہ ادا کرکے دکان سے نکلی۔ اُدھر ٹام رین ہیروں کا سٹ واپس کرنے کو آپہنچا اُسے یہ معلوم کرکے سخت حیرت ہوئی۔ کہ مس ڈی مڈینا خود آکر اُن ہیروں کی قیمت کے چھ سو پونڈ ادا کر گئی ہے۔ لیکن وہ اس خیال سے ہیروں کا سٹ چھوڑ گیا۔ کہ استھر کو اُن کی واپسی

کی خبر یا تو براہ راست مسٹر گارڈن یا ٹامر سے مل جائے گی۔ جس وقت رینفورڈ اپنے مکان واقع سوتھ مولٹن سٹریٹ میں پہنچا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ ٹامر کی حالت غیر ہے۔ درحقیقت اس دن کے واقعات نے اس حسینہ کی طبیعت پر کئی طرح کے ناگوار اثرات پیدا کر دیئے تھے۔ اس کی اپنی بے جا حرکت سے اس کی عزیز بہن کا عدالت میں پہنچایا جانا۔ یہ خیال کہ اس خبر کو سنکر والد کتنے خفا ہوئے ہونگے۔ پھر رینفورڈ کی ملامت جو اس سے پہلے کبھی ایسی سختی سے پیش نہ آیا تھا۔ اور وہ ذاتی پشیمانی جو رہ رہ کر اپنے فعل پر محسوس ہو رہی تھی۔ یہ سب باتیں اُسے دیوانہ بنا رہی تھیں۔ یہ دیکھکر کر رینفورڈ کو اس کام پر گئے جس کے لئے وہ روانہ ہوا تھا۔ ضرورت سے زیادہ دیر لگ گئی ہے۔ اس کے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہونے لگے۔ کبھی یہ سوچتی کہ وہ شاید مجھے ہمیشہ کے لئے ترک کر گیا ہے۔ اور اُسے مجھ سے نفرت ہو گئی ہے۔ کبھی یہ خیال پیدا ہوتا۔ کہ چوری کے ہیرے واپس کرتے وقت شاید اُسے گرفتار کر لیا گیا ہے۔ غرض اس قسم کے خیالات کے زیر اثر اس کی طبیعت اتنی بے چین ہو گئی جیسے طوفان کی آمد سے سمندر میں تلاطم پیدا ہو جاتا ہے۔ سخت اضطراب اور ذہنی پریشانی کی حالت میں اس نے بازار سے تھوڑا سنکھیا خریدا۔ گھر واپس آئی۔ تو رینفورڈ اب تک نہیں لوٹا تھا۔ کمرہ میں بیٹھکر اس نے دیوانگی کے خیالات پر غالب آنیکی بہت کوشش کی۔ لیکن سر پر خودکشی کا جنون سوار تھا۔ اس خوفناک جذبہ کو رفع کرنے کے لئے وہ بڑی دلیری سے کوشش کرتی رہی۔ غیرت ایک ہاتھ کو کھینچتی تھی۔ غرض دوسرے ہاتھ کو۔ اسی جدوجہد میں رینفورڈ واپس آگیا۔ اس نے اعلیٰ ظرف سے خیر اُسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ اور اطمینان بخش کلمات کہے۔ کہنے لگا میں تمہیں تہ دل سے معاف کر چکا ہوں۔" اور بہت دیر تک اُس سے پیار کرتا رہا۔ خود ٹامر اس جوش کی حالت کو جس میں سے وہ گذر رہی تھی۔ فرو کرنے کی بہت کوشش کرتی رہی۔ لیکن اسے صرف اتنی ہی کامیابی حاصل ہوئی۔ کہ ظاہری حالت ساکن نظر آتی تھی۔ اس طرح دو تین گھنٹے کا عرصہ گذر گیا۔ اور رینفورڈ نے سمجھا اب اس کا مزاج بحال ہو رہا ہے۔ لیکن یکایک اس پر پھر جنون کا سا اثر طاری ہو گیا۔ وہ پاس سے اٹھ کر خوابگاہ میں گئی۔ اور قبل اسکے کہ رینفورڈ اس کے ارادہ سے واقف ہو سکتا۔ اس نے سنکھیے کا سفوف پھانک لیا۔ خود رینفورڈ اُسے غیر معمولی تیزی رفتار کے ساتھ کمرہ سے باہر جاتے دیکھکر گھبراہٹ کی حالت میں اسکے پیچھے پیچھے گیا۔ لیکن اسکے پہنچتے پہنچتے وہ زہر کھا چکی تھی۔ رینفورڈ کو دیکھ کر وہ

دیوانہ وار اسکے قدموں پر گر پڑی۔ اور پھر جب ہربرٹ نے ایک طرف کو پڑا ہوا کاغذ پڑا دیکھا۔ تو وہ آن واحد میں معاملہ کی حقیقت سے باخبر ہوگیا۔

وقت نہایت قیمتی تھا۔ ٹامر کو اُسکی نگرانی میں چھوڑ کر رینفورڈ مکان سے نکلا۔ اور ایک کرایہ کی گاڑی میں سوار ہوکر جو اس وقت حسن اتفاق سے پاس سے گذر رہی تھی۔ اُس نے گاڑیبان سے کہا۔ تم مجھے قریب ترین ڈاکٹر کے مکان پہ لے چلو۔ گاڑیبان کو ڈاکٹر لیسانز کا نام یاد تھا۔ چنانچہ وہ اُسے ایکر گریفٹن سٹریٹ میں لے پہنچا۔ ڈاکٹر رینفورڈ کے ہمراہ سوتھ مولٹن سٹریٹ والے مکان میں آیا۔ اور جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے ٹامر کی جان بچ گئی۔

مگر لیسانز کے رخصت ہونے سے پیشتر رینفورڈ نے یہ ضروری سمجھا۔ کہ کوئی ایسی حفاظتی تدبیر اختیار کی جائے جس سے ٹامر کے اقدام خودکشی کا اثر ہسٹر ڈی مڈینا کی ذات پر نہ پڑے۔ قدرتی طور پر رینفورڈ کو خیال آیا۔ کہ ڈاکٹر چونکہ سوسائٹی کے ہر طبقہ میں جاتا آتا ہے۔ اور اسکے دوستوں کا حلقہ وسیع ہے۔ اسلئے اغلب ہے۔ وہ جلد یا بدیر ہسٹر کو دیکھے۔ اور اسے غلطی سے وہ مریضہ سمجھے جس کا اس نے علاج کیا تھا۔ اور جو حقیقت میں اسکی بہن ٹامر تھی۔ اسی لئے رینفورڈ نے لیسانز سے یہ وعدہ لیا۔ کہ جب سوتھ مولٹن سٹریٹ میں مریضہ کے معالجہ کے سلسلہ میں آپ کا آنا جانا بند ہو۔ تو آپ اس بات کو بالکل بھول جائیں۔ کہ میں نے کبھی اس عورت کو دیکھا تھا۔ اور آئندہ اگر کبھی وہ آپ کو تنہا یا سوسائٹی میں کہیں ملے۔ تو نہ اسکی شناسائی ظاہر کریں۔ نہ اس سے گفتگو کی کوشش کریں۔ سوائے اس حالت کے کہ اسکا آپ سے باضابطہ تعارف کرا دیا جائے۔ اور اس صورت میں بھی آپ یہ کہیں۔ کہ ہماری واقفیت اسی گھڑی سے شروع ہوئی ہے۔ دوسرے دن صبح کے سات بجے ہی رینفورڈ ٹامر کو لیکر سوتھ مولٹن سٹریٹ والے مکان سے لاکس فیلڈس میں اُٹھ گیا۔ جہاں پر اس نے ہیروں کے معاملہ سے پہلے ہی ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا۔ کیونکہ کئی وجوہ کی بنا پر جن کا ذکر غیر ضروری ہوگا۔ اس نے ارادہ کر رکھا تھا۔ کہ میں کسی الگ تھلگ مکان میں سکونت اختیار کروں۔ اس وقت ٹامر نے اپنی بہن کو ایک طویل پُردرد چٹھی لکھی جس میں اُس نے معافی چاہی تھی۔ کہ مجھ ناچیز کی خاطر تمہیں پریشانی اُٹھانی پڑی۔ اس خط میں یہ بھی مذکور تھا۔ کہ تااطلاع ثانی میرے نام کے خطوط اس پتہ پر بھیجے جایا کریں۔ "ٹی آر نمبر ۵۔ برینڈن سٹریٹ لاکس فیلڈس"

جس روز ریفورڈ اور ٹامر ایلینٹ اور کیل سرائے کے نواحات میں اُٹھ گئے۔ اسی دن مسٹر گارڈن جوہری گریٹ آرمنڈ سٹریٹ میں استھر ڈی مڈینا سے ملنے گیا۔ استھر کو جوہری کی آمد کی اطلاع ملی۔ تو وہ بہت مضطرب ہوئی۔ کیونکہ اُسے اندیشہ تھا۔ اگر والد مکان پر ہوئے تو یہ معلوم کرنے نشست گاہ میں آجائیں گے۔ کہ یہ شخص کس غرض سے آیا ہے۔ اور اس طرح پر گذشتہ تلخ واقعہ کی یاد پھر تازہ ہوگی۔ ان حالات میں استھر کو نوکروں کی زبانی یہ معلوم کر کے بہت اطمینان ہوا۔ کہ مسٹر ڈی مڈینا تھوڑی دیر پہلے مکان سے کہیں چلے گئے ہیں جس وقت جوہری نے استھر کے روبرو بھورے بالوں والے شخص کی آمد اور ہیروں کی واپسی کا ذکر کیا۔ تو اس نے فوراً معلوم کر لیا کہ وہ ریفورڈ ہوگا۔ کیونکہ اگرچہ اس نے اسے کبھی صورت سے نہیں دیکھا تھا۔ تاہم تین سال پیشتر وہ لورپول میں اس کا کچھ حلیہ سُن چکی تھی۔ جب مسٹر گارڈن نے ہیروں کی واپسی کا ذکر کیا۔ تو استھر کے چہرہ پر فوراً خوشی کے آثار پیدا ہو گئے کیونکہ اس نے سمجھا۔ اس سے ٹامر کی اصول پسندی اور میرے متعلق ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے اس کے دو دن بعد ٹامر اور استھر کی پھر ملاقات ہوئی۔ اور اس موقعہ پر چھوٹی بہن نے بڑی سے کہا "میں تمہارے خلاف اپنے دل میں ذرا بھی ناراضگی نہیں رکھتی۔ اور جسے تم اپنی خطا ظاہر کرتی ہو تمہیں پہلے ہی معاف کر چکی ہوں۔" اس سے اگلی شام کو اُن کی تیسری ملاقات ہوئی اور اس موقعہ پر استھر نے بڑے زور سے ٹامر کو اس بات کی ترغیب دی۔ کہ تم چل کر والد کے قدموں میں دوزانو ہو جاؤ۔ اور معافی کی خواستگار ہو۔ لیکن ٹامر نے استقلال کے لہجہ میں جواب دیا۔ اگرچہ اسوقت اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہ رہے تھے "نہیں استھر یہ غیر ممکن ہے۔ ریفورڈ کو مجھ سے اس درجہ محبت ہے۔ کہ میں اسکا ساتھ چھوڑ کر نہیں آسکتی۔ اور اگر آجاؤں۔ تو مجھے اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے۔ والد اسی شرط پر معافی دے سکیں گے۔ بہن میری قسمت اس سے وابستہ ہو چکی ہے۔ اور اب موت ہی ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر سکے گی۔ پیاری استھر یہ نہ سمجھنا۔ کہ میں چونکہ ایک ایسے کام کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ جو پھر ہمارے ملاپ کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور جس کی بدولت ہم پھر والد کے پاس اکٹھی رہ سکتی ہیں۔ اس لئے مجھے تم سے کچھ کم محبت ہے۔ خدا جانتا ہے کہ میں تم سے کس قدر سچے دل سے محبت کرتی ہوں سے کاش خانگی راحت میرے نصیب میں ہوتی۔ لیکن نہیں استھر یہ غیر ممکن ہے۔" اس کے

بعد دونوں بہنیں زار زار روتی ایک دوسرے سے رخصت ہوئیں۔ مسٹر ڈی ہڈینا کو ان دونوں موقعوں پر استھر کے بہت دیر تک مکان سے باہر رہنے کے واقعہ کا علم ہو گیا۔ اور جب اس نے کہا۔ تم بھی ٹامر سے ملتی ہو۔ تو وہ اس سے انکار نہ کر سکی۔ اور دوزانو ہو کر والد سے اس رعایت کی خواستگار ہوئی۔ کہ بہنیں گاہ بگاہ ایک دوسرے سے ملنے کی اجازت تو دی جائے۔ اسوقت وہ اتنی غم زدہ تھی۔ کہ مسٹر ڈی ہڈینا نے جو دل میں بہنوں کے جذبہ محبت کی تعریف کرتا تھا۔ کچھ جواب نہ بن پڑا۔ کلمہ نفی نوک زبان پر تھا۔ لیکن وہ اسے ادا نہ کر سکا۔ دل میں وہ استھر کی طبعی فیاضی اور پاک باطنی کا قائل تھا۔ اور اسے خوشی تھی کہ میری بیٹی ... جیسے اب وہ اپنی اکلوتی بیٹی ظاہر کرتا تھا۔ اپنی فطرت میں ایسی اعلےٰ صفات رکھتی ہے۔ لیکن پھر جب اس نے اپنے کمرہ کی تنہائی میں دونوں بہنوں کی ملاقات کے سوال پر دوبارہ غور کیا۔ اور اسے خیال آیا۔ کہ اگر ملاقاتوں کو فوراً ہی نہ روکا گیا۔ تو یہ بڑھ جائیں گی۔ نیز جب اس کے دل کو یقین ہو گیا کہ ٹامر اب ناقابل اصلاح ہے۔ اور نہ صرف اس کی اصلاح کی کوئی امید نہیں۔ بلکہ اندیشہ ہے۔ اسکے اثر سے استھر بھی بگڑ نہ جائے۔ تو اس نے اس تکلیف دہ فرض کی ادائیگی کا فیصلہ کر لیا۔ کہ ان ملاقاتوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جانا چاہیئے۔ اس نے سوچا کہ سردست معاملہ کی تلخی کو کم کرنے کے لئے دونوں میں خط و کتابت کا سلسلہ قائم رہنے دیا جائے لیکن اس رعایت کو بھی آگے چل کر جلد ہی دور کر دینے کا اس نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ مسٹر ڈی ہڈینا نے سوچا۔ کہ زبانی گفتگو تحریری تبادلہ خیالات سے بدرجہا زیادہ خطرناک ہے۔ اسلئے پہلے اسی کا خاتمہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے اس دن جو ٹامر کے رینفورڈ کے ہمراہ فرار ہونے کی سالگرہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ استھر کو وہ حلف دیا جسکا ذکر پہلے آ چکا ہے اور جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ آج کے بعد تم نے ہرگز اپنی بہن سے نہ ملنا۔ درحقیقت وہ گفتگو جسے لارڈ الینگھم نے پاس کے کمرہ میں ہونے کی وجہ سے جزوی طور پر سن لیا۔ اور جس کے ان سنے حصوں کو پُر کر کے اس نے استھر ڈی ہڈینا کی پاکبازی کے خلاف اپنے دل میں عجیب و غریب شبہات کو جگہ دی۔ دونوں بہنوں کی ملاقات کی ممانعت ہی کے متعلق تھی۔

پھر جب حلف دینے کے بعد استھر روتی ہوئی اپنے والد کے کمرہ میں گئی۔ تو اُسے یاد آیا کہ مجھے چونکہ تحریر کی ممانعت نہیں کی گئی۔ اس لئے بہتر ہو۔ میں اس ذریعہ سے

اپنے دلی غم کو بہن کے روبرو ظاہر کرکے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کروں۔ یہی وہ خط تھا جبکہ وہ ہولپین کے ڈاک خانہ میں پہنچی۔ اور جسے اولڈ ڈیتھ نے دوبارہ نکلوا کر پڑھا۔ اور پھر ڈاک میں ڈال دیا تھا۔ ناظرین اگر اس خط کا مضمون ان تشریحات کی روشنی میں دوبارہ پڑھیں تو انہیں معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ خصوصیت سے ٹامر ہی کو مخاطب کرکے لکھا گیا تھا۔ حالانکہ بادی النظر اور ان حالات میں کہ استھر کے خلاف بدگمانی کو دل میں جگہ دی جائے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رینفورڈ کو مخاطب کرکے لکھا گیا ہے۔

ہم اب مسٹر ڈی میلیا کے خاندان کی نسبت سارے اسرار کو واضح کر چکے ہیں۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہمارے ناظرین یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوئے ہونگے۔ کہ استھر نیکی اور پاکبازی کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ اسے فطرت اور عورت سے انصاف نہ سمجھئے۔ جس میں ایسی نیکیاں موجود ہیں جن کی نظیر دنیا کی عورتوں کے لئے بھی موجب فخر ہو سکتی ہیں۔ رینفورڈ ہرچند کہ اس حیثیت سے ذاتی طور پر واقف نہ تھا۔ تاہم وہ اس کی اعلیٰ صفات اور اسکے قابل قدر خصائل کو جانتا اور ان کی قدر کرتا تھا۔ سب سے زیادہ اس کے دل میں اس محبت کیلئے احساس تعریف تھا۔ جو استھر کو اپنی بہن سے تھی۔ چنانچہ اس پہلی ملاقات کے بعد جو لندن میں دونوں بہنوں کے درمیان ہوئی۔ رینفورڈ نے اس بات کا عہد کرلیا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو ایسا انتظام ہونا چاہیے کہ ٹامر کے کسی فعل کی وجہ سے استھر کو مبتلائے مصیبت نہ ہونا پڑے۔ اور دوسرے اس بات کو جبکہ مسٹر ڈیتھ اور سراغرساں سپاہی پولیس کو ساتھ لیکر اس کی گرفتاری کے لئے ہاکس فیلڈس والے مکان میں پہنچا۔ تاہم پہلے ٹامر کو تاکید کردی تھی۔ کہ اگر میں پکڑا گیا تو مجھ سے ملنے کے لئے ہرگز جیلخانہ میں نہ آنا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ اگر ایسے وقت کسی شخص نے جو استھر سے واقف ہو اسے دیکھ لیا۔ تو وہ اسے استھر ہی سمجھے گا۔ لیکن اس کی سزایابی کے بعد ٹامر نے جیل سپرنٹنڈنٹ کی معرفت اسے آخری ملاقات کے لئے کئی التجائی خطوط بھیجے۔ اور آخر کار اس نے پھانسی پانے سے ایک دن پہلے شام کو اس سے الوداعی ملاقات کرنا منظور کیا۔ مگر اس میں بھی یہ شرط لگادی۔ کہ مجھ سے ملنے آؤگی۔ تو چہرہ کو اچھی طرح نقاب میں چھپا کر آنا۔

جب استھر نے اخبارات میں رینفورڈ کی گرفتاری کی خبر پڑھی۔ تو اسے اپنی مصیبت زدہ بہن کے متعلق بہت ہمدردی پیدا ہوئی۔ وہ جانتی تھی۔ کہ اسے رینفورڈ سے بے حد

محبت ہے۔ خود استھر بھی اب جذبۂ محبت کی لذت سے بے خبر نہ تھی۔ کیونکہ شکیل و خوبصورت اور فیاض ارل آف ایلنگھم کے لئے اس کے اپنے دل میں کچھ عرصہ سے محبت کا احساس پیدا ہو چکا تھا۔ چنانچہ ٹامر نے رنیفورڈ کے متعلق اپنے عشق کی جو کیفیت مختلف موقعوں پر اسکے روبرو بیان کی۔ وہ کئی بار استھر کو اپنے موجودہ جذبۂ محبت کے سلسلہ میں یاد آئی۔ کچھ شک نہیں۔ کہ استھر کو اس نیکدل امیر کے ساتھ حقیقی عشق پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن یہ محبت پاک تھی۔ اس کے اطوار میں دوشیزگی کی حیا اس حد تک موجود تھی۔ کہ وہ اس جذبہ کا اظہار کسی بھی حالت میں نہ ہونے دیتی تھی۔ یہانتک کہ اس نے خود اپنے دل میں اب تک اس محبت کا صحیح طور سے اعتراف نہ کیا تھا۔ اور نہ اس سوال پر غور کیا تھا۔ کہ یہ جذبہ کبھی حقیقت کی صورت اختیار کرے گا وہ جانتی تھی۔ کہ ارل کو لیڈی ہیٹ فیلڈ سے محبت ہے۔ اور وہ اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ کئی بار حالت تنہائی میں اسکے منہ سے سرد آہیں نکلا کرتی تھیں۔ لیکن ان کے سبب سے وہ پوشیدہ طور پر خبردار نہ تھی۔ باوجود اسکے ایک حقیقی جذبہ اسکے دل میں نقش ہو چکا تھا۔ اگرچہ وہ اسے اپنی معصومیت کی وجہ سے محض دوستی کا جذبہ سمجھتی تھی۔ چونکہ اس کی روح پاک تھی۔ اسلئے وہ دونوں جذبات کی نوعیت میں امتیاز نہ کر سکتی تھی۔ سچ ہے کہ اس وقت بھی نہیں۔ جب اسکی بہن نے اسکے روبرو اس محبت کی تصویر کھینچ کر دکھائی جو اسے اپنے [illegible] عاشق کے ساتھ تھی۔ تاہم اب وہ سمجھنے لگی تھی۔ کہ ٹامر کو رنیفورڈ سے اس درجہ محبت کیوں ہے یہی وجہ تھی کہ جب اس نے رنیفورڈ کی گرفتاری کی خبر پڑھی۔ تو اس کے دل میں بہن کی خاطر درد کا احساس پیدا ہوا۔ مسٹر ڈی مڈینا بھی جلدی ہی رنیفورڈ کی گرفتاری سے خبردار ہو گیا۔ لیکن استھر کی موجودگی میں اس نے کبھی اس واقعہ کا ذکر نہ کیا۔ اس سے پہلے اس نے اس بابت کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ بہنوں کی خط و کتابت کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے۔ لیکن موجودہ حالت میں اس نے اس سلسلہ کے قائم رہنے کا فیصلہ ہی بہتر سمجھا۔ باوجود اپنی فطری سختی کے اس کے دل میں ٹامر کے ساتھ اس مصیبت میں بہت ہمدردی تھی۔ اور وہ نہیں چاہتا تھا۔ کہ ان مصائب میں اسے اس آسایش سے بھی محروم کیا جائے۔ جو قدرتی طور پر اسے استھر کے خطوط سے حاصل ہو سکتی تھی۔ اس نے استھر کو بلا طلب کچھ روپیہ بھی دیا۔ اور سرسری طور پر اتنا کہا۔ کہ "تمہیں ضرورت ہو۔ تو اس سے ایک نیا پیانو یا کوئی اور چیز خرید لینا" نوجوان دوشیزہ نے روپیہ لیتے ہوئے اپنے والد کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبایا۔ کیونکہ اسے خیال

آیا کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ اگر ضرورت ہو۔ تو اس روپیہ سے ٹامر کی مدد کرنا۔ لیکن استھر نے جس چٹھی میں مالی امداد پیش کی تھی۔ اس کے جواب میں ٹامر نے لکھا۔ کہ "اگرچہ میں رنج و غم کے بوجھ میں دبی ہوئی ہوں تاہم مجھے مفلسی کی شکایت نہیں"

کئی بار استھر کو یہ خیال آتا۔ کہ شاید آجکل والد مصیبت زدہ ٹامر کے متعلق کوئی کلمہ ہمدردی زبان سے کہہ اٹھیں گے۔ لیکن مسٹر ڈی مڈینا ہمیشہ خاموش ہی رہا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا۔ کہ استھر خیال کرتی۔ والد کا چہرہ زیادہ متفکر اور تشویشناک نظر آتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کی طبیعت میں جذبات مختلفہ کی جدوجہد ہو رہی ہے۔ مگر وقت گذرتا گیا۔ اور مسٹر ڈی مڈینا نے نہ کبھی ٹامر کا نام لیا۔ اور نہ کبھی اس کا ذکر کیا۔ لیکن ایک رات جب استھر کو بہت دیر تک نیند نہ آئی۔ اسے اپنے والد کے کمرے سے جو اسکے اپنے کمرہ سے بالمقابل دوسری جانب واقع تھا۔ کراہنے کی آواز سنائی دی۔ یہ سوچ کر مبادا انہیں بیماری کی کوئی تکلیف ہو گئی ہے۔ وہ دبے پاؤں کمرہ سے نکلی۔ اور دروازہ کے ساتھ کان لگا کر سننے لگی۔ مسٹر ڈی مڈینا بڑے اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ادھر ادھر پھر رہا تھا۔ اور ذہنی اذیت کی حالت میں اسکے منہ سے باواز بلند یہ کلمات نکل رہے تھے۔ "اے ٹامر، ٹامر۔ میری پیاری بیٹی۔ تو کس لئے مجھے چھوڑ کر چلی گئی! خداوندا کیا ایسی مصیبت۔۔۔ ایسی ذلت۔۔۔ ایسی بدنامی میرے خاندان کی قسمت میں لکھی تھی! لیکن اگرچہ میں تجھے بے تعلق کر چکا ہوں۔ اگرچہ میں نے مجبور ہو کر تجھے اپنی نور نظر استھر سے ملنے سے روک دیا ہے تاہم میرا دل۔ اے ٹامر! خود تیری طرف کھنچا جا رہا ہے۔ کاش میں پھر تجھے نیکی کی راہ پر لا سکتا۔ کاش میں تجھے ویسا ہی خوش و خرم دیکھ سکتا۔ جیسے تو ہوا کرتی تھی۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان کے لئے اگر مجھے اپنی ساری دولت سے دست بردار ہو کر مفلسی کی تکالیف بھی برداشت کرنی پڑیں۔ تو پروا نہیں" اسکے بعد دیر تک وقفہ رہا۔ لیکن مسٹر ڈی مڈینا کے بدستور اضطراب کی حالت میں کمرے کے اندر ٹہلنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔ استھر چپ چاپ دروازہ کے ساتھ لگی کھڑی تھی مگر جرأت نہ کر سکتی تھی۔ کہ یہ بات ظاہر ہونے دے۔ میں نے والد کی باتیں سن لی ہیں۔ وہ اپنے کمرہ کو بھی واپس نہ جا سکتی تھی۔ یکایک یہودی نے بڑے جوش کے لہجہ میں۔ کیونکہ بظاہر اپنے خیالات پر غالب آنے کے لئے اسے سخت ذہنی تکلیف برداشت کرنی پڑی تھی۔ چلا کر کہا "نہیں ایسا نہ ہوگا۔ ٹامر! جب تیری نسبت اپنا فیصلہ صادر کر چکا۔ جب میں نے تجھے بے تعلق کر دیا اور اب میں اپنے فیصلہ کو واپس نہیں لے سکتا۔ لیکن اگر وہ شخص جس نے تجھے آوارہ کیا۔ اگر

انصاف نے اس کی زندگی کا مطالبہ کیا ...“ یہ کہتے ہوئے یہودی کی آواز میں لکنت سی پیدا ہوگئی تھی ... اور تو اے ٹامر اس دنیا میں تنہا رہ گئی - تو اس وقت تیرا نگہبان کون ہوگا؟ تیری مصیبتیں کون دور کرے گا؟ اپنی فاقہ کشی میں تجھے کس کا سہارا حاصل ہوگا؟ یہ ایسی باتیں ہیں جن پر میں غور نہیں کر سکتا! ...“

استھر دروازہ کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔ سمجھتی تھی کہ والد سخت رنج کی حالت میں ہیں۔ ایک بار اس نے دروازہ پر دستک دینے کے لئے ہاتھ اٹھایا لیکن بعد اس خیال سے رک گئی کہ اگر میں نے انہیں یہ جاننے کا موقعہ دیدیا کہ میں ان کے پوشیدہ غم سے واقف ہوں تو ان کی خودداری کو صدمہ پہنچے گا۔ اور وہ خود اپنی نظروں میں ذلت محسوس کرنے لگیں گے -

اس بات سے اسے ضرور اطمینان حاصل ہوگیا - کہ اگرچہ ظاہر میں والد کی طبیعت اتنی سخت ہے اور وہ ٹامر کے زمانہ کے وقت سے اسکے متعلق سرد مہری کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ اگرچہ انہوں نے رینفرڈ کی گرفتاری کے بعد بھی اپنے آپ کو ٹامر کی مصیبتوں سے لاپروا ظاہر کیا ہے۔ مگر اس ساری ظاہرداری کے باوجود ابھی تک ان کے سینہ میں نرم جذبات اور پدرانہ محبت کا اثر باقی ہے۔ مگر وہ ان جذبات پر اس قدر قابو رکھتے ہیں کہ انہیں چہرہ پر ظاہر نہیں ہونے دیتے ان حالات میں استھر نے اپنے والد کے غم کو مقدس سمجھ کر مداخلت نامناسب خیال کی اور اسی طرح دبے پاؤں اپنے کمرہ میں جا کر رات بھر تلخ آنسو بہاتی رہی۔ مگر جو کچھ اس نے سنا اس سے اسے معلوم ہوگیا کہ تاریک بادلوں میں بھی روشنی کی ایک شعاع باقی ہے۔ کیونکہ اس کا اسے اب یقین ہوگیا تھا - کہ ٹامر سے والد کو ابھی محبت ہے - اور اس کی یاد ان کے سینہ میں ہمیشہ کے لئے دفن نہیں ہوچکی -

کچھ شک نہیں - کہ اس وقت بیچاری تباہ حال اور منزل سعادت سے گری ہوئی ٹامر کی یاد اب بھی موجود تھی - جب یہ بات اول مرتبہ استھر کو معلوم ہوئی - تو اسکے زخم جگر کے لئے مرہم ثابت ہوئی - اسیطرح وقت گذرتا گیا - لیکن اس معاملہ کی نسبت مسٹر ڈیل ہڈینا نے اپنی خاموشی برقرار رکھی - اگرچہ استھر ہر وقت اس امید میں رہتی تھی - کہ میں کسی نہ کسی وقت ان کی زبانی اس بارہ میں کچھ ذکر سن سکوں گی - آخر کار مقدمہ کی سماعت ہوئی - اور رہزن کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا - اسوقت اگر استھر کو اس حلف کا پاس نہ ہوتا - جو والد نے اسے دے رکھا تھا تو وہ ضرور اپنی بہن کا رنج کم کرنے کے لئے اس کے پاس پہنچتی لیکن موجودہ حالات میں

وہ اسے صرف خطوط کے ذریعہ ہی تشفی دے سکتی تھی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ جذبات جنھیں دل محسوس کرتا ہے۔ زبان قلم انہیں پورے طور سے ادا نہیں کر سکتی۔ تاہم ان خطوں کا جواب دیتی رہی۔ مگر استھر کو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ ان خطوط کی تحریر میں ایک قسم کا سکون پایا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ ڈرتی تھی۔ مبادا یہ ایسا سکون ہو جو انتہائی یاس سے تعلق رکھتا ہے

انھیں ایام میں مسٹر ڈی مڈیانے استھر کو روپیہ کی کچھ اور رقم دی۔ اور کہا۔ تم اس سے اپنے اخراجات میں لا سکتی ہو۔ اس وقت اس حسین دوشیزہ نے جبکہ اس کے دل پر امید و یاس کی سخت جدوجہد ہو رہی تھی۔ والد سے التجا کے لہجہ میں کہا "پیارے ابا خدا کرے مجھے آپکے ارادوں کی نسبت غلط فہمی نہ ہوئی ہو۔ آپ جانتے ہیں مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ اور ایسے میں کا ہیں نام نہیں لے سکتی روپیہ سے زیادہ آپ کی معافی درکار ہے" مسٹر ڈی مڈیانے بڑی جدوجہد کے ساتھ اپنے سکون کو برقرار رکھا۔ لیکن پھر بھی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہ نکلے۔ اس نے صرف اتنا کہا۔ "استھر میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا . . . میں اسے سمجھنے کی جرأت نہیں کر سکتا" یہ کہکر وہ اضطراب کی حالت میں کمرہ سے باہر چلا گیا۔ اس اضطراب سے استھر کی امید اور بڑھ گئی اور وہ دیر تک ان لفظوں پر غور کرتی رہی۔ جو چند دن پیشتر رات کے وقت اپنے والد کی زبانی ان کے کمرہ سے باہر سنے تھے۔ پھر جب اس نے رینفورڈ کی گرفتاری کے دن سے اب تک ان کے طرز عمل کو غور کی نظر سے دیکھا۔ تو وہ ان کے خیالات کو اچھی طرح سمجھنے لگی۔ اس نے اپنے دل ہی دل میں سوچا کہ اگر میرے عزیز رینفورڈ [illegible] کے مہلک اثر سے اس دنیا میں تنہا اور بیکس یادگار رہ گئی۔ تو غالبا اس وقت والد اس کی آمد کے لئے اپنے مکان کا دروازہ کھول دینگے اور اسے [illegible] پیار اپنے سایۂ عاطفت میں لینے کے لئے آمادہ ہو جائیں گے۔

آخرکار وہ خوفناک دن آ پہنچا جب رینفورڈ کو پھانسی پر لٹکایا جانا تھا۔ اس سے پہلے ہفتہ کے روز ٹامس نے استھر کو ایک خط لکھا جس میں مذکور تھا۔ "کہ میری انتہائی مصیبت کا زمانہ سر پر آ پہنچا ہے۔ اور میں اگر اس انتہائی رنج و اذیت سے جو میرے مقدر میں لکھی ہے بچ گیا۔ تو اسکی وجہ یہ امید سمجھنی چاہئے کہ شاید میں جلد یا بدیر پھر تمہارے قریب آ سکوں گا۔ یا اس بچہ کی پرورش کا خیال ہے جسے رینفورڈ نے اپنی اولاد کی طرح پالا ہے جس کی پرورش اب تمہارے ذمہ ہے [illegible]" ٹامس نے یہ بھی لکھا "کہ جس وقت دوشنبہ کی صبح کو

وہ مہلک وقت گذر چکیگا۔ تو میں لندن سے رخصت ہونے کی تیاری شروع کردوں گی۔ میرا ارادہ ہے۔ امریکہ کو چلی جاؤں۔ اور اپنے رنج والم کو اس نئی سرزمین میں دفن کردوں۔ وہاں میری زندگی کا سہارا یہ بچہ ہوگا۔ یا یہ امید کہ شاید والد کبھی میری خطائیں معاف کردیں۔ پیاری بہن مجھے دوشنبہ کو تمہارے خط کا انتظار رہے۔ اور میں امید کرتی ہوں۔ تم اس خط میں اسی دائمی محبت کا اقرار کرکے مجھ بدنصیب کے اطمینان کی کوشش کروگی۔ اگرچہ میں سمجھتی ہوں اطمینان اور سکون مجھ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوچکے ہیں۔ پیاری استھر اپنا خط ایسے طریق پر بھیجنا۔ کہ دوشنبہ کو دس بجے کے قریب مجھے مل جائے۔۔۔ تمہاری بدنصیب بہن کی دعائیں ہمیشہ تمہارے شامل حال رہیں گی۔"

دوشنبہ کی صبح کو ساڑھے نو بجے کے قریب استھر نے ایک چٹھی قاصد کے ہاتھ ٹامر کے مکان پر جواب حصۂ شہر میں سکونت رکھتی تھی بھیجی۔ کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ اس چٹھی میں اس ناقابل فرو دائمی محبت کا بار بار اظہار کیا گیا تھا۔ جو استھر کو اپنی بہن سے تھی۔ ہر قسم کے تسکین آمیز کلمات اس چٹھی میں شامل کئے گئے۔ وہ چٹھی قاصد کے ہاتھ بھیجکر استھر ڈیڈیا خود اسقدر مضطرب اور بے چین ہوئی۔ کہ فوراً ہی مکان کو واپس نہ آسکی۔ یہ خیال کہ وہ شخص جس سے میری بہن کو انتہا درجہ محبت ہے۔ آج بدنامی کی موت مرچکا ہے۔ اور ٹامر اپنی مصیبتوں کے بوجھ سے دبی ہوئی ہے۔ اتنا غالب تھا کہ استھر اسکے خلاف کامیاب جدوجہد نہ کرسکی۔ بغیر کسی مدعا یا مقصد کے وہ دیرتک بازاروں میں پھرتی رہی۔ اور اسی حالت میں تھی۔ کہ کسی نے اسکا نام لے کر بلایا۔ اس نے اس آواز کو پہچان لیا۔ اور سنبھل گئی۔ کیونکہ آواز ایلینامور کی تھی۔ جس کے کچھ عرصہ سے گھر سے دور رہنے کی خبر اسے اس مختصر چٹھی سے ملی تھی۔ جو اس نے قید خانہ سے اسکے والد کے نام لکھی تھی۔

اس کے بعد جو واقعات ظہور میں آئے۔ ناظرین ان سے خبردار ہیں یعنی کس طرح ارل نے تیزی سے ساتھ نیو رینڈلائن سٹریٹ والے مکان میں پہنچا۔۔۔ اس مکان میں جہاں اس کی اپنی بہن ٹامر سے ملاقات ہوئی تھی۔ جو صرف چند ہی منٹ پیشتر جبکہ سمتھ کی میت لیکر وہاں پہنچ چکی تھی۔

باب ۵۷ معافی کی درخواست

جبکہ وہ واقعات جن کا ذکر گذشتہ سے پیوستہ باب میں کیا گیا ہے۔ ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان میں ظہور پذیر ہو رہے تھے مسٹر ڈی ٹینا اپنے مکان کے ایک کمرہ میں حالت اضطراب میں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔

درحقیقت مسٹر سمتھ نے اسکے خیالات اور ارادوں کو معلوم کرنے میں غلطی نہ کی تھی۔ وہ کچھ عرصہ سے اپنے دل میں اس سوال پر بحث کر رہا تھا کہ بحیثیت ایک باپ اور ایک انسان کے کیا میرا یہ فرض نہیں کہ میں اپنی اس بیٹی کو جس پر آسمانی صدمات غیر معمولی شدت کے ساتھ نازل ہوئے ہیں۔ اس کی گذشتہ خطائیں معاف کر دوں؟

اسوقت اُسے اپنی مرحوم بیوی کا خیال آیا۔ اور وہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ "اگر آج وہ زندہ ہوتی۔ تو میرے سامنے دوزانو ہو کر بیٹی ولڈمار کو معافی دلانے کے لئے ضرور التجا کرتی کیا اس وقت اس کی روح آسمان سے میری طرف التجا کی نظر سے نہیں دیکھتی؟ نہ صرف یہ بلکہ مجھے وہ اس وقت اپنے سامنے دوزانو بیٹھی نظر آتی ہے۔ کیا یہ محض میرا تخیل ہے؟ یقیناً ایسا ہی ہے۔ لیکن بالکل حقیقت کی طرح نظر آتا ہے"

مسٹر ڈی ٹینا کو اسوقت اتنا اضطراب ہوا کہ ایک لمحہ کے لئے اُسے اپنی متوفی بیوی ویسی ہی حسین اور خوبصورت جیسی وہ عالم شباب میں ہوا کرتی تھی۔ اپنے سامنے دوزانو بیٹھی رحم کی خواستگار نظر آئی۔ لیکن یہ ایک عارضی خیال تھا۔ اور جس وقت اسکا تصور نظروں سے ہٹ گیا۔ تو وہ پھر کشمکش رنج اور شبہ کی حالت میں کمرہ کے اندر اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔

وہ چاہتا تھا کہ ولڈمار کو واپس بلا لے۔ لیکن دوسری طرف اس بات سے ڈرتا تھا کہیں اس سے میری اس شہرت پر حرف نہ آئے۔ جو مجھے اپنے استقلال اور قوت فیصلہ کی بدولت حاصل ہے۔ یہ ایک عجیب لیکن یقینی بات ہے کہ اس وقت بھی جبکہ بہترین خیالات ہمارے دلوں میں پاک تر مقاصد کے حصول کے لئے بے چینی پیدا کرتے ہیں۔ ہماری خود پسندی کا افسوسناک جذبہ دخل انداز ہو کر ہمارے ان خیالات کو اگر بالکل ہی نیست نہ کر دے تو ان کی تکمیل میں تاخیر اور پریشانی پیدا کر کے اس کی راہ میں رکاوٹ ضرور

پیدا کردیتا ہے۔

مسٹر ڈی مڈینا اس کشمکش، پیچ اور اضطراب کی حالت میں کمرہ میں ٹہل رہا تھا۔ کہ اسے صدر دروازہ پر کسی کے زور سے دستک دینے کی آواز سنائی دی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک نوکر نے حاضر ہو کر اطلاع دی۔ کہ ارل آف ایلنگھم نشستگاہ میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

پیوری جینمنٹ اپنی طبیعت کو سکون پذیر کرنے اور چہرہ سے اضطراب کے نشان مٹانے کے لئے رک گیا۔ ستک بعد زینہ سے اتر کر نشستگاہ میں آیا۔ کمرہ کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے آنے کے ساتھ ہی اندازہ کیا۔ کہ ارل کی آمد محض ایک سرسری ملاقات کے لئے نہیں بلکہ وہ کسی خاص معاملہ کے لئے آیا ہے۔

مسٹر ڈی مڈینا نے اس سے کہا "حضرت آپ ہفتوں دنیا کی نظر سے غایب رہے۔ اور میں اس امر کا اعتراف کرتا ہوں۔ کہ جب مجھے وہ خط ملا۔ جو آپ نے ازراہ عنایت ایک ماہ پیشتر میرے نام بھیجا تھا۔ تو مجھے تشویش پیدا ہوگئی تھی کہ آپ شاید کسی ناگوار کام کے لئے اس طرح یکایک انگلستان سے باہر چلے گئے ہیں۔"

ارل نے جواب دیا۔ "بات یہ ہے۔ کہ اس مضمون کا خط جیسا میں نے آپ کو لکھا اس صورت میں ہرگز نہ لکھا جاتا۔ اگر میں پابندیوں سے آزاد ہوتا۔"

اس کے بعد امیر موصوف نے مختصر لفظوں میں چند بدمعاشوں کے ہاتھوں اپنی گرفتاری چار ہفتے کی تکلیف وہ حراست اور انجام کار اپنے فرار کی کیفیت بیان کی۔ ساری داستان سنکر مسٹر ڈی مڈینا نے اس بدسلوکی پر ناراضگی اور تعجب کا اظہار کیا۔ اور پوچھا "کیا آپ کو معلوم ہوا یہ شرارت کس نیت سے کی گئی تھی؟"

ارل نے جواب دیا "میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میرے دشمن کون تھے۔ اور انہوں نے یہ قابل نفرت کارروائی کس لئے کی۔ لیکن سردست ہمیں اس گفتگو کو نظر انداز کردینا چاہئے کیونکہ میں اس وقت ایک اور نہایت ضروری معاملہ کا ذکر کرنے کو حاضر ہوا ہوں"

مسٹر ڈی مڈینا نے ارل کو ایک کرسی پر جو آتشدان کے قریب پڑی ہوئی تھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود بھی تھوڑے فاصلہ پر بیٹھ گیا۔

ارل نے کہنا شروع کیا "مسٹر ڈی مڈینا میں آپ کے سامنے ایک ایسے شخص کا نام لیا

چاہتا ہوں جس سے یقیناً آپ کے دل میں سنجیدہ خیالات پیدا ہونگے۔ لیکن آپ سمجھ سکتے ہیں کوئی خاص ہی مدعا پیش نظر ہے۔ کہ میں ایک ایسی تکلیف دہ گفتگو شروع کرنے لگا ہوں۔ میرا اشارہ ٹامس رینفورڈ کی طرف ہے۔"

یہودی چونکا اور اسکے چہرہ پر افسردگی کے آثار نمودار ہو گئے۔

آرتھر سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا "مسٹر ڈی ڈینا میں تسلیم کرتا ہوں۔ اس شخص ٹامس رینفورڈ نے آپ کو بہت ضرر پہنچایا ہے۔ اور میں ہرگز اس کے طرز عمل کی صفائی نہیں کرنا چاہتا۔۔"

مسٹر ڈی ڈینا نے کہا "مائی لارڈ آپ کی اس بدنصیب شخص سے کیونکر واقفیت ہوئی جو اب اس دار فانی میں موجود نہیں۔ انسانیت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ اب اسکے متعلق کسی قسم کا کینہ دل میں نہ رکھا جائے۔۔"

ارل نے آگے جھک کر قطع کلام کرتے ہوئے سنجیدگی کے لہجہ میں دبی زبان سے کہا "مسٹر ڈی ڈینا یہ شخص ٹامس رینفورڈ مرا نہیں زندہ ہے"

"زندہ ہے!" مسٹر ڈی ڈینا نے بڑے اضطراب اور تعجب کی حالت میں کہا۔

ارل بے صبری سے کہنے لگا "ہاں۔ مگر کیجئے بڑی آہستگی سے گفتگو کیجئے۔ کیونکہ دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں۔ خدا کے لئے اپنی طبیعت کو سنبھالئے۔ اور جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ چونکہ نہایت اہم ہے۔ اس لئے میری گفتگو کو توجہ سے سنتے جائیے۔"

یہودی نے اپنی طبیعت کو سکون پذیر کر کے کہا "مائی لارڈ کہئے۔ میں سن رہا ہوں۔"

"یہی بات ہے۔ کہ یہ شخص رینفورڈ ابتک زندہ ہے۔"

"تقریباً قبل ایک گھنٹہ گذرا ہوگا بازاروں میں اسکے پھانسی پانے کی کیفیت چھپے والے اشتہارات فروخت کرتے پھرتے تھے" مسٹر ڈی ڈینا نے غیر یقینی لہجہ میں کہا۔

ارل کہنے لگے "دونوں باتیں سچی ہیں۔ اسے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اور اب وہ زندہ ہے۔ اسلیے جو کچھ اخبار والوں نے چھاپا۔ میں اس کی تردید کرنا نہیں چاہتا۔ مختصر طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ اسے گیلوانک بیٹری کی عجیب وغریب طاقت سے پھر زندہ کر لیا گیا ہے۔"

"کیا یہ ممکن ہے!" مسٹر ڈی ڈینا نے سخت حیرت زدہ ہو کر کہا "کیا میری قوت سامعہ دھوکہ تو نہیں دیتی؟"

ارل کہنے لگا۔ "میں پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ اپنے سکون کو برقرار رکھئے۔ کیونکہ ایک ایسی ہی اور عجیب وغریب خبر مجھے آپ سے عرض کرنا ہے۔ جو یہ ہے کہ ٹامس ریفورڈ کا مجھ سے بہت قریبی رشتہ ہے۔"

"آپ سے!... مائی لارڈ آپ سے!" مسٹر ڈی مڈینا نے اور زیادہ حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ ہم دونوں کا والد ایک تھا۔ اگرچہ مائیں مختلف تھیں۔ وہ میرا سوتیلا بھائی ہے۔ اور اس کی تصدیق کے کاغذات میرے پاس موجود ہیں۔ اس اعتماد کا ثبوت دینے کے لئے جو مجھے آپ کی ذات پر ہے۔ میں یہ امر بھی آپ پر منکشف کئے دیتا ہوں۔ کہ وہ میرا جائز طور پر پیدا شدہ بڑا بھائی ہے۔ اور سچ پوچھئے تو ارل آف ایلنگھم کا خطاب اسی کی ملک ہے۔"

مسٹر ڈی مڈینا چند منٹ تک حیرت زدہ ہو کر نوجوان امیر کے چہرہ کی طرف تکتا رہا۔ اسے اسقدر تعجب ہوا۔ کہ معلوم ہوتا تھا اس اطلاع کو سنکر وہ رعشہ براندام ہو گیا ہے۔ ارل نے مختصر لفظوں میں ریفورڈ کی ولادت کی کیفیت بیان کی۔ اور اس کے بعد لیڈی ہیوٹ فیلڈ کا ذکر کئے بغیر بیان کیا۔ کہ محض اتفاقیہ طور پر ہم دونوں کی ملاقات ہوئی اور اتفاقی امر کے زیر اثر ہی مجھے ان عجیب وغریب حالات کا علم ہوا۔ اس کے ساتھ ہی آخر تک ریفورڈ کی اس فیاضی کا ذکر کیا ہے۔ جو اس نے ان کاغذات سے فائدہ اٹھانے سے انکار کر کے ظاہر کی تھی۔ جن کی بدولت وہ خاندان ایلنگھم کی وسیع اراضی پر قابض اور ارل کے لقب سے ملقب ہو سکتا تھا۔ اور کہا۔ "اس نے وہ کاغذات میرے حوالہ کر دئیے تھے۔"

مسٹر ڈی مڈینا ان واقعات کو سنکر اسقدر متعجب ہوا۔ کہ اب اس کی زبان سے نہ کوئی سوال اور نہ اعتراض کا کلمہ نکلتا تھا۔ اسکے بعد ارل نے وہ ساری تجویز جو اس نے ڈاکٹر میلنر کے ساتھ مل کر ٹامس ریفورڈ کو دوبارہ زندہ کرنے کے متعلق سوچی تھی بیان کی۔ اور اس میں کامیابی حاصل کرنے کا بھی ذکر کیا۔ خاتمہ سخن پر وہ کہنے لگا۔ "اب میرا بھائی بہت دیر سونے کے بعد بیدار ہو چکا ہے۔ اور اگرچہ اسے نقاہت بہت ہے۔ تاہم کسی قسم کا خطرہ باقی نہیں رہا۔ لیکن میں اس اظہار خوف کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ جو اس نے آہستگی سے اول مرتبہ آنکھیں کھولنے کے بعد واقعات صبح کو یاد کر کے کیا۔ وہ دیر تک متعجب رہا۔ کہ میں کہاں

ہوں۔ اور میرا کیا انجام ہوا ہے مسٹر ڈی مڈینا یہ ایک نظارہ تھا۔ جس کی یاد دیکھنے والوں کے حافظہ سے اس وقت بھی نہیں مٹ سکتی۔ کہ دیوانگی اُن کے باقی سارے قوا کو معطل کئے دیتی ہے۔ مگر خیر وہ وقت گذر گیا۔ اور اب میرا بھائی زندہ ہے۔ اور وہ اپنی از سر نو پائی ہوئی ہستی سے باخبر ہے۔"

آخر کار اس طویل خاموشی کو توڑ کر جس کا اظہار اب تک مسٹر ڈی مڈینا کی طرف سے ہوا تھا اس نے کہا۔ "میرے پیارے ارل میں نے اپنی زندگی میں بہت سی عجیب وغریب داستانیں سنی ہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ حقیقت بارہا افسانہ سے عجیب تر معلوم ہوتی ہے۔ اور دنیا میں ایسے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جن کا خیال بھی کسی فسانہ نویس کو پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایسی تعجب خیز داستان جو آج آپ نے میرے روبرو بیان کی۔ اور میں نے سنی کبھی کسی انسان۔ کے کانوں تک نہ پہنچی ہوگی۔ اگر یہ واقعات کبھی دنیا کو معلوم ہوجائیں اور کسی افسانہ نگار نے ان کی بنا پر کوئی داستان لکھی۔ تو پڑھنے والے جو ان واقعات سے لاعلم ہیں۔ ضرور کہیں گے۔ کہ یہ امر غیر ممکن ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی شخص فسانہ لندن کے عنوان سے کتاب لکھے۔ تو وہ کیسے کیسے عجیب واقعات دنیا کے روبرو پیش کر سکتا ہے لیکن معاف کیجئے۔ میں نے آپ کا قیمتی وقت اس فضول بحث میں ضایع کیا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے ابھی بہت سے واقعات بیان کرنے ہیں۔"

ارل کہنے لگا۔ "آپ کا خیال درست ہے۔ لیکن میں چونکہ حتی الامکان اختصار سے کام لینا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں فوراً ہی آپ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے سوتیلے بھائی کے دور زندگی کے اس افسوسناک حصہ سے بھی باخبر ہوں۔ جس کا تعلق آپ کی دختر اکبر سے ہے۔"

یہودی نے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "مائی لارڈ فرمائیے میں سن رہا ہوں۔"

ارل نے کہا۔ "آج صبح تک مجھے اس بات کا مطلق علم نہ تھا۔ کہ آپ کی دو بیٹیاں ہیں۔ جس وقت ڈاکٹر نے ریجنلڈ کی نسبت یہ بیان کیا۔ کہ اب کوئی خطرہ باقی نہیں۔ تو میں نے فوراً ایک وفادار قاصد کو یہ خوشخبری دیکر اسکی طرف بھیجا جس سے اسے بے حد محبت ہے اور جو خود بھی اس پر جان نثار کرتی ہے۔ اس قاصد کے چلے جانے پر مجھے بھی ذرا دیر کے لئے اس

مکان سے باہر آنا پڑا۔ جس میں اب ٹامس رنیفورڈ موجود ہے۔ اور اتفاق سے میری ملاقات مس استھر کے ساتھ بازار میں ہو گئی۔ میں اُن متنوع واقعات کا ذکر پھر کسی وقت کروں گا جن کے زیر اثر میں آپ کی دختر اصغر کو جس کے متعلق اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ نیکی اور پاکیزگی کا فرشتہ ہے۔ وہ عورت سمجھتا رہا جس کا میرے بھائی سے تعلق ہے۔ اس خیال سے کہ رنیفورڈ کی سزا کی اطلاع پا کر وہ سخت پریشانی اور رنج کی حالت میں ہو گی۔ اُسے اس بار الم سے سبکدوش کرنے کے خیال سے اور اس نیت سے بھی کہ رنیفورڈ جب اول مرتبہ آنکھیں کھولے۔ تو اُس کی نگاہ اس پر پڑے۔ جو اُسے دنیا میں سب سے عزیز ہے۔ میں اُسے اپنے ساتھ کم و بیش زبردستی اس مکان میں لے گیا۔ جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ مجھے یاد نہیں۔ میں نے راستہ میں استھر سے کیسے عجیب و غریب اور بے جوڑ کلمات کہے۔ بہر حال معلوم ہوتا ہے۔ وہ انہیں سنکر متعجب ہوتی اگرچہ زبان سے کچھ نہ کہہ سکی۔ اتفاق دیکھئے کہ جس قاصد کو میں نے آپ کی بڑی بیٹی کی طرف بھیجا۔ وہ اس اثنا میں اُسے لیکر مکان پر پہنچ چکا تھا۔ اور اس طرح مجھ سے بے خبری میں دونوں بہنوں کو اپنے بھائی کے پاس لانیکا فعل سرزد ہو گیا۔"

مسٹر ڈی مدینا غصہ اور تعجب کی حالت میں چونک کر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ "کیا استھر اور ٹامس ایک دوسرے سے ملیں!۔۔۔" پھر جلدی ہی اپنے لہجہ کو المناک کر کے اس نے کہا۔ "افسوس ہے استھر تیرا حلف ٹوٹ گیا!"

ارل زوردار لہجہ میں کہنے لگا۔ "مسٹر ڈی مدینا حلف شکنی خود اس کی طرف سے نہیں ہوئی۔ یہ تو ایسا معاملہ ہے۔ گویا آپ نے میرے مکان پر نہ جانیکا عہد کر رکھا ہو۔ اور کوئی زبردستی آپ کو وہاں لے جائے۔ ظاہر ہے۔ اسے آپ کی عہد شکنی نہ سمجھا جائے گا۔ مس ڈی مدینا کو ہرگز اسکا علم نہ تھا۔ کہ میں اسے کدھر لئے جاتا ہوں۔ نہ اسے یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ مکان میں اس کی کس سے ملاقات ہو گی۔ اُسے ہرگز وہاں اپنی بہن کے موجود ہونیکا علم نہ تھا۔ غلطی اگر سرزد ہوئی۔ تو مجھ سے۔ لیکن" اس نے جلدی ہی نخوت کے لہجہ میں کہا۔ "مسٹر ڈی مدینا آپ جانتے ہیں۔ میں ایسا شخص نہیں ہوں۔ کہ کوئی برا فعل عمداً مجھ سے سرزد ہو۔ آپ کو معلوم ہے۔ کوئی شخص راستی سے کام لیکر کوئی ذلیل فعل مجھ سے منسوب نہیں کر سکتا۔ جس کی بنا پر مجھے شرمسار ہونا پڑے۔ اطمینان رکھئے میں اپنی شہرت نیک نامی یا راست شعاری پر اظہار فخر کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ آپ کا جو خود ہر طرح عزت دار اور راست شعار ہیں۔ یہ اطمینان کرانا

چاہتا ہوں۔ کہ اگر مجھ سے کوئی فعل ایسا سرزد ہوا جس سے آپ کو ناراضگی پیدا ہو سکتی ہے۔ تو میں نے عمداً ایسا نہیں کیا۔ اگرچہ جو کچھ مجھ سے بے خبری میں ہوا۔ اسکے لئے بھی کچھ کم معافی کا خواستگار نہیں ہوں۔"

یہودی نے ارل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر پدرانہ محبت سے دبایا۔ اور کہنے لگا "میرے نیک دل دوست۔ کون ہے۔ جو آپ سے بُری نیت منسوب کرے۔ میرا عقیدہ تو یہ ہے۔ کہ اگر امیر طبقہ کے سبھی لوگ آپکے برابر شریف باطن ہوں۔ اور ان کے جذبات اور احساسات آپ کی طرح بلند ہوں۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ملک کے لئے باعث فخر و عزت ہو سکتی ہے؟" پھر اس نے ذرا آہستگی کے لہجہ میں کہا۔ "بے شک مجھ سے اپنی نیک نہاد دختر اور خود اپنے متعلق بے انصافی کا اظہار ہوا۔ لیکن خدا دانا تو جانتا ہے۔ ایک نافرمانبردار بیٹی کی حرکت سے خاندان کو بدنام ہوتے دیکھنا کتنا تکلیف دہ اور باعث رنج ہوتا ہے۔ افسوس میری گمراہ بدنصیب ٹامر!" یہ الفاظ کہتے ہوئے یہودی کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہنے لگے۔

ارل نے موثر لہجہ میں کہنا شروع کیا "میرے دوست اس دنیا کے بہترین انسان بھی اس قادر مطلق کی نظر میں جو راحم اور رحیم ہے۔ ناچیز گنہگار اور خطاوار ہیں۔ چند منٹ پہلے میں آپ سے اپنی راست شعاری کا ذکر کر رہا تھا۔ مگر اب جو میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ مجھ سے زیادہ خطاوار کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ اس وقت میں نے یہ کلمات ایسے لہجہ میں کہے تھے۔ جسے ہم فانی انسان عام طور پر اپنی عزت اور نیک نامی کو محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ باوجود اس کے میں تسلیم کرتا ہوں کہ خدا کی نظروں میں میں اوروں سے کم گنہگار نہیں۔ اور میں ہر وقت اسکے باب رحم سے شفاعت کا طلبگار رہوں۔ مسٹر ڈی مڈینا آپ سے بھی میں اس امید شفاعت کی قسم دیکر جو ہر ایک انسان اس خلاق عالم سے اپنے گناہوں کے متعلق رکھتا ہے۔ التجا و منت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ بخشش اور رحم سے کام لیکر ٹامر کی خطاؤں سے درگذر فرمائیے۔"

یہ پُر زور اپیل کرتے ہوئے اس وقت اس نوجوان فیاض امیر کے چہرہ پر جوش قلب کے زیر اثر فرشتوں جیسا نور پیدا ہو گیا۔ اس لئے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا تھا۔ وہ حقیقت اور راستی پر مبنی تھا۔

مسٹر ڈی مڈینا کچھ دیر۔ اس کی طرف توجہ اور تعریف کی نظر سے دیکھا کیا۔

ارل اپنی گفتگو کو ختم کر چکا۔ تو یہودی اپنے کمرہ میں اس طرح ٹہلنے لگا۔ گویا اس کی طبیعت میں سخت انتشار پیدا ہو گیا ہے۔

آرتھر بھی اپنی نشست سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ "مسٹر ڈی مڈینا یہ نہ سمجھئے میں اُن قابل نفرت ریاکار شخصوں میں سے ہوں۔ جو کسی بُری نیت سے مقدس ناموں کا نام دیتے اور ذاتی اغراض کے لئے پاک ترین دلایل پیش کیا کرتے ہیں۔ نہیں میں ایسا خودغرض نہیں ہوں اور ریاکاری سے مجھے دلی نفرت ہے۔ یاد رہے۔ قابل پذیرائی اس شخص کی نہیں ہوتی۔ جو سب سے بلند آواز کے ساتھ اسے دیر تک ادا کرتا ہے۔ اس وقت میں ایک سچے عیسائی کی حیثیت میں آپ سے جو یہودی ہیں۔ اس پاک تعلیم کی بنا پر جو ہمیں سکھاتی ہے۔ کہ خدا نے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمیشہ رحم اور عفو کا سلوک کیا۔ اس رحمت کا حوالہ دے کر جو قادر مطلق نے بنی اسرائیل پر نازل کی۔ درخواست کرتا ہوں۔ کہ رحم کے اسی پاک جوہر سے کام لیکر آپ بھی اپنی بیٹی کی گذشتہ خطائیں معاف کر دیں۔ اور اسے پھر اپنے سایہ عاطفت میں لیں۔"

اب بھی مسٹر مڈینا نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور بدستور کمرہ میں ٹہلتا رہا۔

لارڈ الینگھم نے پھر سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ "اگر اس وقت آپ کی نیک نہاد بیٹی استھر یہاں موجود ہوتی۔ تو یقین ہے میری التجا میں جتنی بے سود ثابت ہوئی ہیں اسکی درخواست اتنی بے اثر نہ ہوتی۔ اس کیفیت سے جو ابھی ٹامرنے تھوڑی دیر قبل مجھ سے بیان کی۔ جہاں ایک طرف مجھے یہ معلوم ہوا۔ کہ آپ کی چھوٹی بیٹی کا سلوک بڑی بہن سے کتنا قابل تعریف رہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ عورت کا دل اتنا عمیق ہے۔ کہ مرد ہرگز اسکی تہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ صنف نازک کے متعلق میرے خیالات ہمیشہ بلند رہے ہیں لیکن آج مجھ پر ثابت ہو گیا۔ کہ عورت میں کس حد تک فرشتوں کی صفات اور حقیقی آسمانی نیکیاں موجود ہیں۔ مسٹر ڈی مڈینا اگر استھر جیسی میری کوئی بہن ہوتی۔ تو خدا جانتا ہے میں حتی الامکان کبھی اسکی آنکھوں کو پرنم اور اس کے دل کو افسردہ نہ ہونے دیتا۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں۔ کہ آپ کی چھوٹی بیٹی فرشتہ خصلت اور صفات حسنہ کا بہترین نمونہ ہے۔ استھر ڈی مڈینا ایک ایسی پاکباز لڑکی ہے۔ جس پر آپ کی ساری قوم کو فخر ہونا چاہیئے۔"

یہودی جو کمرہ میں بے چینی کی حالت میں ٹہل رہا تھا۔ رک گیا۔ اور ارل کا ہاتھ اپنے

ہاتھ میں لیکر کہنے لگا۔ "مائی لارڈ! اگر اسٹفر کا نام یہودیوں کے لئے باعث [illegible] آرتھر آف ایلنگھم کا نام عیسائیوں کے لئے بھی کچھ کم قابل رشک نہیں۔ لیکن اگر یہ ہوتا ہے۔ کہ میں ٹامر کو پھر ایک بار اپنی بیٹی کا درجہ دوں۔ تو میں کس طرح . . ."

امیر موصوف نے قطع کلام کرکے کہا۔ "میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ غالباً آپ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ میرے بھائی کے متعلق آپ کا سلوک کیا ہونا چاہیئے؟"

یہودی نے اس قسم کا اشارہ کیا۔ جسکا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ سلسلہ کلام کو جاری رکھیں آرتھر کہنے لگا۔ "میں اعتراف کرتا ہوں۔ کہ یہی مشکل تھوڑی دیر پہلے خود مجھے محسوس ہوئی تھی۔ میرے بھائی کو آپ کی بیٹی سے بے حد محبت ہے۔ اور خود ٹامر بھی اس پر وارفتہ ہو چکی ہے۔ دونوں کو جدا کرنا انتہائی ظلم میں داخل ہوگا۔ اور یہ میرے نزدیک نامناسب ہے۔ کہ آپ اپنی بیٹی کو معاف کردیں۔ اور وہ آپ کی باخبری میں رینفورڈ کی داشتہ ہوکر رہے۔ مگر کیا کوئی ذریعہ ایسا نہیں۔ جس سے اس مشکل کو حل کیا جاسکے؟ میں نے اس مکان سے چلتے وقت ایک تجویز سوچی تھی۔ جو یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر لیسانہ اجازت دیں۔ تو میں بھائی کو ساتھ لیکر فرانس چلا جاؤنگا۔ اور وہاں سے جسقدر جلد ممکن ہوگا۔ وہ ممالک متحدہ امریکہ کو رخصت ہو جائیگا اس گفتگو سے جو اس مکان پر ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ گرفتاری سے پہلے اس نے ٹامر کے ساتھ نئی دنیا کو جانیکا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اور اس بارہ میں ان کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔ خیر جسوقت وہ انگلستان سے چلا جائیگا۔ تو میں وزارت کے روبرو معاملہ کے سارے عجیب وغریب حالات پیش کرکے اس کے لئے معافی حاصل کرونگا۔ موجودہ حالات میں ہم لوگ کل رات کو ڈوور کے راستہ فرانس کو رخصت ہو جائینگے۔ مناسب یہ ہے۔ کہ آپ اپنی بیٹیوں سمیت پیرس پہنچ جائیں۔ اور وہاں سفیر برطانیہ کے گرجا میں ٹامر اور ٹامس رینفورڈ کی شادی کردی جائے۔ میں سمجھتا ہوں یہ شادی چونکہ پروٹسٹنٹ طریق پر ہوگی۔ اسلئے آپ کی نظروں میں ناکافی ہے۔ لیکن میرے خیال میں دو برائیوں میں کمتر یہی ہے۔ کیونکہ ٹامر اور رینفورڈ میں اس درجہ محبت ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے سے کسی حال میں جدا ہونا منظور نہیں کرسکتے۔ یہانتک کہ اگر رینفورڈ سے جدائی کا سوال ایک طرف ہو۔ اور آپ کی معافی کا دوسری طرف۔ تو ٹامر جدا نہ ہونے کو آپ کی معافی پر ترجیح دیگی۔ اس طرح پر وہ ایک ایسی حالت میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہونگے۔ جسے سوسائٹی قابل نفرت سمجھتی ہے۔ اور ان کا رشتہ باہمی کلیسہ کی

کی دعا سے محروم رہ جائیگا۔ لیکن میں سوال کرتا ہوں۔ اگر دو دل ایک دوسرے سے وابستہ ہوں اور دونوں ایک دوسرے پر جان نثار کرتے ہوں۔ تو کیا مراسم شادی کا ادا ہونا کوئی خاص اہمیت رکھتا ہے؟ بہتر یہی ہے کہ آپ اپنی بیٹی کی خطا معاف کر کے اُسے پھر اپنے سایہ عاطفت میں لیں۔ اور از خود اُسے اس شخص کے حوالہ کریں۔ جو اس پر سو جان سے فدا ہے۔ اور جس کا سلوک آجتک اسکے ساتھ شادی شدہ شوہر ہی کی طرح رہا ہے۔ رسم شادی اگرچہ پروٹسٹنٹ طریق پر ادا ہوگی۔ تاہم اسکے بعد جو لوگ آپ سے اس دوسری بیٹی کے متعلق دریافت کریں۔ آپ انہیں بلا تامل کہہ تو سکتے ہیں۔ کہ وہ شادی شدہ ہے۔"

مسٹر ڈی مڈینا اپنے آنسو چھپانے کے لئے کھڑکی کی طرف ہو گیا۔ مگر وہ انہیں چھپا نہ سکا۔ اور پھر جبکہ وہ مقدس قطرات اسکے رخساروں پر بہ رہے تھے۔ اس نے کانپتی ہوئی آواز اور شکستہ لہجہ میں کہا "میرے عزیز دوست میں آپ کی بات مانتا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنا مطیع کرلیا ہے۔ جس طرح آپ چاہتے ہیں۔ ویسا ہی ہوگا۔"

ارل نے انداز شکرگذاری کے ساتھ مسٹر ڈی مڈینا کا ہاتھ دبایا۔ اسکی اپنی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ اور وہ کہنے لگا "آئیے پھر تاخیر نہ کیجئے!"

چنانچہ مسٹر ڈی مڈینا کو ساتھ لے کر وہ اس کرایہ کی گاڑی پر سوار ہو گیا۔ جو دروازہ پر منتظر تھی۔

باب ۵۸ ملاپ

ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان کی خواب گاہ میں ارل آف ولنگھم کے مسٹر ڈی مڈینا کو ساتھ لے کر واپس آنے کے موقعہ پر جو نظارہ پیش آیا۔ وہ نہایت موثر اور دردناک تھا۔

ان کی آمد سے پیشتر اس کرہ میں ریفورڈ تکیوں کے سہارے پلنگ پر بیٹھا تھا۔ کیونکہ اُسے ان خطرات کے گذر جانے کے باوجود جو پیش آچکے تھے۔ ابھی انتہا درجہ نقاہت تھی۔ اسکے پہلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیئے تامر سیاہ ماتمی لباس پہنے کھڑی تھی۔ اگرچہ اب اس اظہار ماتم کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ اور اس ماتمی لباس کے نیچے اسکا دل ناقابل بیان مسرت کیساتھ حرکت کر رہا تھا۔

اسی پلنگ کے قریب ڈاکٹر لیسلزا در استھر ڈی مڈینا بھی کھڑے تھے۔ اور جیکب سمتھ ایک سٹول پر چھپا ہوا نیم آنکھیں سے فرط استعجاب کی حالت میں اس معجزہ کو دیکھ کر متحیر تھا۔ کہ ایک مردہ شخص کو سائنس کی مدد سے پھر زندہ کر لیا گیا۔ اسکی نگاہوں سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اس عالت میں ہے۔ جب آنکھیں ایک چیز کو دیکھتی ہیں۔ مگر دل اُسے قبول نہیں کرتا۔

بہرحال سارے حاضرین کے دل خوشی سے معمور تھے۔ خود ڈاکٹر لیسلز اسقدر ہمدردانہ طریق پر ان معاملات میں حصہ لے رہا تھا جس کا اظہار اس سے پیشتر اس کی طرف سے بہت کم ہوا ہوگا۔

یکایک ٹامر نے اپنی بہن کی طرف مخاطب ہو کر ہلکی کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا "کیوں پیاری استھر تمہارے خیال میں لارڈ ابنگاہم کو کامیابی حاصل ہو سکے گی؟ کیا تمہیں اس کی کچھ امید ہے؟"

استھر استقلال کے لہجہ میں کہنے لگی " مجھے اچھی طرح امید ہے۔ لارڈ موصوف نے ایک تجویز پیش کی تھی۔ جس سے والد کے اعتراضات کو بآسانی رفع کیا جا سکتا ہے"

رینفورڈ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا "ٹامر وہ ایسی تجویز ہے۔ جس سے ہماری مفارقت صرف چند روزہ ثابت ہوگی"

وہ کہنے لگی "میں تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی چھوڑنا منظور نہ کرتی۔ اگر مجھے اس بات کا یقین نہ دلایا جاتا۔ کہ ہم بہت جلد پھر ایک دوسرے سے مل سکینگے"

رینفورڈ نے اسکا ہاتھ ملائمت سے دبایا۔

ڈاکٹر لیسلز کہنے لگا "اگر میرے دوست آرتھر کو مسٹر ڈی مڈینا کے معاملہ میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ تو پھر میں خود کوشش کرونگا۔ اگرچہ یہ بات مجھے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کہ آرتھر کی فصاحت اگر کسی معاملہ میں اثر پیدا نہ کر سکے۔ تو مجھے اپنی دلیلوں کی کامیابی کی چنداں امید نہیں ہو سکتی"

یکایک جیکب سمتھ بولا "سنیئے۔ یہ دروازہ کے کھلنے کی آواز تھی"

ڈاکٹر اس لئے باہر کیطرف گیا۔ کہ معلوم کرے۔ کوئی غیر شخص تو مکان میں داخل نہیں ہوا۔ اور دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کیطرف اضطراب کی نظر سے دیکھا۔

ڈاکٹر جلدی ہی واپس لوٹ آیا۔ اور خوشی سے دونوں ہاتھ بجا کر کہنے لگا "لیجئے کام ہو گیا" لیکن قبل اسکے کہ وہ کچھ اور کہہ سکتا۔ یا وہ اپنی خوشی کی وجہ بیان کرتا۔ جو اسوقت اس جیسی مسکین طبیعت کے شخص کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ کمرہ کے باہر کسی کے پاؤں کی چاپ

سنائی دی۔ اور ریفورڈ۔ دونوں بہنوں اور جیکب سمتھ نے تشویش کی حالت میں دروازہ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔

جب لارڈ ایلنگھم کمرہ میں داخل ہوا۔ اس کے چہرہ پر خوشی کی غیر معمولی علامات نمودار تھیں۔ اس کے لمحہ بھر بعد ٹامرا اپنے والد سے ملنے کے لئے تیزی سے قدم بڑھاتی دروازہ کیطرف گئی اور فوراً اس سے بغلگیر ہوئی۔

"ابا پیارے ابا۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا۔ یا آج کی ساری خوشیاں محض ایک خواب ہیں"! یہ الفاظ تھے جو ٹامر کی زبان سے نکلے۔

مسٹر ڈی مڈینا نے اُسے پدرانہ شفقت سے اپنی چھاتی سے لگاتے ہوئے کہا "میری نورِ دیدہ اب زمانۂ ماضی کا ذکر نہ کرو"۔ واضح رہے کہ اب جبکہ مسٹر ڈی مڈینا نے اپنی بیٹی کو معاف کر دیا۔ تو اس کے سینہ میں وہ فیاضی اور نرمی جو اس کی فطرت کا جزو تھی۔ پھر غیر معمولی طور پر پیدا ہو گئی۔ اسمتھ سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگا "پیارے اسمتھ تم بھی آ کر اپنے باپ کی خوشی میں حصہ لو۔ کیونکہ آخر کار آج معافی کا دن آ گیا ہے"۔

وہ نظارہ جو ان بچھڑوں کے ملاپ سے پیدا ہوا بڑا ہی موثر تھا۔ ڈاکٹر ایک طرف کو مڑ کر بار بار اپنی عینک کے شیشوں کو پونچھتا تھا۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس کی آنکھوں سے بھی بے اختیار آنسو بہ رہے تھے۔ ریفورڈ اور لارڈ ایلنگھم دونوں فرطِ خوشی سے آنسو بہا رہے تھے اور جیکب ننھے بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر روتا تھا۔

آخر کار سارے حاضرین کی طبیعت ذرا سکون پذیر ہوئی۔ اور مسٹر ڈی مڈینا اس پلنگ کی طرف بڑھا جس پر ریفورڈ بیٹھا تھا۔

رہزن کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے اپنے ہاتھ میں لیکر اس نے کہا "مسٹر ریفورڈ۔ تم سے بھی میں یہی کہتا ہوں۔ کہ زمانۂ ماضی کو فراموش کر دو۔ میں تہِ دل سے تمہاری خطاؤں سے درگذر کرتا ہوں۔ اور یہ معافی اس لئے اور بھی دلی شوق سے دیتا ہوں۔ کہ تمہارا سلوک آجکل میری بیٹی کے ساتھ بہت اچھا رہا ہے۔ اور تم اب اپنی قوم کے مراسم کے مطابق اس سے شادی کرنے کے لئے آمادہ ہو۔ ان سب باتوں کے علاوہ میں تمہارے شریف النسب بھائی سے جس کی شرافتِ طبعی اسکی شرافتِ خاندانی سے بھی زیادہ ہے۔ تمہاری اس فیاضی کا ذکر سن چکا ہوں۔ جس کا تم نے ثبوت دیا ہے۔ سارے حالات کو پیش نظر رکھ کر میں تمہاری

نیک خصلت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بس جو کچھ میں نے کہنا تھا۔ کہہ دیا۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اگرچہ میں طبعاً سخت گیر ہوں۔ لیکن معافی کے وقت پوری صاف دلی سے کام لینے پر آمادہ رہتا ہوں۔"

ڈاکٹر لیسلز نے سنجیدگی کے لہجہ میں اپنی آواز دبا کر نوجوان امیر سے کہا۔ "دوست ارل آج تک جو تمہاری اور تمہارے متعلقین کی خدمت گذاری میں جو کوشش کی۔ میں اس کا کچھ بھی صلہ نہیں چاہتا۔ لیکن اس شریف باطن یہودی کے حسن سلوک کو دیکھکر میں اس قدر وارفتہ ہوا ہوں۔ کہ اندر کسی سچے عیسائی سے بھی زیادہ نیک صفات دیکھ کر مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے۔ کہ میں چاہتا ہوں کسی طرح اس کے رہائشی نمونہ حاصل کروں۔ کیا تمہاری رائے میں . . .؟"

ارل مسکرا کر کہنے لگا۔ "ڈاکٹر صاحب اطمینان رکھیئے۔ آپ کی خواہش پوری کر دی جائے گی۔ مگر آپ جانتے یہ وقت ایسا نہیں۔ کہ اس ذکر کو چھیڑا جائے۔"

لیسلز بولا "صحیح ہے۔ مگر باوجود اس کے سائنس کے اغراض و مقاصد کو ترقی دینے کا تقاضا ہے۔ کہ . . ."

لارڈ ایلنگھم قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ "مہربانی سے اس ذکر کو جانے دیجیئے۔ کوئی اس گفتگو کو سن لیگا تو . . ."

اسکے بعد جب سارے حاضرین کی طبیعت پورے طور پر سکون پذیر ہو چکی۔ تو انہوں نے ریفورڈ کے مستقبل کی نسبت مشورہ کرنا شروع کیا۔ جو کچھ بحث ہوئی۔ اسکا نتیجہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ ڈاکٹر لیسلز نے چونکہ ریفورڈ کو ہر قسم کے خطرات سے باہر قرار دے دیا تھا۔ اس لئے اب وہ کہنے لگا۔ کہ "مجھے اجازت دی جائے۔ میں حسب ویسٹ اینڈ میں اپنے مریضوں کی حالت دیکھ آؤں۔ وہ میری عدم موجودگی سے مضطرب اور پریشان ہوں گے۔" مسٹر ڈی مدینا کے متعلق یہ قرار پایا۔ کہ وہ دونوں بیٹیوں کو ساتھ لیکر مکان کو لوٹ جائے اور ڈوور جا کر لارڈ ایلنگھم اور ریفورڈ کے اس بندرگاہ میں پہنچنے کے وقت تک اُن کی روانگی کے لیئے جہاز میں نشستوں کا انتظام کرے۔ اس کی عدم موجودگی میں دونوں بہنیں بھی فرانس کے سفر کی تیاری کریں۔ مسٹر ڈی مدینا ڈوور سے واپس آکر انہیں ساتھ لے جائے اور پھر تینوں لارڈ ایلنگھم اور ریفورڈ کے پیچھے پیچھے فرانس کو رخصت ہوں۔ لارڈ ایلنگھم نے اپنے اوپر یہ فرض لیا۔ کہ جب تک روانگی کا وقت آئے۔ میں ریفورڈ کے پاس ہی ٹھیروں گا۔ جبکہ بہت سے

بھی یہی ارادہ ظاہر کیا - کہ میں رٹیلائن سٹریٹ والے مکان میں ٹھیرتا ہوں - اور اس کے بعد ٹام رین کیساتھ ہی فرانس اور پھر امریکہ کو چلا جاؤنگا - کیونکہ اس غریب لڑکے کو حقیقت میں ٹام رین سے حد محبت تھی - اور رینفورڈ بھی چاہتا تھا - کہ میں کسی طرح جلد اس مقام سے دور چلا جاؤں - جہاں رہ کر وہ طرح طرح کی مصیبتوں اور ترغیبوں میں مبتلا رہ چکا ہے -

چنانچہ ڈاکٹر لیسیز اگلے دن رینفورڈ کی حالت دیکھنے کے لئے آنیکا وعدہ کر کے مکان سے رخصت ہوا - اور اس کے بعد مسٹر ڈی مڈینا بھی دونوں بیٹیوں کو ساتھ لے کر چلا گیا - ٹامر نے اپنے دلدار کو بڑے پرمحبت طریق پر الوداع کہی - اور فیصلہ یہ ہوا - کہ اب ان دونوں کی اگلی ملاقات پیرس ہی میں ہو - کمرہ سے باہر جانے سے پیشتر استھر نے بھی اپنا ہاتھ رینفورڈ کے ہاتھ میں دیا اور اس نے اُسے ادب کے ساتھ لبوں سے لگایا -

آخر اس کمرہ میں ارل اور جیکب ہی رینفورڈ کے پاس رہ گئے - اور ان سے رینفورڈ نے چند ہفتے پیشتر اس مکان میں آنیکے وہ واقعات جن سے ہمارے ناظرین بے خبر نہیں - مفصل بیان کئے - یہ لکھنا غیر ضروری ہوگا - کہ جب وہ اپنی گہری نیند سے بیدار ہوا - اس کے خیالات مجتمع ہوئے - اور ٹامر کو سامنے کھڑے دیکھکر اسے جو حیرت ہوئی تھی وہ رفع ہو چکی - تو اس نے فوراً یہ پہچان لیا - کہ میں کس مکان میں ہوں - ڈاکٹر لیسیز کو جسے وہ عجیب و غریب واقعات کی اس قابل یادگار رات کو اسی مکان میں دیکھ چکا تھا - اپنا معالج پاکر اُسے فوری خطرہ اور تعجب کا احساس ہوا تھا - مگر اس نے اس بارہ میں کامل خاموشی برقرار رکھی - اور یہ ظاہر نہ ہونے دیا - کہ میں اس مقام کو پہچانتا ہوں -

لیکن اب جب انہیں نسبتاً کم اہمیت کے معاملات پر گفتگو کرنے کا موقع ملا - اور وہ حسینہ جسے وہ ان واقعات کے بیان سے خوفزدہ کرنا نہ چاہتا تھا - وہاں سے رخصت ہوگئی - تو اس نے ان واقعات کی ساری تفصیلات بیان کرنا شروع کیا - جو شب مذکور کو پیش آئے تھے - یہاں تک کہ اس نے اس خیال کو بھی پوشیدہ نہ رکھا - کہ اولڈ ڈیتھ مر چکا ہے - اس طرح پر لارڈ ایلنگھم کو معلوم ہوا - کہ رینفورڈ کن حالات میں اس تجربہ گاہ میں پہنچا تھا - جہاں ڈاکٹر لیسیز نے اسے کھڑے دیکھا - اور اسے اول مرتبہ یہ بات معلوم ہوئی - کہ کس طرح میرے سوتیلے بھائی نے اولڈ ڈیتھ سے اپنا ورثہ معہ سود در سود اور ان کاغذات کے جن میں آنجہانی ارل آف ایلنگھم کے الیتھیا سپنرز سے شادی کرنے کی کیفیت درج تھی حاصل کیا - جیکب کو بھی اول مرتبہ اس بات

کا علم ہوا۔ کہ یہی وہ مکان ہے جسمیں اولڈ ویتھ اپنے گروہ کو محفوظ رکھتا تھا۔ اور اُسے اسکی پُراسرار اور فوری گم شدگی کی وجہ بھی معلوم ہوگئی۔

اس کے بعد آرتھر نے اُن سارے واقعات کی کیفیت بیان کی۔ جو ٹام رین کے زمانۂ حراست میں اُسے پیش آئے تھے۔ یعنی کس طرح اُسے چار ہفتے ایک تہ خانہ میں بند رکھا گیا اور کس لئے اس نے وہ مختصر چٹھی لکھی۔ جو رینفورڈ کو جیلخانہ میں ملی۔ اس نے بدرر وکے راستہ اپنے فرار کی کیفیت بھی بیان کی۔ اور کہا کہ آج صبح میں نے ڈاکٹر ٹیسلز کی زبانی جو باتیں سنیں اُن کی وجہ سے مجھے شبہ پیدا ہوگیا ہے۔ کہ مجھے غالباً اسی مکان کے تہ خانہ میں زیرِ حراست رکھا گیا تھا۔"

لیکن اب ان سارے واقعات کی نسبت کسی قسم کے قیاسات قایم کرنا بے سود تھا اور اہم ترین سوال یہ تھا۔ کہ جب تک رینفورڈ اس مکان میں موجود ہے۔ اُسے غیروں کے داخلہ سے محفوظ رکھا جائے۔

تھوڑی دیر بعد جیکب سمتھ بازار سے کچھ سامان اکل خرید لایا۔ رینفورڈ کی طبیعت اب اس قدر بحال ہوچکی تھی۔ کہ اس نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔

اس طرح وقت گذرتا گیا اور شام ہوگئی۔ اسوقت ٹام رین نے اُس خاموشی کا خاتمہ کرتے ہوئے جس میں وہ تھوڑی دیر کے لئے اونگھنے بھی لگ گیا تھا کسی تازہ خیال کے زیر اثر کہا "آرتھر میرے دل میں ایک عجیب خواہش پیدا ہوئی ہے۔ اُمید ہے تم اسے پورا کرنے سے انکار نہ کروگے۔"

امیر موصوف نے کہا۔ "وہ ایسی ہی کیا بات ہے؟"

ٹام رین بولا "میں شام کا اخبار دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ آیندہ میری ذات سے کسی شاہراہ کو خطرناک ہونیکا موقعہ نہ آئے گا۔ اور نہ میں کسی جرم کا مرتکب ہوں گا۔ ایک رہزن کی حیثیت میں میری زندگی کا خاتمہ آج صبح جیلخانہ کی چھت پر ہوچکا۔ اب آپ دوستوں کی مدد سے مجھے جو نئی زندگی حاصل ہوئی ہے۔ وہ اخلاقی اور طبعی دونوں پہلوؤں سے نئی ہوگی۔ آج سے میں اپنا نیا دور زندگی شروع کرونگا۔ مگر ایسا کرنے سے پیشتر میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ میری گذشتہ زندگی کا خاتمہ کن حالات میں ہوا۔ آخری لمحوں میں میری طرف سے کن جذبات کا اظہار ہوا۔ اور کیا لوگ مجھے بزدل سمجھتے ہیں۔ یا دم آخر میں بھی میرا استقلال قائم رہا؟"

ارل نے ایک لمحہ کے لئے تامل کیا۔ اسکے بعد اس نے جیکب سمتھ کو شام کا کوئی اخبار خرید

کرلانے کے لئے بازار کو بھیجدیا جب وہ واپس آیا۔ تو ریفنڈ نے پلنگ پر بیٹھے ہوئے اس میں اپنی پھانسی پانے کی کیفیت خود اپنی آنکھوں سے پڑھی مضمون کا عنوان یہ تھا۔

ٹامس رینفورڈ کو پھانسی

اس کے بعد اس نے کالم وار سارے مضمون کو کسیقدر بلند آواز سے پڑھا۔ جوں جوں وہ اس کیفیت کو پڑھتا تھا۔ اس کے چہرے پر جوش کی سرخی پھیلتی جارہی تھی مضمون کے چند خاص فقرے اُسے بہت دلچسپ معلوم ہوئے۔ اور انہیں اس نے دلی مسرت سے پڑھا لکھوا تھا۔

جب اُس کے ہاتھ باندھے گئے۔ تو اس نے حیرت خیز دلیری کا اظہار کیا... اس کی چال میں اتنا استقلال موجود تھا۔ گویا اُسے معلوم ہی نہ تھا کہ مجھے مقتل کیطرف لیجا رہے ہیں... جیلخانہ کی چھت پر جاتے وقت وہ زینہ پر اس بانداز سے چڑھا کہ چال میں ذرا لڑکھڑاہٹ پیدا نہ ہوئی... پھانسی کے تختہ پر بھی اس نے ایسی ہی بے خوف جرات کا اظہار کیا... ایک مرتبہ بھی اس کی طرف سے خوف کا اظہار نہ ہوا۔ یہانتک کہ اس وقت بھی نہیں۔ جبکہ جلاد تختہ کو کھینچنے کے لئے نیچے اُترا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا۔ اب میری زندگی اور موت کے درمیان صرف ایک ثانیہ کا وقفہ حایل ہے... اس طرح پر اس شخص نے جان دی۔ جس میں اتنی شجاعت اور اولوالعزمی تھی۔ کہ اگر حالات اسے فوجی سپہ میں ڈالنے کا موجب ہوتے۔ تو اسکی بہادری کی دھوم مچ جاتی۔

ارل اس ساری کیفیت کو سنکر بڑے جوش کی حالت میں کہنے لگا۔ "بھائی اس دردناک تفصیل کو جانے دو۔"

ٹام رین نے اخبار اس کے ہاتھ میں دیدیا۔ وہ خود تکیہ پر لیٹ کر کہنے لگا: "آرتھر تم اسے جلادو۔ بس میرا استعجاب رفع ہوگیا۔ اور میں اس کیفیت کو دوبارہ پڑھنا نہیں چاہتا معاف کرنا۔ میری اس حرکت سے تمہیں تکلیف پہنچی۔ بہرحال یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے اپنے جذبہ خودپسندی کے زیر اثر اس مضمون کو پڑھا۔ یا اس لئے اسے پڑھ کر خوش ہوا۔ میں دراصل یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ اخبار والوں نے مجھ سے غیر منصفانہ سلوک تو نہیں کیا۔ کیونکہ بزدلی سے مجھے حقیقی نفرت ہے۔ تم اسے میری کمزوری سمجھو یا کچھ اور۔ بہرحال میں نہیں چاہتا تھا۔ لوگ میرے دم آخر کی کیفیت کو غلط الفاظ میں پیش کریں۔ لیکن خیر یہ مضمون چونکہ تمہارے لئے رنج دہ ہے۔ اسلئے اسے نظرانداز کردو۔ گفتگو کا رخ بدلنے کے لئے میں تمہیں وہ تجاویز بتاتا ہوں۔ جو میں نے زمانہ آیندہ کے متعلق سوچی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ میری یہ خواہشیں

پوری ہونگی یا نہیں۔ بہرحال میری آرزو یہ ہے۔ کہ وہ پوری ہوں"

آرتھر نے اخبار کو اس لیمپ کی مدد سے جو میز پر جل رہا تھا۔ جلا دیا تھا۔ اس کے جلتے ہوئے کاغذ کو پاؤں سے کچل کر اس نے اپنی کرسی پلنگ کی طرف بڑھائی۔ اور اپنے سوتیلے بھائی کی گفتگو کو توجہ سے سننے کے لئے آمادہ ہو گیا۔

جیکب سمتھ بھی آگے کو جھک کر ان لفظوں کو بڑی توجہ سے سننے لگا۔ جو رینفورڈ کی زبان سے نکلنے کو تھے۔

رینفورڈ: "لیکن آجکل تو میں دوپہر سے اس سوچ میں ہوں۔ کہ جو خطائیں مجھ سے میری گذشتہ زندگی میں سرزد ہوئیں۔ ان کی موجودہ زندگی میں تلافی کرنا میرا پہلا فرض ہے۔ لیکن میں ایسے لوگوں میں سے نہیں ہوں جو دل سے یہ چاہتے ہیں کہ دنیا میں نیک نامی اور عاقبت میں شفاعت حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں۔ نہیں میرے خیالات اس سے مختلف ہیں۔ میرا عقیدہ یہ ہے۔ کہ ایک نیک کام دس ہزار عبادتوں سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ اسکا فایدہ فوراً ہی بنی نوع انسان کو پہنچتا ہے۔ اور جو کام خلقت کی بہتری کے لئے کیا جائے۔ اسے وہ قادر مطلق بھی ضرور پسند کرتا ہوگا۔ پس میں یہ سوچ رہا ہوں۔ کہ جس شخص کو آزادی جیسی نعمت حاصل ہے۔ وہ کیوں نہ اپنا وقت فرصت ان لوگوں کی تلاش میں صرف کرے۔ جو غریب اور مصیبت زدہ ہیں اور جو انقلاب زمانہ یا خود اپنی خطاؤں سے ہی قعر ضلالت میں گر چکے ہیں۔ اگر وہ حالات کے زیر اثر مبتلائے مصیبت ہوں۔ تو ان کی مدد کرنا ایک قابل تعریف فعل ہے۔ لیکن ان لوگوں کو راستی پر لانا جو خود گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور بھی زیادہ دل خوش کن ہے۔ جو شخص گناہ کا راستہ اختیار کر چکا ہے۔ جو برے کاموں میں پڑ کر جرایم پیشہ بن گیا ہے۔ اسے اگر دیانتداری سے روزی کمانے پر آمادہ کیا جا سکے۔ تو اسکے برابر نیک کام اور کیا ہو سکتا ہے۔"

"کچھ شک نہیں۔ آپکا خیال نہایت مبارک ہے۔" جیکب سمتھ نے کہا۔ اور اسکے ساتھ ہی اسے اپنی انقلاب آمیز زندگی کے سارے حالات یاد آ گئے۔

رینفورڈ سلسلہ کلام کو جاری رکھ کر کہنے لگا۔ "میں یہ بھی سوچ رہا ہوں خصوصاً اس وقت سے جبکہ میں نے اس نیک نہاد لڑکے کی سرگذشت سنی ہے۔ جو محض حالات کے زیر اثر بدی پر راغب ہوا اور جس نے باوجود ہر قسم کی سختی۔ افلاس اور مصیبت کے اپنی توبہ کو برقرار رکھا۔ کہ سوسائیٹی نے جو سخت طریقے ان لوگوں کی اصلاح کے لئے اختیار کر رکھے ہیں جنہیں وہ

گمراہ اور مجرم سمجھتی ہے۔ وہ کس قدر غلط ہیں۔ حامیٔ اصلاح شخص یہ نہیں چاہتا۔ کہ مجرموں کی اصلاح انہیں جیلخانہ میں داخل کرکے کرے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے یہ کوشش بے سود ہوگی۔ پھر سوال یہ ہے کہ اسکے کام کا آغاز کہاں ہو؟ اسکے متعلق میں یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ کوئی شخص اس زندگی پر جو خلاف طریق فطرت ہو۔ عرصۂ دراز تک بخوشی کاربند نہیں رہ سکتا۔ دغا۔ فریب۔ جرم اور ریاکاری کی زندگی طبیعت میں ایک طرح کا جوش پیدا کر دیتی ہے۔ جو عموماً عارضی ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ لوگ جو ان راستوں پر چلتے ہیں۔ اکثر حالتوں میں تھوڑا ہی عرصہ بعد اس بات کے خواہاں ہو جاتے ہیں۔ کہ ہم کوئی ایسا طریق زندگی اختیار کریں۔ جس میں ہر وقت خطرات کا سامنا نہ ہو۔ معاملہ کے اخلاقی پہلو کو جانے دیجئے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نوے فیصدی ویسے لوگ جو سب سے زیادہ مغلظات بکتے آوارہ نظر آتے اور جرم کی راہ پر چلتے ہیں۔ جن کے ضمیر پر اسقدر خوف سمایا رہتا ہے۔ کہ انہیں ہر جگہ سایہ میں پولیس کے آدمی کھڑے نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کا حامی کار ہو۔ تو خوشی سے ایسی زندگی کو ترک کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔ میں اپنا مطلب واضح کرنے کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ عام طور پر آئرلینڈ والوں کی بہت مذمت کی جاتی ہے اور لوگ کہتے ہیں۔ انہیں اپنے پھٹے ہوئے کپڑوں اور افلاس ہی میں مزا آتا ہے۔ اور اگر ان پر تہذیب بخش اثرات ڈالے جائیں تو بے سود ثابت ہوتے ہیں۔ مگر انگلستان میں جو آئرش مزدور موجود ہیں۔ ان کی حالت کو دیکھو۔ انہیں کافی کام ملتا ہے۔ معقول اجرت دی جاتی ہے۔ اور وہ سیاسی جوش و خروش کی زندگی سے دور رہتے ہیں۔ پھر کیا ایسے لوگ کم محنت کرنے والے ہیں؟ کیا ان میں کاہلی کا وجود نظر آتا ہے؟ کیا ان کو چیتھڑوں اور افلاس میں لطف حاصل ہوتا ہے؟ بالکل نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو۔ کہ مجرم بحیثیت مجموعی جرائم۔ بدبلیاں نوں اور ہر وقت کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے شائق نہیں۔ اگر کسی چور یا نقب زن کو ان حالات اور اثرات سے دور کر دیا جائے۔ جن کی الجھن سے وہ خود نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر ان کی معاشرت کا بہتر انتظام کر دیا جائے۔ اور اس کے لئے ایسے حالات مہیا کئے جائیں۔ کہ وہ اپنی نیک چلنی کو بحال کرے۔ تو نوے فیصدی حالتوں میں اس کا اصلاح پذیر ہونا ممکنات سے ہے اس میں شک نہیں کہ ہر قاعدہ میں مستثنیات ہوتے ہیں۔ لیکن جو کیفیتیں میں نے دیکھی اور سنی ہیں۔ ان کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے بیان کیا۔ وہ قاعدہ ہے مستثنےٰ نہیں ان باتوں کو پیش نظر رکھ کر میں پھر اسی خیال کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جو سب سے پہلے میں نے

ظاہر کیا تھا یعنی یہ کہ اگر کوئی شخص نہ صرف دیانتدار غریب لوگوں کے مکانوں پر جائے۔ بلکہ مجرموں گنہگاروں اور خطا واروں سے بھی ملے۔ یہاں تک کہ قیدیوں سے اُن کے جیلخانوں میں ملاقات کرے۔ تو وہ بہت کچھ بہتری پیدا کر سکتا ہے۔ تمہیں میری زبانی یہ باتیں سنکر تعجب تو ضرور ہوگا۔۔"

لارڈ ایلنگھم غیر معمولی خوشی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "بھائی میں تمہارے ان خیالات کو سُن کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اور جسقدر دلیلیں تم نے پیش کی ہیں۔ اُن کی قدر کرتا ہوں۔ میں خود محسوس کرتا ہوں۔ کہ ہمارے قوانین میں اصلاحی عنصر کم ہے۔ اور سزا کا حصہ غالب۔ لیکن یہ ہمارے قانون سازوں کا فرض ہے۔ کہ وہ مجرم کو سزا دہی کے ذریعہ جرم کی زندگی پر اور زیادہ آمادہ کرنے کی بجائے اس کی اصلاح کا کوئی انتظام کریں۔ اور ایسے طریقے سوچیں۔ جن سے جرم کا وجود دنیا سے نا پید ہو جائے۔"

طامس رین خوش ہو کر بولا "پیارے بھائی تمہاری زبان سے اپنے خیالات کی تصدیق اور تائید سنکر مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کیا تم خود انگلستان کے قانون ساز نہیں ہو۔ ایک امیر ابن امیر کی حیثیت میں قانون سازی تمہارے ورثہ میں شامل ہے۔ اور تم پر لازم ہے۔ کہ ملک کے لئے اپنے فرض کو اچھی طرح پورا کرو۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اگر تم اپنی ذہانت۔ قابلیت اور محنت سے اس سوال پر توجہ دو۔ تو تمہارا نام دنیا میں اتنا مشہور ہو جائے گا۔ کہ لوگ تا ابد اسے تعریف اور پرستش کی نظر سے دیکھا کریں گے۔"

آپھر سنجیدگی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "طامس اطمینان رکھو۔ تمہارے یہ الفاظ بیکار ثابت نہ ہونگے"

ریفورڈ ارل کی طرف پرمعنی نظر ڈال کر کہنے لگا۔ "میں ایک غریب آدمی ہوں۔ اور ہمیشہ اسی طرح غریب اور گمنام رہنا چاہتا ہوں۔ لیکن میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ دنیا کے کسی اور حصہ میں جا کر میں اپنی گذشتہ خطاؤں سے توبہ کرنے کے ثبوت میں اس معاملہ میں حتی الامکان کوشش کرونگا۔ اگر میں امریکہ میں بہ حفاظت پہنچ گیا۔ تو اپنی ان تجاویز کو وہاں کسی حد تک عملی صورت میں لانے کی کوشش کرونگا۔ اور یقین ہے کہ مجھے اپنی امید میں بڑی حد تک کامیابی حاصل ہوگی[1]۔"

---

[1] مسٹر رینلڈس نے مسٹر بانڈز کی کتاب افلاس۔ گمراہی اور جرم کے شروع میں ایک دلچسپ مقدمہ لکھا ہے جس میں منجملہ اور باتوں کے حسب ذیل فقرات بھی درج ہیں:۔

یہ بات عام طور پر تسلیم کی جاتی ہے۔ کہ غیر تعلیم یافتہ طبقہ میں ذہن انسانی نیکی کی بجائے بدی کی طرف بآسانی راغب ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ کہ ہر قسم کے اثرات کے دائرہ سے خارج

جیکب سمتھ کی طبیعت بھی اس شخص کے جوشِ قلبی سے جو خود کسی زمانہ میں ایک قانون شکن رہزن تھا۔ مگر جس کے خیالات ہمیشہ بلند تھے۔ اور جس نے اب حالات کے زیر اثر اپنی گذشتہ خطاؤں کی تلافی کا وہ طریقہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ متاثر ہو گئی۔ چنانچہ وہ کہنے لگا۔ "اس میں شک کی گنجایش نہیں۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۶) قاتل سے لیکر اس آوارہ مزاج ملازم تک جو اپنے آقا کی عدم موجودگی میں جو کچھ نقدی ہاتھ لگے لے اڑتا ہے۔ ہر طبقہ کے جاہل مجرم برے خیالات اور جرایم کی کسقدر اشاعت کرتے ہیں۔ ان کے اس رجحان میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان میں اکثر بیکار اور اخلاقی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ کاہل طبقہ کے لوگ یا جرم کے دور زندگی کے مبتدی خواہ وہ بالغ ہوں یا نوعمر بڑے شوق سے ان معرکوں کی کیفیت سنتے ہیں جنہیں ان کے روبرو عمر رسیدہ یا پختہ کار مجرم بیان کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ اگر چند مجرموں میں ایک دوسرے سے اپنے کاموں کی نسبت گفتگو ہو یا ایک دوسرے کو کسی معاملہ پر ہدایات دے۔ یا کوئی نئی تجویز اس قسم کی بتائے۔ کہ زمانہ حراست کے بعد تم نے فلاں کام شروع کرنا۔ تو ایسی گفتگو کا معصوم دلوں پر برا اثر پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔ نیکی گناہ کی تعلیم کا زیادہ عرصہ تک مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ ان کیفیتوں میں پرلطف زندگی کے ایسے دل خوش کن مناظر پیش کئے جاتے ہیں۔ اور ناقابل اصلاح مجرم معصوم طبیعتوں کو یہاں تک اکساتے ہیں۔ کہ وہ بہت جلد ان کی تقلید پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ چونکہ جاہل طبقہ میں اخلاقی تعلیم عنقا ہے۔ اسلئے ایسے لوگوں کی طبیعتیں استقلال کے جوہر سے عموماً خالی ہوتی ہیں۔ ان کے لئے جرم کا آغاز کرنا ایک سہل امر ہے۔ اور لڑکے بھی جیلخانہ کی صحبت میں ان کا جرم کی زندگی میں بہت جلد آگے قدم بڑھائے جانا ایک معمولی بات ہے۔ یہی اثر موجودہ انتظامات کا ہے۔ اور ان کی موجودگی میں کسی مجرم کا اصلاح پذیر ہونا آسان نہیں ہے کچھ عرصہ پیشتر ایک کتاب "جیمز ہارڈی واز کے خود نوشت سوانحعمری" کے نام سے چھپی تھی جسکے مضمون سے پایا جاتا ہے کسطرح لوگ خطرناک جرائم کی تعلیم جیلخانوں میں حاصل کرتے ہیں۔

واز باانتظام طریق پر جوہریوں کی دوکانوں میں چوری کرتا تھا۔ اور کوئی قابل ذکر جوہری اس کے وار سے نہ بچا۔ آخر کار اسے ایک سونے کی بنی ہوئی نہاس کی ڈبیہ کی چوری میں گرفتار کر کے جیلخانہ نیوگیٹ میں بھیج دیا گیا۔ یہاں پر اسکی دو بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ جو اس پیشہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور انہیں بھی چوری جرم پر ہی وہاں بھیجا گیا تھا۔ واز کو ان کی گفتگو سے معلوم ہوا۔ کہ ابھی کئی دوکانیں ہیں جو اُن کی نظر سے بچ گئیں۔ وجہ یہ تھی۔ کہ یا تو وہ دوکاندار اپنی چیزیں سجا کر نہ رکھتے تھے۔ یا اُن کی دوکانیں ایسی گلیوں میں واقع تھیں۔ جہاں کسی کو ان کا خیال نہیں ہو سکتا۔ واز خود لکھتا ہے۔ "کہ اگرچہ مجھے رہائی کی بہت کم امید تھی تاہم ہمارے درمیان یہ فیصلہ ہو گیا۔ کہ اگر میں رہا ہو گیا۔ تو میں ضرور ان جوہریوں کی دوکانوں میں جاؤنگا انہوں نے اپنے دوستوں سے وعدہ کیا۔ کہ انہوں نے مجھے جو مفید واقفیت بہم پہنچائی ہے۔ اس کا معاوضہ ضرور ادا کروں گا۔" چنانچہ اُسے بازار پکاڈلی کے ایک جوہری مسٹر بلیچر کا پتہ دیا گیا۔ یہ شخص جیلخانہ سے رہا ہو۔ تو اس نے ان دوکانوں کو لوٹا۔ جو اُسے بتائی گئی تھیں۔ اور حسب وعدہ ان دونوں بھائیوں کو جیلخانہ میں ان کا معاوضہ پہنچا دیا ۱۲

لارڈ ایلنگم نے کہا "مفلسی سارے جرایم کا ماخذ ہے۔ لیکن بہت سے لوگ صرف اپنی کاہلی کی وجہ سے غریب رہتے ہیں۔ ایسے شخصوں کی اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہوگا۔ کہ انہیں تعلیم دے کر صنعت و حرفت کی قدر و قیمت سے واقف کیا جائے۔ اس صورت میں وہ دوسروں کی امداد سے مستغنی ہوجائیں گے۔ اگر کسی بچہ سے کوئی خطا سرزد ہو تو لوگ کہہ دیا کرتے ہیں وہ ناواقف تھا۔ مگر سچ پوچھو تو جاہل طبقہ کے لوگ بھی صحیح اور غلط اصول سے اسی قدر بے خبر ہیں۔ جیسے کوئی نوعمر بچہ۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ عوام کو نہ صرف مذہبی بلکہ دنیاوی تعلیم[لہ] کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔"

لہ مسٹر برینڈن نے اسی دیباچہ میں جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ افلاس جرم کے سب سے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔ اس سے چھوٹے درجے کے جرایم کا آغاز ہوتا ہے۔ خصوصاً ان حالتوں میں کہ انسان کا کنبہ بہت بڑا اور روز افزوں ہو۔ اور وہ اس کی ضروریات کو پورا نہ کرسکے۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو فطرتاً کاہل اور محنت مزدوری سے متنفر رہتے ہیں۔ ایسے آدمی زیادہ سے زیادہ اسی قدر محنت کرتے ہیں جس سے ان کا پیٹ بھر جائے۔ باقی اخراجات کے لیے وہ جرایم پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ اور اس میں انہیں شراب نوشی کے تباہ کن اثرات سے بہت مدد ملتی ہے۔ ایسے شخصوں کے لئے ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ کاروبار کی کمی یا شخصی کمزوری یا بیماری کی وجہ سے ملازمت نہیں ملتی۔ ایسے موقعوں پر جب شخص مذکور کو فاقہ کشی کا سامنا ہو۔ شراب میسر نہ آسکے۔ اور اس گھر سے بھی جواب ملے جہاں وہ اب تک عزت کی زندگی بسر کرتا رہا تھا تو اس پر نیم دیوانگی کی سی حالت طاری ہوجاتی ہے۔ ایسے موقعوں پر اسکے پرانے صحبتی اسے طرح طرح کے برے مشورے دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ترغیب میں آکر برائیوں پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو ہر قسم کی مشکلات میں جد و جہد کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ مگر ایسے شخصوں کو بڑی مشکل سے اتنی ملازمت میسر آتی ہے۔ کہ اس کے باوجود وہ فاقہ کشی کو دور نہیں کرسکتے۔ پھر جب وہ اپنے بیوی بچوں کو جنہیں وہ جان سے بھی عزیز سمجھتے ہیں۔ نیم گرسنہ حالت میں دیکھتے ہیں۔ تو اگر وہ بلکتے ہوئے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے کہیں سے کھانے کی کوئی چیز چرا لائیں۔ تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ یہ یاد رہے کہ پدرانہ محبت کا جذبہ بہت زبردست ہوتا ہے۔ جو کام انسان اپنے لئے کرنا منظور نہیں کرتا۔ بچوں کی خاطر کر گذرتا ہے یہی وجہ ہے کہ باوجود اچھے خیالات رکھنے کے بھی لوگ حالات کے زیر اثر اولاد کی خاطر چوری کرتے ہیں۔ قانون ایسے شخصوں کو اس جیلخانہ میں بھیجتا ہے۔ جہاں طرح طرح کے بدمعاش۔ آوارہ اور جرایم پیشہ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ وہی لوگ اب ان کے معلم بنتے ہیں۔ ایک جرم کے بعد دوسرا شروع ہوتا ہے۔ اور یہ سلسلہ یہاں تک ترقی کرجاتا ہے۔ کہ وہ شخص جو کبھی جرم کے نام سے خوف کھاتا تھا پیشہ ور مجرم ہوجاتا ہے۔ ایسے شخصوں کو یہ لت نہ پڑنے دی جاتی اور لوگوں سے جدا رکھا جاتا۔ تو یقیناً ان کی حالت اصلاح پذیر ہوجاتی۔

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ خورد سنی کی شادی افلاس کو بہت مدد دیتی ہے۔ اور یہی خرابی مزدور پیشہ لوگوں میں غیر معمولی طور پر بڑھی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ایسے لوگ جلد ہی اتنا کنبہ بڑھا لیتے ہیں جس کی وہ پرورش نہیں کرسکتے۔ ڈاکٹر گریول نے ایک نہایت عجیب جدول تیار کیا تھا جس سے معلوم ہوتا

ریفورڈ کہنے لگا " یہ فرض تمہارا ہے - کہ ان عظیم اور دلچسپ مسایل کو انگلستان کی پارلیمنٹ میں پیش کرو - مجھے یقین ہے کہ اس کے لئے آیندہ نسلیں تمہارے نام کی عزت کرتی رہینگی "

آرتھر نے کہا " میں سمجھتا ہوں - اس کام کا اثر کتنا دلفریب ہوگا - لیکن اطمینان رکھو - میں نے اس بارہ میں جو تجویز سوچی ہے - اُسے میں کسی ذاتی شہرت کی خاطر اختیار کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا - مگر پیارے ٹامس میرے خیال میں یہ طویل بحث تمہارے لئے جو پہلے ہی بہت کمزور ہو - مضر ثابت ہوگی - اس لئے ہمیں سردست اس مضمون کو نظر انداز کرنا چاہیئے - رات بہت جا چکی ہے - تم اب آرام کرو - میں اور جیکب تمہاری نگرانی کے لئے اس کمرہ میں رہینگے "

ریفورڈ نے اپنے بھائی کا ہاتھ دبایا - اور اطمینان سے لیٹ گیا - قریبًا دس منٹ کے عرصہ میں وہ بے خبر ہو کر سو گیا تھا -

ارل آف ایلنگھم پلنگ کے سرہانے بیٹھا اور جیکب پائنتی کے قریب ایک سٹول پر - دونوں بالکل خاموش تھے -

ارل نے گھڑی نکال کر دیکھی تو معلوم ہوا ساڑھے دس بج چکے ہیں - میز پر لیمپ جل رہا تھا یکایک کسی کے پاؤں کی بھاری چاپ اس طرح سنائی دی - گویا کوئی زینہ پر چڑھ رہا ہو -

لارڈ ایلنگھم نے اس آواز کو سن کر ہونٹوں پر انگلی رکھی جس سے مطلب یہ تھا - کہ جیکب سمجھ بالکل خاموش رہے - اور اس نے لیمپ کو بھی گل کر دیا - اس کے لمحہ بھر بعد ایسی آواز آئی - گویا کوئی شخص نیچے سے چور دروازہ کو کھولنے کی کوشش کر رہا ہے - آرتھر اس میں کچھ مانع ہونا نہ چاہتا تھا - اس نے سوچا کہ اگر اس شخص یا ان اشخاص کو جو اندر آنا چاہتے ہیں اس راستہ سے روکا گیا - تو وہ صدر دروازہ کی راہ سے داخل ہونے کی کوشش کرینگے - پس اس نے یہی بہتر سمجھا - کہ جو شخص مکان میں داخل ہو کر میری تجاویز میں مانع ہونا چاہتا ہے اُسے اسی مکان کے اندر محصور کرنے کی کوشش کی جائے - یہ فیصلہ اس دوراندیش اور بہادر امیر نے ایک لحہ میں کر لیا -

سننے میں چور دروازہ کے بڑی آہستگی سے کھلنے کی آواز سنائی دی - اور پھر کسی شخص نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۸) ہے - مزدور پیشہ لوگ عام طور پر کم عمر میں شادی کرتے ہیں - یہ اعداد [illegible] زچگی کی بنا پر مرتب کئے گئے ہیں - اکثر بندو طبقہ عورتوں کا [illegible] ہوتا تھا - ان اعداد [illegible] ہے - کہ [illegible] حد تک بڑھتی ہوئی ہے ۱۲

جو نیچے سے چڑھ رہا تھا۔ اپنا بازو باہر نکال کر اس قالین کو جو اوپر کھچا ہوا تھا۔ پرے ہٹایا۔ اسکے ساتھ ہی چور دروازہ سے روشنی نمودار ہوئی۔ کیونکہ آنے والے کے ہاتھ میں ایک لمپ تھا

آرتھر اور جیکب سمتھ دونوں بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ اول الذکر اس آنے والی آزمایش کے لئے ہر طرح تیار اور مستقل مزاج تھا۔ اور آخر الذکر ربیفورڈ کی خاطر کئی طرح کے اندیشے دل میں لئے شش و پنج کی حالت میں۔ خود ربیفورڈ جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے۔ بے خبری کی حالت میں سو رہا تھا۔

آنے والے نے تقریباً ایک منٹ کے عرصہ میں قالین کو چور دروازہ سے پرے ہٹایا اسکے بعد لمپ کو بائیں ہاتھ میں لئے اس نے نیم باز چور دروازہ کو اپنے سر اور شانوں سے اوپر کو اٹھائے رکھا۔ اور اپنا دایاں ہاتھ باہر نکال کر اوپر کو نکلنے لگا۔ اب لارڈ ڈیلنگہم کو اطمینان ہو گیا تھا۔ کہ آنے والا صرف ایک ہی شخص ہے۔

جس وقت وہ چور دروازہ سے باہر نکلا۔ تو لارڈ ڈیلنگہم نے لمپ اس کے ہاتھ سے گرا دیا۔ اور اس کے گریبان کو مضبوط پکڑ کر کہنے لگا۔ "خاموش! ورنہ جان سے مار دونگا"

شخص مذکور کے منہ سے کراہنے کی سی آواز نکلی۔ اسکے سوا اس نے اور کچھ نہ کہا۔

اس کے بعد خیال کی تیزی کے ساتھ بڑی طاقت سے کام لیکر جس سے خود ارل کو حیرت ہوتی تھی۔ وہ اسے کھینچتا ہوا ایک طرف کو لے چلا۔

لمپ گل ہو جانے کی وجہ سے سارے واقعات بالکل تاریکی میں ہوئے تھے۔ آرتھر بڑی پھرتی اور استقلال کے ساتھ شخص مذکور کو کھینچتا ہوا تجربہ گاہ کی طرف چلا۔ اور اس سے اپنی گرفت ہلکی کئے بغیر اس نے آواز دی "جیکب لمپ جلا کر ادھر لے آؤ"

"جیکب!" پریشان حال نووارد نے حیرت زدہ ہو کر کہا "جیکب"!

ارل چلا کر کہنے لگا "چپ! ایسا نہ ہو کہ میں تمہارا گلا گھونٹ دوں۔ البتہ اگر تمہارا ارادہ ضرر پہنچانے کا نہیں ہے۔ تو اطمینان رکھو۔ تمہارے ساتھ بھی کسی طرح کا ظلم نہیں"

یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلے ہی تھے۔ کہ جیکب سمتھ لمپ روشن کر کے تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ ارل کا اس شخص کو تاریکی میں اس کمرہ سے ہٹا لانے کا جس میں ربیفورڈ سویا ہوا تھا۔ کیا مطلب ہے

لیکن جونہی لمپ کی روشنی اس شخص کے چہرہ پر پڑی۔ جو فرش زمین پر لارڈ ڈیلنگہم کی

مضبوط گرفت میں کسیقدر ڈھیلا ہو گیا تھا اور کسیقدر بیٹھا ہوا تھا جیکب کے منہ سے مارے دہشت کے خوفناک چیخ نکلی۔ اور اس نے چلا کر کہا کون! او لارڈ ٹیڈ!"

اس کے ساتھ ہی وہ لڑکھڑا کر دروازہ کے ساتھ لگ گیا۔

اسی اضطراب میں لیمپ بھی اس کے ہاتھ سے گر کر گل ہو گیا۔

باب ۵۹ اقرار محبت

اس اثنا میں مسٹر ڈی مڈینا اپنے مکان پر اپنی دونوں بیٹیوں اور ننھے چارلی واٹر کی صحبت میں سہ پہر کا وقت بڑی خوشی سے بسر کر چکا تھا۔

ٹامر نے اپنے والد اور بہن کو رینفورڈ کے اس حسن سلوک سے آگاہ کر دیا تھا۔ جو اس نے اس بچے کے ساتھ کیا۔ چنانچہ مسٹر ڈی مڈینا نے فوراً ہی نوکر بھیج کر اسے اس مکان سے منگوا لیا۔ جسے ٹامر نے حال ہی میں حصہ شہر میں کرایہ پر لیا تھا۔

ٹام رین نے چارلی کے ساتھ جو فیاضانہ سلوک کیا تھا۔ اس کی کیفیت سن کر مسٹر ڈی مڈینا پر بہت اثر ہوا۔ اس سے پہلے کبھی اس نے جو حالات سنے تھے۔ ان سے اسے یقین ہو گیا تھا۔ کہ ٹام رین لاکھ برا ہو۔ بہرحال اس میں بہت سی نیک صفات بھی موجود ہیں اور فیاضی کا عنصر تو اس میں قابل رشک حد تک پایا جاتا ہے۔

چارلی اب تک اس بارہ میں بالکل لاعلم تھا۔ کہ وہ جسے پیارے باپ کے پیارے نام سے مخاطب کیا کرتا تھا۔ اتنے دن مکان سے کیوں غائب رہا۔ وہ اتنا کم عمر تھا۔ کہ اس کے دل میں کسی طرح کا اندیشہ پیدا ہونا غیر ممکن سمجھا جا سکتا ہے۔ اسلئے ٹامر کے روبرو رینفورڈ کے موجود نہ ہونے کے متعلق جو عذرات پیش کرتی رہی۔ وہ انہیں کو اپنی معصومیت سے قابل یقین سمجھتا رہا۔ اگرچہ وہ بھی رینفورڈ کی واپسی کے لئے بہت بے چین تھا۔ کئی بار جب وہ ٹامر کو بیٹھے ہوئے دیکھتا تھا۔ تو اسے تسلی دینے کی کوشش کرتا۔ اور اپنی باہیں اس کی گردن میں ڈال کر خود بھی رونے لگ جاتا۔ مگر ٹامر کو اتنا حوصلہ کبھی نہ ہوا۔ کہ وہ اس بچہ کے روبرو اپنے دلی رنج کا اظہار کرے۔ یہاں تک کہ اس خوفناک صبح کو جب ٹام رین کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اگرچہ ٹامر نے جو رنج وغم سے نڈھال تھی خود سیاہ ماتمی پوشاک پہن لی تھی۔ مگر اس سے یہ نہ ہو سکا کہ چارلی کے

ننھے سے بدن سے اگلے کپڑے اتار کر اُسے بھی ماتمی لباس پہنایا۔ اس نے اسکے سیاہ کپڑوں کو اٹھاکر پرے پھینک دیا۔ کیونکہ اسکی اس میں جرأت نہ تھی۔ کہ وہ اس خوفناک صدمہ کی جو اُسے اس روز برداشت کرنا پڑا اپنے سامنے ایک زندہ یادگار قایم کرے ۔

لیکن اب جبکہ ٹامر اپنے والد کے مکان پر پہنچ گئی۔ تو ہر ایک کے دل میں غیر معمولی خوشی پیدا ہو رہی تھی۔ اس روز مسٹر ڈی مڈینا کے دسترخوان پر جتنے آدمی جمع ہوئے ان سب کے دل خوشی سے معمور تھے۔ وہ بیٹی بھی جس کی خطا معاف کر دی گئی تھی۔ دسترخوان میں شریک تھی۔ چارلی واٹس کو بھی کئی دنوں کے بعد اپنی ماں کے لبوں پر مسکراہٹ نظر آئی تھی۔ اور اسے یہ سُن کر بہت خوشی ہوئی۔ کہ ابا چند دن میں ہم سے آملیں گے۔ اس کے معصوم چہرہ پر جو تبسم نمودار ہوا۔ اس کا نظارہ بہت راحت بخش تھا۔

اس خیال سے کہ گفتگو بے تکلف ہو سکے۔ نوکروں کو اُن کے اپنے کمرہ میں رخصت کر دیا گیا تھا۔ خود مسٹر ڈی مڈینا کو وہ خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ جو عفو کی رعایت سے کام لینے والوں کو ہی محسوس ہو سکتی ہے۔ ٹامر کو اپنی گذشتہ خطائیں معاف ہونے پر اور سب سے زیادہ ٹامس ہیفورڈ کے زندہ ہو جانے پر غیر معمولی خوشی تھی۔

حسین ملنسار اور فیاض استھر بھی کچھ کم خوش نہ تھی۔ آج مدت کے بعد اس کے چہرہ پر ہی تبسم اور خوشی نمودار ہوئی۔ جو اس زمانہ میں اس سے مخصوص تھی جب دونوں بہنوں میں ٹامر کے فعل بے جا کی وجہ سے جدائی نہ ہوئی تھی۔ اسی شام کو مسٹر ڈی مڈینا سابق انتظامات کے مطابق اپنی دونوں بیٹیوں اور ننھے چارلی کو الوداع کہہ کر کرایہ کی خاص گاڑی میں ڈوور کو روانہ ہو گیا۔

رات کو جب دونوں بہنیں آرام کے لئے اپنے کمرہ میں گئیں۔ تو استھر کے کمرہ میں جہاں یہ دونوں مقیم تھیں اور جہاں استھر نے ٹامر کو موسیقی کی کتابیں اور وہ تصاویر جنہیں اس نے احتیاط سے سنبھال کر رکھا ہوا تھا دکھائیں۔ تو ایک نہایت مؤثر نظارہ دیکھنے میں آیا۔

ٹامر نے خوشی اور اظہار شکریہ کے طور پر روتے ہوئے اپنی باہیں استھر کے گلے میں ڈال دیں۔ اور دونوں بہنیں سچی محبت کے جوش سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئیں۔ ٹامر سچے دل سے کہنے لگی "پیاری استھر تمہاری اس غیر معمولی محبت کا شکریہ ادا کرنا میرے اختیار سے باہر ہے۔ تم ہی بتاؤ میں اسکا شکریہ کس طرح ادا کر سکتی ہوں؟"

استھر کہنے لگی "جب تم مجھ سے دور ہوگی۔ تو مجھے بھول نہ جانا بس یہی شکریہ کافی ہے" یہ

کہتے ہوئے اسھتر کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے گرنے لگے ۔ کیونکہ اُسے خیال آیا ۔ ہم عنقریب ایک دوسرے سے جدا ہونیوالی ہیں ۔ نامعلوم پھر کب ملاقات ہو ۔ اور ملاقات کا کوئی موقعہ ملے بھی یا نہ ۔

بڑی بہن نے جو اپنے ریشم کی طرح نرم سیاہ بالوں کو لپیٹنے سے پہلے درست کر رہی تھی ۔ کہا ۔ "اسھتر تمہاری یاد ہر وقت ، سینہ میں رہے گی ۔ اور میں ایک لمحہ کے لئے بھی تمہیں فراموش نہ کرونگی کیونکہ تم نے میرے لئے ایسی محبت کا اظہار کیا ہے ۔ جو بہت کم دیکھنے میں آتی ہے ۔ اور میری خاطر تکالیف بھی کچھ کم برداشت نہیں کیں ۔"

دونوں بہنوں نے یہ انتظام کیا تھا ۔ کہ چارلی کو پاس کے کمرہ میں سلا دیا جائے ۔ اور یہ دونوں چونکہ بہت سی باتیں کرنا چاہتی تھیں ۔ اس لئے انہوں نے ایک ہی جگہ آرام کرنے کا فیصلہ کیا تھا ۔ گو اس خیال سے کہ چارلی بیدار نہ ہو جائے ۔ بیچ کا دروازہ کھلا رہنے دیا گیا ۔

اسھتر کپڑے اتارتے ہوئے یکایک رُک کر کہنے لگی ۔ "بہن ! فیصلہ ہو چکا ہے ۔ کہ زمانہ ماضی کو بالکل بھلا دیا جائے ۔ زمانۂ گذشتہ پر نظر ڈالنے سے انسان کو اس صورت میں تسکین حاصل ہوتی ہے ۔ کہ اُسے مستقبل کی کوئی اُمید نہ ہو ۔ لیکن تمہارے لئے ابھی بہت اُمید ہے ..."

اسھتر نے "تمہارے لئے" کے لفظ پر جو زور دیا ۔ اس سے تامر چونکی ۔ اور غور سے اپنی بہن کے چہرہ کو دیکھنے لگی ۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی اس نے محسوس کیا تھا ۔ کہ اسھتر کے لہجہ میں افسردگی کی جھلک پائی جاتی ہے ۔

چنانچہ تامر کہنے لگی "بہن بے شک میرے لئے ۔ اور اس کے لئے بھی جس سے مجھے بے حد محبت ہے ۔ ہر طرح کی امید ہے ۔ لیکن کیا بات ہے تم نے امید کا لفظ ایسے انداز سے کہا گویا وہ فقط میرے لئے ہو ۔ اور تمہارے لئے اس کا وجود باقی نہ ہو ۔ دیکھو اسھتر مجھ سے پردہ داری نہ ہونی چاہیئے ۔ تم جانتی ہو ۔ اپنے خطوط میں جو میں تمہیں بارہا لکھتی رہی ہوں ۔ میں نے ہمیشہ تم پر کامل اعتماد کا اظہار کیا ہے ۔"

اسھتر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا ۔ اور اپنا چہرہ تامر کی چھاتی کے ساتھ لگا لیا ۔

آخر الذکر کہنے لگی "معلوم ہوتا ہے میرا خیال غلط نہیں ۔ اسھتر ضرور تم خود بھی آزار محبت میں مبتلا ہو ۔ اور شاید جس سے تمہیں عشق ہے ۔ وہ تم سے محبت نہیں کرتا ۔ اگر یہی بات ہے ۔ تو تم سارے حالات مجھ سے بیان کرو ۔ تاکہ جہاں تک مجھ سے ممکن ہو ۔ میں تمہیں مشورہ دے سکوں"

اسھتر نے کسی کا نام لیا ۔ لیکن اس نام کو زبان سے ادا کرتے وقت اس کے چہرہ پر حیلے

اتنی سرخی اور نزاکت پیدا ہوگئی تھی کہ ٹامر کو اس کا چہرہ آگ کی طرح گرم محسوس ہوا۔

اس نے ہم کو مسکراتے ہوئے کہا "کیا... ارل آف ایلنگھم!"

"ہاں بہن" استھر نے اپنا خوشنما چہرہ جو حیا کی وجہ سے ابتک سرخ تھا۔ اونچا کر کے کہا "میں اس امر واقعہ کو زیادہ عرصہ تک اپنے دل میں پوشیدہ نہیں رکھ سکتی... مگر افسوس اسے کسی اور سے محبت ہے"

"وہ اس سے شادی نہیں کر سکتا" ٹامر نے کہا "استھر بہن تمہارے لئے ضرور امید باقی ہے"

"کیا... وہ لیڈی ہیتی فیلڈ سے شادی نہیں کر سکتا؟" استھر نے سخت متعجب ہو کر کہا۔

ٹامر کہنے لگی "ہاں ٹامس نے مجھ سے یہ بات کہی تھی۔ اس نے میرے سامنے تفصیلات بیان نہیں کیں۔ اس لئے میں اس کے اسباب سے بے خبر ہوں۔ میری یہ عادت رہی ہے کہ ٹامس کے معاملات میں کبھی دخل انداز نہ ہوتی تھی۔ اس لئے اگر وہ کسی معاملہ کی تفصیل بیان نہ کرے تو میں بھی اس سے اصرار نہ کرتی تھی۔ بہرحال ٹامس کا یہ قول تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ لیڈی ہیتی فیلڈ اور ارل آف ایلنگھم کی ہرگز آپس میں شادی نہیں ہو سکتی۔ ورنہ اب ان کے دل دلوں میں شادی کرنے کا خیال باقی ہے۔ اس لئے پیاری استھر تم ان کی جدائی کے اسباب کے متعلق پریشان نہ ہو۔ بلکہ امید رکھو... وہ امید جس کا ثمر نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ارل آف ایلنگھم ہمیشہ تمہیں تعریف کی نظر سے دیکھتا رہا ہے۔ وہ تمہارے خصائل کا مداح ہے اور تمہاری نسبت اس کے دل میں اتنا احترام ہے کہ اسے ہی جذبہ عشق پیدا ہو جانا تعجب انگیز نہیں۔"

استھر تھی جس کے سینہ میں امید و بیم کے مشترکہ اثر سے تلاطم سا پیدا ہو رہا تھا۔ کہا "ٹامر کچھ ایسی باتیں میرے سامنے نہ کرو۔" اگرچہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ٹامر کے لفظوں سے معصوم اور پاکباز استھر کے دل میں ناقابل بیان جذبہ راحت پیدا ہو گیا تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ یہ جذبہ ان نہایت پاکباز اور بھولے لوگ سینوں میں بھی پیدا ہو جاتا ہے جن کے دلوں میں اول مرتبہ شرارہ عشق نمودار ہوتا ہے۔

ٹامر کہنے لگی "پیاری استھر میں جانتی ہوں۔ یہ مضمون تمہارے لئے بہت دلچسپ ہے اسلئے مجھے خاموشی پر مجبور نہ کرو۔ اگر محبت کرنا انسان کے لئے باعث شرم ہو تو دنیا میں سوائے بچوں کے ہر شخص کے رخساروں پر شرم کی سرخی نظر آنے لگے۔ پیاری بہن جذبہ عشق عالمہ یا یہ

ہر ایک دل میں موجود ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ دنیا تاریک اور بے نہایت [illegible] معلوم ہوتی۔ اگر انسان میں زمانۂ طفلی کے بعد تمازتِ عشق پیدا نہ ہوتی۔ اس لئے پیاری اسفر تمہارے لئے ذرہ بھی میں مبتلا ہو جانا کسی طرح باعثِ شرم نہیں۔"

یاجیا دوشیزہ نے کہا "تم جو کچھ کہہ رہی ہو۔ اس کے بعد میں اورل کے سامنے بغیر شرم کے کبھی نہ آسکوں گی۔ اس کے علاوہ اگر میں اپنے دل میں یہ امید پیدا کرنے کی بات کروں کہ شاید مجھے کبھی اپنی تمناؤں میں کامیابی نصیب ہو۔ تو پھر دوسری رکاوٹ ہماری قومیت کے اختلاف کی ہے۔"

طاہرہ کہنے لگی "یہ کچھ ایسی مشکل نہیں۔ خود اورل نے بھی یہ بات کہی تھی کہ یہودی اور عیسائیوں کے درمیان باہم شادی ہو سکتی ہیں۔"

اسفر کے خوبصورت چہرے پر شادی اور امید پر غم کی چھائی ہوئی تھی [illegible] ہو گیا تھا۔ وہ کہنے لگی "بے شک میری بھی مشکل کا حل تم نے سوچا۔ مگر ابھی کئی اور وجہیں نفرت کی ہیں۔ وہ ایک بڑی [illegible] اس کے علاوہ اس ملک میں جو تہذیب کا [illegible] ہماری قوم سے تو معلوم ہے کہ نفرت کا سلوک کیا جاتا ہے۔"

طاہرہ جو اپنی بہن کی باتوں کو ہرگز نہ ماننا چاہتی تھی کہنے لگی "[illegible] کرنل آف انگلستان کو ایسے متعصب [illegible] سے کوئی نفرت ہے۔ وہ ایک روشن خیال آدمی ہے۔ اور اچھی طرح سمجھتا ہے۔ کہ اس زمانے میں ہماری قوم کی تجارتی اور [illegible] کی مہارت سے کچھ کم نہیں [illegible] دونوں قوموں کا [illegible] ہے ایک ہے۔ پیاری اسفر مجھے ہرگز یہ امید نہیں۔ کہ اورل جیسا فیاض آدمی تم سے [illegible] عقائد کے باعث [illegible] کوئی نہیں [illegible] کہہ رہی ہے۔ کہ تم کسی دن لارڈ آف انگلستان [illegible] پڑھنے والی ہو۔"

[illegible] ایک سرد آہ کھینچی مگر کچھ جواب نہ دیا۔

طاہرہ [illegible] کی گفتگو کر رہی تھی [illegible] اگرچہ اپنے [illegible] وہ اس بات کو فراموش کر چکی تھی [illegible] اسفر کے سینے میں [illegible] پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو کبھی پوری نہ ہو سکیں [illegible] کچھ دیر بعد اسفر اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "اگر تمہیں کسی سے محبت ہے تو خدا کے لئے

مسٹریز آف لنڈن

سلسلہ ثانی

مکمل اردو ترجمہ ۲۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لنڈن کے دو سلسلے ہیں یا یوں کہنا چاہیے۔ کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنھیں اس نام سے شایع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ... اگر ممکن سمجھا جائے... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو اور خدا اسے نیکی کی ترغیب دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپکے لیے غایت درجہ دلچسپی رکھتی ہے۔ ضخامت ۴۶۰۰ صفحوں سے زیادہ قیمت ۱۲ روپے محصول ڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲؍ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

مسٹریز آف لنڈن

سلسلہ ثانی

مکمل اُردو ترجمہ ۲۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لنڈن کے دو سلسلے ہیں یا یوں کہنا چاہیے۔ کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شایع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو اور خدا اُسے نیکی کی ترغیب دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے غایت درجہ دلچسپی رکھتی ہے۔ صفحات ۴۰۰ ہا صفحوں سے زیادہ قیمت مجلد ۵ محصول ڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲/ علاوہ محصول ڈاک ہے۔

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

ریونالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

قیمت	صفحات	نام مترجم	نام ترجمہ	نام کتاب
[illegible]	۲۳۴۰	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	اسرار لنڈن (۱۰ حصے)	مسٹریز آف لنڈن (سلسلہ اول)
[illegible]	۲۶۶۴	״	״ (۲۵ حصے)	״ (سلسلہ ثانی)
[illegible]	۵۱۹	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرو	[illegible]	سیمسٹریس
[illegible]	۲۶۰	منشی خلیل الرحمن صاحب	ظلمات	پوپ جان
[illegible]	۵۵۰	خواجہ اکبر حسین صاحب	فریب حسن	فاسٹ
[illegible]	۱۳۶	مسٹر پی [illegible] کمار	شکستہ دل	[illegible]
[illegible]	۶۲۷	منشی محمد امیر حسن صاحب	[illegible] و لیلی	لیلی یا شاہ آف منگریلیا
[illegible]	۴۲۴	منشی رام نرائن صاحب	لعبت زرنگار	برونز سٹیچو
[illegible]	۱۴۸	منشی گنگا سہائے صاحب بی اے	مارگریٹ	مارگریٹ
[illegible]	۵۰۳	منشی غلام قادر صاحب فصیح	عبرت (۲ حصے)	عمر
[illegible]	۱۴۴	ڈاکٹر [illegible] صاحب	سپاہی کی دلہن	سولجرس وائف
[illegible]	۳۵۶	منشی [illegible]	[illegible] (۲ حصے)	روز المبرٹ
[illegible]	۴۶۴	منشی صدیق احمد صاحب	[illegible]	نیکرومنسر
[illegible]	۴۲۴	منشی محمد امیر حسن صاحب	[illegible]	وا گنر دی ویروولف
[illegible]	۳۶۰	منشی سجاد حسین صاحب	[illegible]	ماسٹر ٹموتھی [illegible]
[illegible]	۱۱۰۰	مولوی [illegible]	[illegible] (۵ حصے)	[illegible]
[illegible]	۱۱۱۰	منشی [illegible]	[illegible] (۴ حصے)	میری پرائس
[illegible]	۲۱۰	منشی [illegible]	[illegible]	الفرڈ
[illegible]	۹۰۰	منشی [illegible]	[illegible] (۲ حصے)	[illegible]
[illegible]	۹۵	[illegible]	[illegible]	فشرمین
[illegible]	۲۱۰	منشی [illegible]	[illegible]	لور آف دی حرم

[illegible]